رہنمائے اساتذہ

مطالعۂ قرآنِ حکیم

برائے طلباء وطالبات

حصہ اوّل

- عمومی تدریسی ہدایات
- طریقۂ تدریس برائے اسباق
- ربطِ سورت
- قرآنِ حکیم کے عملی پہلو
- مشقوں کے جوابات
- مضامینِ آیات کے مطابق خصوصی نوٹ
- اسباق کی منصوبہ بندی
- مقاصدِ مطالعہ
- آیت بہ آیت تشریحی نکات
- آیاتِ قرآن حکیم اور احادیث کے حوالہ جات
- عملی سرگرمیاں
- شانِ نزول

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

"رہنمائے اساتذہ برائے مطالعۂ قرآنِ حکیم" کے شائع شُدہ حصّوں کی اشاعت کی تفصیلات:

- حصّہ اوّل .... طبع اوّل۔ ۲۰۱۵ء کل تعداد: ۵۰۰۰
- طبع جدید .... فروری ۲۰۱۷ء۔ تعداد: ۴۰۰۰
- حصّہ دوم .... طبع اوّل۔ ۲۰۱۵ء کل تعداد: ۲۰۰۰
- طبع جدید .... فروری ۲۰۱۷ء۔ تعداد: ۲۰۰۰
- حصّہ سوم .... طبع اوّل۔ ۲۰۱۵ء کل تعداد: ۲۰۰۰

زیرِ اہتمام .... شعبہ تصنیف و تالیف۔ دی علم فاؤنڈیشن

پتہ .... ۶۴/۳، بلاک نمبر ۳، دہلی مرکنٹائل کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی،

پوسٹ کوڈ ۷۴۸۰۰، کراچی، پاکستان

فون نمبر .... ۳۴۳۰۴۴۵۰، ۳۴۳۰۴۴۵۱ (۲۱-۹۲+)

موبائل نمبر ۰۳۳۵-۳۳۹۹۹۲۹

ای میل .... tif1430@gmail.com /info@tif.edu.pk

ویب سائٹ .... www.tif.edu.pk

عرضِ ناشر

اللہ ﷻ کے فضل و کرم سے انتہائی ذمہ داری کے ساتھ ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب کی تمام تر کوتاہیوں سے پاک بہترین اشاعت کا اہتمام ہو۔ تاہم خدانخواستہ دورانِ طباعت اعراب، جلد بندی یا دیگر کوئی کوتاہی جو سہواً ہوگئی ہو آپ کی نظر سے گزرے تو ادارہ کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ کی اشاعت میں اسے درست کیا جاسکے۔

یہ کتاب رضائے الٰہی کی خاطر بلاہدیہ فراہم کی جاتی ہے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

نمبر شمار	سبق	صفحہ نمبر
۱	ابتدائی کلمات	۵
۲	"رہنمائے اساتذہ برائے مطالعۂ قرآنِ حکیم" کی خصوصیات	۷
۳	اساتذہ کے لئے عمومی تدریسی ہدایات	۸
۴	اسباق کی منصوبہ بندی (Lesson Planning)	۲۱
۵	نصاب کا جائزہ فارم (Course Coverage Form)	۲۵
۶	سُوْرَةُ الْفَاتِحَة	۲۶
۷	قصّہ حضرت آدم علیہ السلام	۳۴
۸	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	۴۳
۹	قصّہ حضرت ہود علیہ السلام	۵۹
۱۰	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	۷۸
۱۱	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	۹۲
۱۲	سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰت	۱۰۶
۱۳	سُوْرَةُ الْفِيْل	۱۵۱
۱۴	سُوْرَةُ قُرَيْش	۱۵۷
۱۵	سُوْرَةُ الْمَاعُوْن	۱۶۱
۱۶	سُوْرَةُ الْكَوْثَر	۱۶۷
۱۷	سُوْرَةُ الْكَافِرُوْن	۱۷۲
۱۸	سُوْرَةُ النَّصْر	۱۷۸
۱۹	سُوْرَةُ اللَّهَب	۱۸۳
۲۰	سُوْرَةُ الْاِخْلَاص	۱۸۷
۲۱	سُوْرَةُ الْفَلَق	۱۹۲
۲۲	سُوْرَةُ النَّاس	۱۹۷
۲۳	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ ۔۔۔۔۔ ایک نظر میں	۲۰۳

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

۲۴	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی ہونے کے حیثیت سے ہماری ذمہ داریاں	۲۰۴
۲۵	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کے چند پہلو	۲۰۵
۲۶	عمومی پوچھے جانے والے سوالات (FAQs)	۲۰۶
۲۷	مجوزہ ماڈل پیپر برائے مطالعہ ُقرآنِ حکیم (حصہ اوّل)	۲۲۸
۲۸	"مطالعہ ُقرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" کے نصاب کے حصول کا طریقہ کار	۲۳۱
۲۹	درخواست فارم برائے فراہمی نصاب مطالعہ ُقرآنِ حکیم	۲۳۲

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

ابتدائی کلمات

الحمدللہ "دی علم فاؤنڈیشن" کے زیرِ اہتمام طلبہ کی قرآنی تعلیمات سے آگاہی کے لئے ۲۰۱۰ء سے ایک جامع نصاب "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" مرتب کیا گیا ہے۔ ۲۰۱۷ تک اس نصاب سے ہزاروں تعلیمی اداروں میں پانچ لاکھ سے زائد طلبہ استفادہ کر رہے ہیں جن کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ "مطالعہ قرآنِ حکیم" کے بارے میں الحمدللہ پاکستان بھر کے مختلف تعلیمی اداروں سے بہت حوصلہ افزا نتائج موصول ہو رہے ہیں جو محض اللہ ﷻ کا فضل اور اساتذہ کرام کے اخلاص اور محنت کا نتیجہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مجھے معلّم بنا کر بھیجا گیا ہے۔" (سنن دارمی) اس حدیثِ مبارکہ کے مطابق وہ تمام اساتذہ قابلِ صد افتخار ہیں جو تدریس سے وابستہ ہیں۔ انہیں نبی کریم ﷺ سے اس منصب کی نسبت حاصل ہے جس کا ذکر نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا۔ پھر یہ منصب اور زیادہ عزت و افتخار کا باعث ہو جاتا ہے جب یہ تدریس قرآنِ حکیم کے حوالہ سے ہو۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا "تم میں سے بہترین وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں۔" (صحیح بخاری) ایک اور حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ ﷻ تمہارے ہاتھ پر (یعنی تمہارے ذریعہ) کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دیں، تو یہ تمہارے لئے اس ساری کائنات سے بہتر ہے، جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے۔" (طبرانی)

تاہم جہاں فریضۂ تدریس کے فضائل و درجات بلند ہیں وہیں اس کی ذمّہ داری اور حساسیت بھی بہت زیادہ ہے۔ پھر "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کے حوالہ سے یہ ذمّہ داری اور حساسیت مزید بڑھ جاتی ہے کیوں کہ قرآن حکیم ایک مکمل ضابطۂ حیات عطا کرتا ہے اور اس نصاب کا طلبہ کی کردار سازی سے بھی گہرا تعلق ہے۔ پھر خود اساتذہ کرام طلبہ کے لئے عملی نمونے بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اساتذہ کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ خود بھی قرآن حکیم، احادیث مبارکہ، سیرت النبی ﷺ اور دینی اسلامی کتب کا باقاعدہ مطالعہ کریں۔ نیز خود اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ بن کر طلبہ کی تربیت اور کردار سازی کے اہم فریضہ کو سرانجام دے کر اجرِ عظیم کی سعادت حاصل کریں۔

"مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء و طالبات" کی مؤثر تدریس کے حوالہ سے ہر حصّہ کے لئے انتہائی تحقیق کے ساتھ ۵۰ سے زائد تراجم و تفاسیر کی روشنی میں "رہنمائے اساتذہ برائے مطالعۂ قرآنِ حکیم" مرتب کیا گیا ہے۔ اساتذہ "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کی تدریس کے دوران اس سے ضرور استفادہ کریں اور دورانِ تدریس مندرجہ ذیل باتوں کو پیشِ نظر رکھیں تاکہ "رہنمائے اساتذہ برائے مطالعہ قرآن حکیم" سے بھرپور معاونت حاصل کر کے مؤثر انداز سے "مطالعہ قرآن حکیم" کی تدریس کا اہتمام ہو سکے۔

- "مطالعۂ قرآنِ حکیم" اور "رہنمائے اساتذہ" موصول ہونے کے بعد دونوں کتب کا مکمل جائزہ لے لیں تاکہ اس نصاب کی ضرورت، اہمیت اور مقصد واضح ہو جائے۔ آئندہ کی تمام منصوبہ بندی اور تدریسی عمل میں یہ جائزہ معاون ہو گا۔ ان شاءاللہ

- رہنمائے اساتذہ میں دی گئی "عمومی تدریسی ہدایات" اور "عمومی پوچھے جانے والے سوالات" کے ایک ایک نکتہ کا بغور مطالعہ فرمائیں اور اگر اس ضمن میں مزید کوئی سوال ہو تو اسے نوٹ فرما کر ادارہ سے رابطہ فرمائیں۔
- اسباق کی منصوبہ بندی کا جائزہ لینے کے بعد اپنی سہولت کے مطابق اپنے اسکول کے نظام الاوقات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ بنیاد کے ساتھ ساتھ روزانہ کے سبق کی بھی منصوبہ بندی کرلیں کہ کسی مکمل یا جُزوی سبق کے لئے کتنا وقت دستیاب ہو گا۔
- ہر سبق کو پڑھانے سے پہلے اس سے متعلقہ مواد کو ضرور پڑھ لیں۔ مثلاً قرآنی متن کی تلاوت اور درست ادائیگی کی مشق وغیرہ۔ املا اور تلفظ کی اصلاح کے لئے لغت (ڈکشنری) سے استفادہ کریں۔
- دورانِ تدریس ہر سبق کے متعین کردہ "مقاصد مطالعہ" کو خاص طور پر پیشِ نظر رکھیں تاکہ سبق کے اختتام پر طلبہ کو اس سبق کا وہ فہم حاصل ہو جس کا "مقاصدِ مطالعہ" میں ذکر کیا گیا ہے۔
- ہر سبق سے متعلقہ آیات کی تشریحات اور وضاحت "رہنمائے اساتذہ" میں دیئے گئے نکات تک ہی محدود رکھیں جو کہ الحمدللہ کئی معروف تفاسیر سے ماخوذ ہیں۔
- سورتوں کا باہمی رَبط اچھی طرح جان لیں۔ اس میں کوئی مزید نکتہ شامل کرنا ہو تو وہ بھی پہلے سے نوٹ کر کے رکھیں تاکہ وقت کا ضیاع نہ ہو اور تدریسی عمل کی روانی برقرار رہے۔
- ہر سورت یا قصہ کی تدریس سے قبل طلبہ سے سوال وجواب کے ذریعہ متعلقہ سبق کے بارے میں بحیثیت مجموعی معلومات اور فہم کا جائزہ ضرور لے لیں تاکہ ان کی ذہنی سطح اور فہم کو سامنے رکھتے ہوئے بہتر انداز میں اس سبق کی مزید وضاحت ان کے سامنے کی جاسکے۔
- آیات کی تشریحات میں دیئے گئے سوالات طلبہ سے خود کریں۔ اگر وہ مطلوبہ جواب نہ دے سکیں تو "رہنمائے اساتذہ" میں دیئے گئے جواب انہیں بتائیں۔ سوال وجواب کمرۂ جماعت میں طلبہ کے سامنے "رہنمائے اساتذہ" سے پڑھنے سے بچنے کا اہتمام کریں اور متعلقہ سبق کی آیات کے سوالات وجوابات کا پہلے سے مطالعہ فرمائیں۔
- مشقوں کے جوابات طلبہ ہی سے حل کرائیں جائیں نہ کہ خود ہی سوالوں کے جوابات پہلے سے دے دیئے جائیں۔
- تمام اسباق کے اختتام پر دلچسپ عملی سرگرمیاں دی گئی ہیں۔ سرگرمیوں کے حل کے لئے کچھ معاون نکات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ اساتذہ کے لئے آسانی رہے۔ ان سرگرمیوں میں طلبہ سے کرائے گئے کاموں کو نمایاں کریں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔

ہم امید کرتے ہیں کہ "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کی مؤثر تدریس میں یہ "رہنمائے اساتذہ" بہت معاون ثابت ہو گا اور اس کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آئیں گے۔ ان شاء اللہ

"رہنمائے اساتذہ برائے مطالعۂ قرآنِ حکیم" کی خصوصیات

۱۔ اساتذہ کی تدریسی معاونت کے لئے **"عمومی تدریسی ہدایات"** وضاحت کے ساتھ دی گئی ہیں۔ جن کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی موجود ہے۔

۲۔ اساتذہ کی سہولت کے لئے مطالعۂ قرآنِ حکیم کے ہر حصّہ کے **"اسباق کی منصوبہ بندی"** (Lesson Planning) کی گئی ہے۔

۳۔ نصاب کی تدریس کا وقتاً فوقتاً جائزہ لینے اور مشاورت کے لئے **"نصاب کا جائزہ فارم"** (Course Coverage Form) بھی دیا گیا ہے۔

۴۔ ہر قصہ اور سورت کی تدریس کے حوالہ سے اسباق کی وضاحت کے لئے **"طریقہ تدریس"** بتایا گیا ہے تاکہ اساتذہ کو روزانہ کی بنیاد پر اسباق کے تعین میں کوئی دشواری نہ ہو۔

۵۔ قصّوں اور سورتوں کے مطالعہ کے بعد متعلقہ اسباق کے بارے میں طلبہ کے فہم اور استعداد کا جائزہ لینے کے لئے اسباق کے **"مقاصدِ مطالعہ"** متعین کیئے گئے ہیں۔

۶۔ سورتوں کے مضامین کے مطابق **"ربطِ سورت"** کے نام سے سورتوں کا باہمی ربط بھی بیان کیا گیا ہے تاکہ سورتوں کا باہمی تعلق اور تسلسل سمجھنا آسان ہو۔

۷۔ ہر قصّہ اور سورت کے **"آیت بہ آیت تشریحی نکات"** سوال وجواب کی صورت میں دیئے گئے ہیں۔

۸۔ آیات کے مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے ان سے حاصل ہونے والی عملی باتوں کو **"عملی پہلو"** کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے۔

۹۔ آیات کی تشریحات میں **"قرآنِ حکیم کے دیگر مقامات"** کے حوالہ جات بھی دیئے گئے تاکہ متعلقہ بات قرآنِ حکیم کی روشنی میں زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان ہوجائے۔

۱۰۔ آیات کی وضاحت میں **"احادیث مبارکہ"** کے حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ قرآنِ حکیم کے ساتھ ساتھ حدیث مبارکہ کی ضرورت و اہمیت بھی واضح ہو اور قرآنی احکامات کی عملی شکل بھی واضح ہوسکے۔

۱۱۔ آیاتِ قرآنی میں بیان کی گئی تاریخی، سائنسی، معاشی، معاشرتی اور علمی باتوں کو **"نوٹ"** کے عنوان سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں مزید مطالعہ کے لئے **"انٹرنیٹ کے لنکس"** بھی دیئے گئے ہیں۔

۱۲۔ آیاتِ قرآنی کے مضامین کے مطابق بعض عنوانات پر **"خصوصی نوٹ"** بھی دیئے گئے ہیں۔ مثلاً زمین، بادل، بارش، میٹھا پانی وغیرہ

۱۳۔ اساتذہ کی آسانی کے لئے **"مشقوں کے جوابات"** بھی دیئے گئے ہیں۔

۱۴۔ طلبہ کی ذہنی سطح اور دلچسپی کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہر سورت اور قصہ کے متعلق مزید **"عملی سرگرمیاں"** بھی دی گئی ہیں۔

۱۵۔ نصاب مطالعۂ قرآنِ حکیم کے حوالہ سے **"عمومی پوچھے جانے والے سوالات"** (FAQs) کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔ الحمدللہ ان کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی موجود ہے۔

۱۶۔ اساتذہ کی معاونت کے لئے مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات کے سالانہ امتحان کے لئے **"ماڈل پیپر"** بھی دیا گیا ہے۔

۱۷۔ "رہنمائے اساتذہ برائے مطالعۂ قرآنِ حکیم" کو مرتب کرنے میں خصوصی طور پر اہتمام کیا گیا ہے کہ **مسلکی اختلافات کے بیان سے گریز** کیا جائے اور ان ہی اُمور اور تشریحات کو بیان کیا جائے جن پر عموماً سب کا اتفاق پایا جاتا ہے۔

۱۸۔ "رہنمائے اساتذہ" کو مرتب کرنے میں **علماء کرام، حفّاظِ کرام، اساتذہ کرام اور والدین کی مشاورت** اور نظر ثانی سے استفادہ کیا گیا ہے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. NOT FOR SALE OR COMMERCIAL USE. ANY UNAUTHORIZED USE WILL INVITE LEGAL ACTION.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اساتذہ کی رہنمائی کے لئے عمومی تدریسی ہدایات اور ان کی وضاحت

نوٹ: اساتذہ کی تدریسی معاونت کے لئے ڈیمو کلاس، تدریسی ہدایات اور دیگر متعلقہ مواد کا ویڈیو لنک یہ ہے۔
http://tif.edu.pk/?q=links

ا۔ سبق کے دوران عربی متن ضرور پڑھایا جائے لیکن یہ یاد رہے کہ یہ نصاب فہم قرآن کے حوالہ سے تیار کیا گیا ہے۔ لہذا اس نصاب کے مطالعہ کے دوران فہم قرآن ہی پر توجہ دی جائے۔ اس نصاب کے لئے مختص کیا ہوا وقت تجوید کے قواعد سکھانے، مشق کروانے وغیرہ میں نہ صرف کیا جائے۔

یہ نصاب تجوید سکھانے اور قرآن حکیم ناظرہ پڑھانے کا طریقہ سکھانے کے لئے نہیں ہے۔ اگرچہ ناظرہ قرآن حکیم پڑھنے کی مشق بہت ضروری ہے اور اس کی اپنی ایک اہمیت ہے جس سے انکار نہیں۔ تاہم غور طلب بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں عموماً پچاس ساٹھ سال کی طویل عمر گزر جانے کے باوجود لوگ قرآن کا مکمل ترجمہ نہیں پڑھ پاتے (الا ماشاء اللہ) نیز قرآن کا بنیادی پیغام بھی ان کے سامنے نہیں آپاتا، تجوید اور ناظرہ قرآن حکیم سکھانے کے لئے ہزاروں مدارس و مساجد بھی ہیں جہاں الحمد للہ یہ خدمت انجام دی جا رہی ہے اور جن لوگوں کو حاجت ہوتی ہے وہ خود کہیں سیکھنے کا اہتمام بھی کر لیتے ہیں۔ لہذا اس نصاب کی تدریس کے دوران قرآن حکیم کا عربی متن ضرور پڑھائیں، بچے بھی دُہرا لیں، لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ بار بار عربی متن کی مشق کروانے اور تجوید درست کروانے سے سارا وقت اسی میں صرف ہو جائے اور جو مقصد فہم قرآن کا تھا وہ حاصل نہ ہو سکے اور اس نصاب کی تکمیل میں بھی دشواری پیش آئے۔ اس لئے ناظرہ اور تجوید کا اہتمام علیحدہ سے کرنا چاہیئے۔ اس نصاب کا اصل مقصد قرآن فہمی ہے تاکہ طلباء وطالبات قرآنِ حکیم کے پیغام سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

۲۔ اس نصاب کو رٹانا مقصود نہیں بلکہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ عام طور پر ہمارے یہاں اسلامیات کا کورس (معذرت کے ساتھ عرض ہے) بہت تیزی کے ساتھ پڑھا دیا جاتا ہے۔ بلکہ اسلامیات کے ساتھ ساتھ باقی نصاب کا بھی زیادہ تر رٹّا ہی لگوا دیا جاتا ہے۔ ہو سکتا کچھ جگہ ایسا نہ بھی ہو۔ اور یہ صرف نمبر (Marks) حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ مگر ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس نصاب میں رٹّا لگوانے کی بات نہ ہو بلکہ بات دل و دماغ میں بٹھانے کی ہو۔ تاکہ اللہ ﷻ کے کلام کی عظمت بھی ہمارے طلباء وطالبات کے دلوں میں پیدا ہو اور اللہ ﷻ کے کلام کا مفہوم بھی کہ اللہ ﷻ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ چنانچہ ہم تجویز (Recommend) کرتے ہیں کہ اس نصاب کا آغاز تیسری جماعت سے کیا جائے۔ ابتدائی ایک دو سالوں میں کوشش کی جائے کہ استاد بات چیت اور دو طرفہ گفتگو (Interaction) کے ذریعے بار بار دُہرا کر باتوں کو ذہن میں بٹھائے۔ پہلے ایک دو سالوں میں لکھنے پر زور دینے کے بجائے سمجھانے پر توجہ دی جائے اور بچوں سے بھی دُہرا کر یہ یقین حاصل کیا جائے کہ انہیں سمجھ آرہی ہے۔ اس سے ان بچوں کی بنیاد ان شاء اللہ

مضبوط ہو گی اور آج جب بنیاد مضبوط ہو گی تو ان شاءاللہ اس نصاب کے آئندہ کے حصوں میں جب طویل مکی سورتوں اور بعد میں مدنی سورتوں کا مطالعہ کریں گے تو ان کا ذہن فہم قرآن کے لئے تیار ہو گا۔

۳۔ عربی متن کے ساتھ ترجمہ پڑھایا جائے۔ اور ترجمہ پر خاص توجہ دیتے ہوئے اسے بار بار دہرایا جائے۔ تاکہ بچوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ آگاہی حاصل ہو اور وہ اس کو سمجھ سکیں۔

یعنی ترجمہ کے پڑھانے کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔ ایک مرتبہ اساتذہ خود یا طلباء و طالبات کے ذریعے قرآنی متن کے ساتھ ترجمہ پڑھائیں۔ اس کا بھی ثواب اور برکات ہیں۔ بعد ازاں صرف ترجمہ کو طلباء و طالبات کے ساتھ دو طرفہ انداز میں بار بار دہرایا جائے۔ یعنی فہم قرآن کی طرف توجہ بڑھانے کے لئے ترجمہ زیادہ پڑھایا جائے۔ ابتدائی جماعت میں استاد کو بچوں کو پڑھانے اور سمجھانے کے لئے زیادہ محنت کرنا پڑے گی لہٰذا جو پڑھایا جائے بچے اس کو دہرائیں بلکہ قرآنی متن اگر ایک مرتبہ پڑھایا گیا ہو تو ترجمہ دو یا تین مرتبہ پڑھایا جائے۔ اس دہرانے کے نتیجے میں باتوں کا ذہن میں بیٹھنا زیادہ آسان ہو گا اور جتنا ترجمہ ذہن میں بیٹھے گا اُتنی ہی قرآن فہمی بچوں کے لئے ان شاءاللہ آسان ہو گی۔

۴۔ عربی متن کی تلاوت کے دوران یہ خیال رکھا جائے کہ الفاظ کی ادائیگی درست ہو اور اگر اساتذہ کی اس لحاظ سے کوئی کمزوری ہے تو ایسے طلباء و طالبات سے تلاوت کرائی جائے جن کی تجوید درست ہو۔

الحمدللہ ہم مسلمان ہیں۔ قرآن حکیم کی تلاوت ایک بہت بڑا شرف ہے۔ اس کا بہت بڑا اجر و ثواب بھی ہے۔ اگر ہماری تلاوت میں غلطی ہو تو معنی بدل جائیں گے اور اگر اساتذہ کی تلاوت ہی درست نہ ہو تو بچوں پر منفی اثر پڑے گا؟ اس لئے پہلے تو ہمیں اپنی تلاوت اور تجوید کے معاملہ کو درست کرنا چاہیئے اور اگر ہماری تلاوت بہتر ہے تو اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ تاہم جب تک تلاوت میں کوئی کمی یا کمزوری ہے اور جن بچوں یا بچیوں کو ہم پڑھا رہے ہیں ان میں سے جس کی تلاوت بہتر ہو تو اس سے پڑھوانے کا اہتمام کیا جائے۔ وہ پڑھیں گے تو باقی بچے بھی سن لیں گے۔ یوں قرآن کے جس حصہ کا متن پڑھا جا رہا ہو گا اس کا اجر بھی ملے گا اور کچھ درستگی کا بھی موقع ملتا رہے گا ان شاءاللہ۔

۵۔ رنگوں کے استعمال کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جو رنگ عربی متن کا ہے اتنا ہی ترجمہ پڑھایا جائے تاکہ طلباء کسی حد تک عربی سے بھی واقفیت حاصل کر سکیں اور اس کا ذوق و شوق پیدا ہو۔ لیکن یہ ذہن میں رہے کہ عربی گرامر سکھانا اس نصاب کا مقصود نہیں۔

اس نصاب میں دو رنگ استعمال کیئے گئے ہیں۔ جتنا ایک رنگ میں قرآن کا متن ہے، اُتنے ہی الفاظ کا ترجمہ اسی رنگ میں دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ بڑی آیات کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے پڑھنا آسان ہو۔ مزید براں کچھ الفاظ جو قرآن حکیم میں کئی مرتبہ دہرائے گئے ہیں ان کے معنی یاد بھی ہو جائیں گے۔ لیکن اگر کہیں یہ وقت عربی گرامر یا الفاظ کا رٹا لگانے اور الفاظ کے معانی یاد کرانے پر لگ گیا تو

فہم قرآن جو ہمارا مقصود ہے وہ حاصل نہیں ہو سکے گا۔ تاہم ایک طویل عرصہ میں جب طلباء پورے قرآن سے گزریں گے تو قرآن کے بہت سے الفاظ جو انہوں نے خود دہرائے ہوں گے ان کے معنی انہیں ان شاء اللہ یاد ہوتے چلے جائیں گے۔ مگر ہمارے پیش نظر رہے کہ ترجمہ اور اس کا فہم بچوں کو دیں تاکہ وہ ان کے ذہن میں بیٹھے اور ترجمہ اور تشریح اس طرح ان کے سامنے آئے کہ وہ قرآن حکیم کے تقاضوں کو سمجھ سکیں اور ان پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

۶۔ جہاں تک ممکن ہو سکے اساتذہ خود بھی باوضو ہوں اور طلباء کو بھی اس کا پابند بنائیں تاکہ پاکیزگی اور طہارت کے ساتھ اس فریضہ کو سرانجام دیا جائے اور روحانی برکات کا حصول بھی ہو۔

قرآن حکیم کا ادب یہ ہے کہ باوضو ہو کر اسے ہاتھ لگایا جائے۔ اگرچہ اس نصاب میں متن قرآن کے ساتھ ترجمہ اور تشریح بھی شامل ہے اور علماء فرماتے ہیں کہ جب کسی کتاب میں ترجمہ اور تشریح کے الفاظ قرآنِ حکیم کے متن کے الفاظ سے زیادہ ہوں تو اس کتاب پر قرآن کا اطلاق تو نہیں ہوتا مگر "باادب بانصیب" والی بات ہے۔ چنانچہ ہمیں ویسے بھی ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور خاص طور پر جب قرآن حکیم کے سیکھنے سکھانے کا عمل ہو تو اس کا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہیئے۔ اپنے طلبا و طالبات کو بھی اس کا پابند کریں تو ان شاء اللہ اس سے برکات میں اضافہ ہو گا۔ حدیث رسول ﷺ میں ذکر آتا ہے "جب انسان باوضو ہوتا ہے تو فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور جب وہ باوضو نہیں ہوتا تو فرشتے اس سے دور ہو جاتے ہیں"۔ لیکن یاد رہے اس حدیث میں ان دو فرشتوں کی بات نہیں ہو رہی جو ہر وقت ہمارے ساتھ رہتے ہیں یعنی کراماً کاتبین (معززاعمال لکھنے والے فرشتے)، بلکہ رحمت والے فرشتوں کی بات ہو رہی ہے۔

۷۔ خواتین اساتذہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ مخصوص ایام میں مکمل آیت کی تلاوت کرنے کے بجائے الفاظ کو توڑ توڑ کر علیحدہ علیحدہ پڑھیں کیونکہ اس کی گنجائش دی گئی ہے۔ مثلاً اَلْحَمْدُ۔۔۔لِلّٰہِ۔۔۔رَبِّ۔۔۔الْعٰلَمِیْنَ

یہ ایک نازک مسئلہ ہے ان خواتین کے لئے جو الحمدللہ مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کی تدریس میں مشغول ہیں۔ خواتین کے ساتھ مخصوص ایام کے معاملات آیا کرتے ہیں جبکہ تدریس کے عمل کو جاری رکھنا بھی ضروری ہے۔ ان مخصوص ایام میں تلاوت مستقل ہو، متن مستقل پڑھا جائے اس کی تو قطعاً گنجائش نہیں۔ تاہم ایک ایک لفظ کو علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھ لیں تو اس کی علماء کرام نے گنجائش دی ہے۔ ایک طریقہ یہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے کہ اگر کسی کلاس میں طلبا و طالبات ایسے ہیں کہ جو قرآن حکیم پڑھ سکتے ہیں اور اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں تو ایسے ایام میں خواتین اساتذہ ان بچوں سے تلاوت کرا سکتی ہیں۔ یعنی تلاوت طلبا و طالبات کر لیں اور ترجمہ و تشریح خواتین اساتذہ بیان کریں۔

۸۔ "نکات برائے اساتذہ" میں بعض مقامات پر آیات کی تشریح میں اضافی مواد صرف اساتذہ کی معلومات کے لئے دیا گیا ہے لہٰذا وہ طلباء کی ذہنی سطح کو مدّنظر رکھتے ہوئے صرف ضروری تشریحات ہی انہیں سمجھائیں۔

یہ حقیقت ہے کہ وقت کی قلت کا معاملہ ہر جگہ رہتا ہے اور اس نصاب کو مقررہ اوقات میں مکمل کرنا بھی ضروری ہے لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ کئی جگہ نکات برائے اساتذہ میں اضافی تشریحات دی گئی ہیں تاکہ اساتذہ کی اپنی معلومات میں بھی اضافہ ہو نیز جہاں وقت

دستیاب ہو تو بچوں کو بھی اضافی تشریح سمجھا دی جائے۔ لیکن اگر وقت کم ہے اور تشریحی نکات زیادہ محسوس ہو رہے ہیں تو یہ اساتذہ کی مرضی پر ہے کہ کتنا حصہ اس میں سے بچوں کو پڑھائیں اور کیا کیا باتیں ان کو ذہین نشین کرائیں۔ لیکن یہ بات ضرور ذہن میں رہے کہ جتنا وہ لازمی سمجھیں اتنی تشریح بچوں کو ضرور دی جائے۔ اگر طلباو طالبات زیادہ علمی مواد کو ہضم (Absorb) کرنے کے قابل نہیں ہیں تو تشریح کم بیان کر دی جائے۔ لیکن اگر ان کا ذہن بن جاتا ہے اور وہ زیادہ تشریح بھی سمجھ لیتے ہیں تو ماشاء اللہ بہت اچھی بات ہے۔ خاص طور پر دوسرے، تیسرے سال میں جب وہ اور زیادہ جاننے کی طلب اور تڑپ رکھتے ہوں تو تشریحی نکات اس لئے بھی زیادہ دیئے گئے ہیں کہ اگر کہیں ایسا مطالبہ Demand ہو یا وقت دستیاب ہو تو زیادہ تشریح اساتذہ کے پاس موجود ہو تا کہ وہ بچوں کو بھی اور زیادہ بیان کر سکیں۔

۹۔ رہنمائے اساتذہ میں دیئے گئے نکات سادہ صفحات پر بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق درج کروائیں۔

طلباو طالبات کی کتاب میں "اہم نکات" کے لئے جو سادہ صفحہ دیا گیا ہے، اساتذہ "رہنمائے اساتذہ" میں دیئے گئے نکات میں سے کچھ بچوں کو پڑھا کر اور سمجھا کر اس سادہ صفحے پر لکھوا دیں۔ لیکن یہ بھی استاد کو دیکھنا ہو گا کہ ہمارے بچوں کی لکھنے کی صلاحیت کیسی ہے؟ وہ کتنے نکات با آسانی سمجھ سکتے ہیں؟ ایک Period میں کتنے نکات لکھوائے جاسکتے ہیں۔ ان تمام باتوں کا خیال رکھ کر صرف وہی نکات لکھوائے جائیں جو بہت ضروری محسوس ہوں۔ پھر یہ بھی امکان ہے کہ یہ کتاب طلباء کی ذاتی ملکیت میں ان کے پاس ہی رہے گی چنانچہ آئندہ جب کبھی وہ قرآن کا مزید مطالعہ کریں اور محافل قرآنی میں شرکت کریں گے تو اس وقت بھی کچھ نکات ان سادہ صفحات پر لکھ سکیں گے۔

۱۰۔ مطالعۂ قرانِ حکیم کے نصاب کے "اسباق کی منصوبہ بندی" عمومی انداز میں اس طرح کی گئی ہے کہ حصہ اول کے لئے ایک کلاس میں عربی متن والا ایک صفحہ تجویز کیا گیا ہے اور ایک کلاس "علم و عمل کی باتوں اور مشق" کے لئے رکھی گئی ہے۔ لیکن اساتذہ اپنے اسکول کے نظام الاوقات، اپنی مرضی اور سہولت کے مطابق اسباق کی ترتیب اور مقدار میں تبدیلی لا سکتے ہیں۔

یہ بات حصہ اوّل کے حوالے سے عرض کی جارہی ہے۔ خاص طور پر ان اساتذہ کے لئے جو پہلی مرتبہ پہلا حصّہ پڑھا رہے ہیں۔ جو اساتذہ دوسرا اور تیسرا حصہ پڑھا رہے ہیں ماشاء اللہ وہ تو اس سے گزر چکے ہیں اور الحمد للہ اس معمول اور ضابطہ کا حصہ بن چکے ہیں۔ لیکن جو اساتذہ پہلی مرتبہ پڑھا رہے ہیں خاص طور پر ان کی آسانی کے لئے Lesson Planning کر کے دی گئی ہے۔ اساتذہ "رہنمائے اساتذہ" میں دی گئی Lesson planning کو اچھی طرح دیکھ لیں۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک سبق جو ایک کلاس میں پڑھانا ہے اس کی مقدار کتنی ہو۔ تجویز یہ ہے کہ جو مطالعہ قرآن کی کتاب طلباء کے پاس ہے اس کا ایک عربی متن اور ترجمہ والا ایک صفحہ ایک کلاس میں پڑھایا جائے، اور جب چند کلاسز کے بعد کچھ رکوع یا صفحات مکمل ہو جائیں تو اس کے بعد ایک کلاس (Period) میں " علم و عمل کی باتیں" اور مشق کروادی جائے۔ یوں ایک عمومی انداز سے Lesson Planning کر کے تجویز دی گئی ہے۔ تاہم اساتذہ چاہیں تو اپنے نظام الاوقات اور سہولت سے اس میں ردو بدل کر سکتے ہیں۔ لیکن مقصود یہ ضرور ہو کہ مطالعۂ قرآن حکیم کا ایک حصہ ایک سال (Academic Year) میں ہی مکمل ہو جائے۔ اس طرح ان شاءاللہ اندازہ ہے کہ سات سالوں میں یہ نصاب مکمل ہو سکے گا۔

۱۱۔ حصہ اول کے لئے ہفتہ وار کم سے کم دو اور دیگر حصوں کے لئے کم سے کم تین کلاس رکھ دی جائیں تو بہت ہی آسانی سے یہ نصاب مکمل ہو سکتا ہے۔

اس نصاب کی با آسانی تکمیل کے لئے عموماً یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ جن اسکولوں میں پینتالیس منٹ کی ایک کلاس ہوتی ہے۔ عموماً Cambridge System پر چلنے والے اسکولوں میں یہ معاملہ ہوتا ہے، تو پھر اس نصاب کے لئے ۴۵ منٹ کی ایک ہفتہ میں دو کلاسز کافی ہیں۔ اور اگر کہیں ۳۰ سے ۳۵ منٹ کی ایک کلاس ہوتی ہے تو گزارش یہ ہے کہ ہفتہ میں تین کلاسز اس نصاب کے لئے رکھی جائیں۔ مزید براں حصہ اول کے لئے کم از کم دو کلاسز اور دیگر حصوں کے لئے تین کلاسز ہفتہ وار بنیادوں پر ضرور مقرر کی جائیں۔ اگر ہفتہ وار یہ کلاسز مقرر کر دی جائیں تو ان شاءاللہ آسانی کے ساتھ اس نصاب کی تکمیل ہو سکے گی۔

۱۲۔ بعض سورتوں میں ہو سکتا ہے کم وقت درکار ہو لہذا جہاں مناسب سمجھیں وہ وقت دوسری سورتوں اور قصوں میں زیادہ استعمال کر سکتے ہیں۔ لہذا پہلے سے اس کی منصوبہ بندی کر لیں۔

پہلے حصہ میں سورۃ الکوثر جیسی چھوٹی سورت بھی ہے اور آدم علیہ السلام کے قصہ سے متعلق بڑے بڑے رکوع بھی ہیں۔ لہذا درکار وقت میں فرق تو ضرور واقع ہو گا۔ اس لئے Lesson Planning عمومی انداز میں کی گئی ہے۔ اب اگر اساتذہ سمجھتے ہیں کہ ایک چھوٹی سورت یا ایک مختصر سبق پر کم وقت لگے گا تو ممکن ہے طویل سورت یا نسبتاً طویل اسباق پر زیادہ وقت لگے۔ لہذا اس بات کو مد نظر رکھتے ہوتے اپنی آسانی کے لئے پورے سال کے لحاظ سے اسباق کی پہلے سے منصوبہ بندی کر لیں۔ اس طرح مختلف اسباق کے حوالہ سے وقت کو صحیح طور پر استعمال کر کے بھی نصاب مقررہ وقت میں مکمل کیا جا سکتا ہے۔ ان شاءاللہ۔

۱۳۔ فقہی بحثوں اور اختلافی مسائل کے بیان سے خود بھی گریز کریں اور بچوں کو بھی اس سے دور رکھیں تاکہ ان میں اُلجھنے اور وقت ضائع کرنے کے بجائے بامقصد باتوں کی طرف توجہ ہو۔

یہ ایک بہت نازک اور اہم مسئلہ ہے۔ ہم جس ماحول میں رہ رہے ہیں ہمیں بخوبی علم ہے کہ مسلمانوں میں مختلف مکاتب فکر Different Schools of Thought ہیں۔ یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ اختلافی باتیں موجود ہیں۔ لیکن اختلافی باتیں بہت کم ہیں اور جن باتوں پر اتفاق ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔ اس نصاب میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ اتفاقی باتوں ہی کو سامنے رکھا جائے۔ کم و بیش ۶۰۰۰ سے زیادہ آیتوں پر سب کا اتفاق ہے، ہزاروں احادیث پر سب کا اتفاق ہے، فرائض و اخلاقیات وغیرہ پر سب کا اتفاق ہے۔ اس نصاب میں اسی بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اساتذہ سے بھی گزارش ہے کہ اسی کو Focus کریں۔ اگر کوئی طالب علم ایک مکتبہ فکر کا ہے، تو دوسرا دوسرے مکتبہ فکر کا بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی اسکول کبھی کسی خاص مکتبۂ فکر Specific School of Thought کا نہیں ہوتا۔ ہر اسکول میں مختلف مکاتب فکر کے طلبا و طالبات ہوتے ہیں۔ کوشش کریں کہ اصولی اور اتفاقی بات ان کے سامنے رکھیں۔ خود بھی فقہی اور مسلکی مباحث میں جانے سے بچیں اور طلباء کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کریں۔ یقیناً اس معاملہ میں کوتاہی نے امت کو بہت تباہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

۱۴۔ اختلافی مسائل کے بیان سے کیسے گریز کیا جائے جبکہ طلباء پوچھ رہے ہوں؟

یہ ایک سوال اساتذہ کی طرف سے آتا ہے۔ اس کا جواب بہت آسان ہے۔ عموماً طلباو طالبات اپنے اساتذہ کے پابند ہوتے ہیں بہت سی وہ باتیں جو طلباء اپنے ماں باپ کے کہنے سے نہیں مانتے، اپنے اساتذہ کے کہنے پر مان لیتے ہیں۔ اساتذہ نے طلباء کی ذہن سازی کرنا ہوتی ہے۔ انہیں چاہیئے کہ طلباء کو اختلافی باتوں سے ہٹا کر اتفاقی باتوں پر لے کر آئیں۔ مثلاً اکثر سوال نماز کے بارے میں آتا ہے کہ قیام میں ہاتھ اوپر باندھیں کہ نیچے باندھیں یا ہاتھ کھول کر نماز پڑھیں؟ اُس کو میں نے ایسے دیکھا، اُس کو ویسے دیکھا اور میں تو ایسے کرتا ہوں؟ یہ سوالات اکثر سننے کو ملتے ہیں۔ کیا اس اختلافی بات کے مقابلہ میں جن باتوں پر اتفاق ہے وہ نہیں بتائی جاسکتیں؟ کہ بیٹا دیکھو ظہر کی نماز کوئی بھی مسلمان پڑھے گا تو کتنے فرض ادا کرے گا؟۔۔۔ چار۔۔۔ کوئی ہے جو یہ کہے کہ میں دو، تین یا پانچ فرض ادا کروں گا؟۔۔۔ نہیں۔۔۔ اچھا جب بھی مسلمان یہ چار فرض ادا کرے گا تو سب سے پہلے کیا کرے گا؟۔۔۔ تکبیر تحریمہ۔۔۔ اللّٰہُ اکبر۔۔۔ سب یہی کہتے ہیں۔۔ اچھا پہلے کیا کرے گا قیام؟۔۔ پھر؟ پھر وہ رکوع کرے گا۔۔۔ پھر؟ پھر وہ دو سجدے کرے گا، تو بیٹا بتاؤ یہ کسی نے کہا کہ میں پہلے دو سجدے کروں گا، پھر قیام کروں گا، پھر رکوع کروں گا۔۔۔ کبھی کسی نے ایسا کہا؟ جواب یقیناً "نہیں" ہی آئے گا۔

یوں اتفاقی بات ان کے سامنے رکھیں اور پھر ان کو مزید اس طرح کی دیگر مثالیں دیں۔ ہاں اگر ماشاء اللہ طلباء نصاب کو سمجھ رہے ہیں اور مزید کچھ سیکھنا چاہ رہے ہیں تو ان سے کہیں کہ بیٹا آپ اپنے محلہ کی مسجد کے امام صاحب سے معلوم کرسکتے ہیں یا اپنے والدین کے ذریعہ معلومات حاصل کرلیں۔ یہ بات اس لئے ضروری ہے کہ اگر وہاں طلباء کے سامنے ہم نے کوئی اختلافی نوعیت کی بات چھیڑ دی اور اس پر ایک کا Opinion کچھ اور ہے اور دوسرے کا مکتبہ فکر کچھ اور رائے رکھتا ہے تو پھر ماں باپ پریشان ہوجائیں گے اور پھر جو انتہا پسندی اور شدت پسندی کا معاملہ ہمارے معاشرے میں ہے وہ اسکولوں میں بھی نظر آئے گا اور یہ بات معلوم ہے کہ ایسا ہوجاتا ہے۔ تو ضرورت اس بات کی ہے کہ طلباء کو اختلافی باتوں کے بجائے اتفاقی باتوں پر لایا جائے۔ اُن سے کہیں کہ بیٹا کس مکتبۂ فکر نے کہا ہے کہ جھوٹ بولو؟ کس مکتبۂ فکر نے کہا ہے کہ خیانت کرو؟ کس مکتبۂ فکر نے کہا ہے کہ اپنے ماں باپ کو تنگ کرو؟ کس مکتبۂ فکر نے کہا ہے کہ اپنے اساتذہ کا دل دکھاؤ؟ کس مکتبۂ فکر نے کہا کہ اپنے Classmate کو مارو؟ کس مکتبۂ فکر نے کہا کہ اپنے بھائی کی چیز چھین لو؟ اتنی ساری باتیں جن پر سب کا اتفاق ہے۔ تو کیا ہمارے پاس اتفاقی باتیں ختم ہوگئی ہیں کہ ہم وہ باتیں گفتگو میں لائیں جن پر اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ان شاء اللہ اگر یہ طریقہ کار اختیار کیا جائے تو ہم ان مسائل سے نمٹ سکیں گے۔ قرآنِ حکیم میں اس حوالے سے بہترین رہنمائی کی گئی ہے۔ چنانچہ اہل کتاب سے گفتگو کرنے کے لئے آپ ﷺ کو ارشاد ہوا کہ:

قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ

"اے نبی (ﷺ) فرمادیجیئے کہ اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک (Common) ہے (وہ کیا ہے) کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں"۔ (سورۂ آل عمران: آیت ۶۴)

غور کریں ہم مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان کتنا فرق ہے؟ لیکن فرمایا جارہا ہے کہ جس بات پر اتفاق ہے وہاں سے بات شروع کرو۔ آج ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ ہم اختلافی باتوں سے بات شروع کرتے ہیں جبکہ قرآنِ حکیم ہمیں کہتا ہے کہ اگر کافروں سے بھی

بات کرنی ہے تو اتفاقی باتوں سے بات شروع کرنا۔ ہمارے معاشرے میں مسلمانوں سے اختلافی باتوں سے بات شروع ہوتی ہے جبکہ قرآن حکیم رہنمائی فرمارہا ہے کہ اگر کافروں سے بھی بات کرنی ہو تو جس بات پر اتفاق ہو وہاں سے بات شروع کرو۔

۱۵۔"علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ بچوں کو سمجھائی جائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائی جائیں۔

مطالعۂ قرآن حکیم میں دیئے گئے مختلف ابواب میں سے جب (چند اسباق پر مشتمل) کوئی باب مکمل ہو جاتا ہے تو اس باب کی خاص خاص علمی اور عملی نوعیت کی باتوں پر مشتمل خلاصہ نکات کی صورت میں طلباء و طالبات کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ یعنی علمی اور عملی اعتبار سے کون کون سے پہلو بیان ہوئے ہیں۔ اسی طرح قرآنِ حکیم ہدایت کی کتاب ہے، تو کیا Do's and Don'ts ہمارے سامنے آرہے ہیں، قرآن حکیم کن باتوں کا حکم دے رہا ہے اور کن باتوں سے منع کر رہا ہے، ان آیات کا جن کو طلباء نے سمجھا اس کا حاصل کیا نکلنا چاہیئے، اس کا اظہار ہماری عملی زندگی میں کیسے ہونا چاہیئے؟ یہ سب کچھ علم و عمل کی باتوں میں درج کیا گیا ہے۔ عام طور پر زیادہ سے زیادہ (Maximum) ۱۰ (دس) سے ۱۱ (گیارہ) نکات ہوتے ہیں۔ ان کو ذہن نشین کرانا اور ان کو مذاکرہ کے انداز میں طلباء کے دل و دماغ میں بٹھانا ضروری ہے کیوں کے یہی قرآن حکیم کا اصل حاصل ہے جو ہدایت کی کتاب ہے اور ہدایت اسی لئے دی گئی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔

۱۶۔بچوں کو اخلاقیات کیسے سکھائیں؟

یہ ایک عمومی سوال ہے جس کے لئے بہت ساری باتیں تجویز کی جاتی ہیں۔ مثلاً مختلف عملی سرگرمیوں کا استعمال ہو سکتا ہے، مختلف Video Clips بچوں کو دکھائے جا سکتے ہیں، اسی طرح ماں باپ کو بھی شریک عمل کر کے بچوں کی اخلاقی تربیت کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔ تاہم یاد رہے تربیت الفاظ سے نہیں بلکہ عمل و کردار سے ہوتی ہے۔ اگر ایک استاد خود کلاس میں داخل ہو کر اسلام علیکم کہے تو دیکھئے گا دو چار دن میں طلباء خود چلاّ چلاّ کر کہہ رہے ہوں گے "مس السلام و علیکم، سر السلام و علیکم"۔ اس طرح تربیت کا عمل شروع ہو جائے گا۔ یہ Simple ہے، ذرا کسی بچے نے کسی دوسرے کا مذاق اڑانا شروع کیا تو ہمیں اس کو وہیں پر پیار و محبت سے روکنا چاہیئے تا کہ اس بچے کو احساس ہو جائے کہ میں نے غلط کیا، اور جس کا مذاق اڑایا جا رہا تھا وہ حساس ہو سکتا ہے، وہ اس بات کو دل پر نہ لے جائے تو فوراً اس کی دل جوئی کر لی جائے وغیرہ وغیرہ۔ یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ استاد صرف صبح ۸ بجے سے دوپہر ۱۲ بجے تک نہیں بلکہ ۲۴ گھنٹے کا استاد ہوتا ہے۔ طلباء و طالبات صرف اسکول کے اوقات میں نہیں بلکہ ۲۴ گھنٹے اساتذہ کے اخلاق و کردار کو دیکھ رہے ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی طالب علم وہاں اسے دیکھ رہا ہو؟ وہاں اس کا رویہ کیا ہوتا ہے؟ ایسا کہ وہ دوسروں کو دھکاّ دے رہا ہو، یا ریڈ سگنل کراس کر رہا ہو یا اس نے کوئی چیز کھائی اور اس کی تھیلی یا لفافہ سڑک پر پھینک دیا اور اگلے دن اسکول جا کر وہ طلباء سے کہے کہ بیٹا صفائی نصف ایمان ہے۔ ذرا غور کیجئے کیا وہ طالب علم اس بات کو مانے گا؟

تو تربیت فقط الفاظ اور کتابوں سے نہیں بلکہ عمل سے ہوا کرتی ہے۔ ایک استاد خود نمونہ بنے اور ماں باپ کو بھی اعتماد میں لے کہ یہ بچہ ان کے لئے بھی صدقۂ جاریہ بنے گا اور والدین کے لئے بھی۔ کچھ اچھی کتابیں ہماری لائبریری میں ہونی چاہیئں کچھ Video Clips

دکھانے کا انتظام کر سکتے ہیں تو وہ بھی بہتر ہے۔ ترغیب دلانے کے لئے کبھی کوئی کام عملی طور کرایا جا سکتا ہے۔ مثلاً کبھی گروپ بنا کر اسکول کی صفائی کروالی، کبھی طلباء سے کہا کہ اپنی جیب خرچ لے کر آئیں تا کہ کسی غریب کی مدد کی جا سکے، زلزلہ آگیا یا بارش، طوفان آگیا یا ایسا کوئی اور معاملہ ہو گیا جس سے بہت بڑا نقصان ہو جاتا ہے تو طلباء سے کہیں کہ اپنی پرانی چیزیں لے کر آئیں اور انہیں کسی ادارہ کے حوالے کر دیں جن پر اعتماد ہو کہ وہ غریبوں تک پہنچارہے ہیں۔ اس طرح ان کی تربیت ہو گی۔ استاد اگر کلاس میں کھڑے ہو کر اور جلدی جلدی ایک ہی سانس میں پانی پی رہے ہیں تو طلباء پر منفی اثر پڑے گا۔ اور اگر اس کے بجائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تھوڑا بلند آواز سے پڑھ کر تین سانسوں میں پانی پی رہے ہیں تو بغیر کچھ کہے طلباء تک تربیت کا پیغام پہنچ گیا۔ یوں مختلف رویے، انداز اور طریقے طلباء پر اثر انداز ہوتے ہیں ان ہی سے اُن کی تربیت ہو رہی ہوتی ہے۔ لہٰذا تربیت ایک مستقل عمل ہے جو اسکول کے اوقات تک محدود نہیں ہے۔ ایک سو ساٹھ دن جب اسکول کھلتا ہے یہ اس تک محدود نہیں ہے۔ یہ تو مستقل عمل ہے۔ بہر حال تربیت عمل سے زیادہ ہوتی ہے الفاظ سے نہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "Action speaks louder than words"۔

۱۷۔ انبیاء علیہم السلام کے قصّوں کو عام فہم انداز میں کہانی کی صورت میں پڑھایا جائے تاکہ بچوں میں دلچسپی پیدا ہو۔

اس نصاب میں انبیاء کرام علیہم السلام کے قصوں کو اس انداز سے ترتیب دیا گیا ہے کہ پہلے کسی بھی قصہ کو کہانی کے انداز میں بیان کیا گیا ہے اور یہ تمام مواد قرآنی آیات ہی سے ماخوذ ہوتا ہے جو اس قصے کے بعد اسباق کے طور پر دی گئی ہیں۔ تاہم ان قصوں کو واقعاتی صورت میں ترتیب دینے کے لئے مصدقہ تفسیری مواد سے بھی مدد لی جاتی ہے۔ قصہ پہلے بیان کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس قصے سے متعلق قرآن حکیم کا جو متن پڑھایا جائے گا اس سے قبل ذہن میں وہ پورا قصہ بیٹھ جائے۔ لیکن اس کو دو طرفہ (Interactive) انداز میں بیان کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ صرف اساتذہ خود پڑھ دیں یا بچوں سے پڑھوالیں۔ بلکہ مختلف سوالات اسی قصے سے ساتھ ساتھ بنا کر طلباء سے پوچھیں۔ یعنی باتوں کو دہرانا پیشِ نظر رہے۔ مثلاً ان سے پوچھا جائے کہ بیٹا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کس چیز سے پیدا فرمایا؟۔۔۔۔ مٹی سے۔۔۔۔ اچھا شیطان کو کس چیز سے بنایا تھا؟۔۔۔۔ آگ سے۔۔۔۔ یہ بات دو تین دفعہ دہرانے سے ذہن میں بیٹھ جائے گی انشاءاللہ۔ مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ Interactive انداز میں پیش کریں گے تو طلباء کی دلچسپی بڑھے گی اور جب وہ قرآن حکیم کے متن اور ترجمہ پر آئیں گے پہلے سے ذہن تیار ہونے کی وجہ سے فہمِ قرآن کا عمل آسان ہو گا۔

۱۸۔ طلباء سے مختلف سوالات، کوئز پروگرام اور مقابلوں کے ذریعے ان میں قرآن فہمی کی دلچسپی پیدا کی جاسکتی ہے۔

یہ طریقہ کار بہت سے اسکولوں نے خود بھی اختیار کیا ہے اور اکتوبر ۲۰۱۲ میں دی علم فاؤنڈیشن کے زیرِ اہتمام الحمدللہ حصہ اول پر مبنی بچوں کا Quiz Competition منعقد کیا گیا تھا جو کہ دی علم فاؤنڈیشن کی ویب سائٹ tif.edu.pk پر موجود ہے۔ وہاں سے اس کی ویڈیو بھی Download کی جاسکتی ہے۔ ماشاءاللہ طلباء نے بہت اچھے انداز میں اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ پروگرام کوئز، تقریر اور آرٹ پر مشتمل تھا۔ جو کہ بہت دلچسپی کا باعث بنا اور بچوں نے بہت خوبصورت جوابات دیئے۔ ان شاءاللہ یہ ویڈیو طلباء کے لئے حوصلہ افزائی کا ذریعہ بنے گی۔ یہ ویڈیو آپ خود بھی دیکھیئے اور اپنے اسکول کے طلباء کو بھی دکھایئے۔ اگر ان میں شوق پیدا ہو تو پہلے اسکول میں کوئز پروگرام منعقد

کرائیے۔ پھر Inter School Competition بھی ہو سکتا ہے۔ اس طرح سوالات کے ذریعہ، کوئز پروگرام منعقد کر کے، سالانہ تقریبات میں کچھ Segments رکھ کر جہاں بچوں کی اس نصاب سے آگاہی کا جائزہ لیا جاسکے گا وہاں ان سرگرمیوں سے ان شاءاللہ قرآن حکیم کے اس نصاب میں طلباء کی دلچسپی بھی بڑھے گی۔ جب یہ Competitions ہوں تو ان کی Certification بھی ہونی چاہیئے۔ کچھ تحائف (Gifts) کا معاملہ بھی ہونا چاہیئے۔ اکتوبر ۲۰۱۲ میں جب دی علم فاؤنڈیشن نے یہ کوئز مقابلہ منعقد کیا تھا تو الحمدللہ طلباء کو توصیفی و تعریفی اسناد Certificates کے ساتھ تحائف بھی دیئے گئے۔ اس سے بھی بچوں کے اندر مزید شوق پیدا ہوتا ہے۔

۱۹۔ "سمجھیں اور حل کریں" بچوں کو گھر کے کام (Home work) کے طور پر دیں تاکہ ان کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کلاس میں خود حل کرائیں۔

نصاب میں جو مشقیں دی گئی ہیں ان کو "ہم نے کیا سمجھا" کا عنوان دیا گیا ہے۔ خاص طور پہلے حصہ میں اور پھر آئندہ کے حصوں میں بھی اس کو آسان کیا گیا ہے۔ لیکن پہلے حصہ میں بچوں کے ذہنی استعداد کے مطابق سوالات کے ساتھ ساتھ درست جواب کا چُننا، الفاظ تلاش کرنا، رنگ بھرنا، کالم ملانا اور خالی جگہوں کو مناسب الفاظ وغیرہ سے پُر کرنا بھی دیا گیا ہے۔ بچوں کو اپنا جائزہ لینے اور مختلف نوعیت کی مشقیں دینے کا مقصد یہ ہے کہ ان کو دلچسپی کے ساتھ قرآن حکیم کا فہم دیا جائے اور یہ سب کام بچوں کو گھر کے کام کے طور پر دیا جائے تو والدین بھی فہم قرآن کے اس عمل میں شامل ہوں گے ان شاءاللہ۔ یہ مشق بچوں کو اگلے دن یا اگلی کلاس میں حل کرائیں تو اس سے بھی بچوں میں آگے بڑھ کر کچھ کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ الحمدللہ اس ضمن میں بہت اچھی مثالیں سامنے آئیں ہیں کہ بعض اساتذہ نے یہ بتایا کہ سب سے زیادہ بچوں نے جس کتاب کو پسند کیا وہ علم فاؤنڈیشن کی یہ مطالعہ قرآن حکیم کی کتاب ہے الحمدللہ۔ (یہ تعریف کی بات نہیں جو حقیقت ہے وہ بیان کی جارہی ہے) اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ یہ نصاب فہم قرآن حکیم پر مبنی ہے تو اسے ہمارے مسلمان بچے پسند کیوں نہیں کریں گے؟ پھر دوسری بات یہ ہے کہ اس نصاب میں طلباء کے لئے کچھ کرنے کو بھی موجود ہوتا ہے صرف رٹا لگانے کے بجائے فہم کا معاملہ زیادہ ہے نیز خود سے کرنے کو بھی کافی کچھ موجود ہے۔ تو اس کتاب کو ماشاءاللہ طلباء و طالبات نے بھی بہت سراہا ہے۔

۲۰۔ اساتذہ آیات کی تشریحات رہنمائے اساتذہ میں دیئے گئے نکات تک محدود رکھیں یا پھر معتبر تفاسیر سے رجوع کریں۔ غیر مصدقہ مواد سے پرہیز کریں۔

یہ بھی بہت حساس مسئلہ ہے۔ دی علم فاؤنڈیشن کے تحت مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کی تیاری میں مصروف عمل ساتھیوں نے باقاعدہ ایک درجہ میں دین کا علم بھی حاصل کیا ہے اور وہ خود دروس قرآن حکیم کی سعادت بھی حاصل کرتے ہیں۔ پھر الحمدللہ اس پورے نصاب کو علماء کرام کو بھی دکھایا جاتا ہے۔ معروف مکاتب فکر کے علماء کی ۱۰ سے زیادہ تفاسیر اور تراجم کو سامنے رکھ کر نصاب تیار کیا جاتا ہے۔ لہذا پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ نصاب میں کوئی غیر مصدقہ مواد شامل نہ ہو۔ تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بازار میں ہر طرح کا مواد مل جاتا ہیں۔ پھر کچھ ہماری اپنی سابقہ معلومات (Pre knowledge) بھی ہوتی ہیں جو عام طور پر ہمارے ذہنوں میں بیٹھی ہوئی ہیں جو کہ غلط بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً کئی مرتبہ یہ بات مشاہدہ میں آئی کہ کسی نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام تو ۶۰ سال تک زمین پر

روتے رہے پھر کہیں جا کر ان کی توبہ قبول ہوئی۔ استغفر اللہ۔۔ قرآن حکیم یہ کہتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوگئی تو پھر اللہ ﷻ نے انہیں زمین پر خلیفہ بنا کر بھیجا۔ آپ خود فیصلہ کیجیے کہ اب کس کی بات کو مانا جائے؟ لوگوں کی Pre Knowledge کو؟ یا اللہ کی بات کو؟ اللہ ﷻ فرما رہے ہیں انہیں معاف کر کے اعزاز دے کر خلیفہ بنا کر زمین پر بھیجا گیا اور لوگ بتا رہے ہیں کے ساٹھ سال تک زمین پر روتے رہے۔ اس طرح کی من گھڑت روایات مختلف قصوں میں سننے کو ملتی ہیں۔ ان سے بچنا چاہیئے اور بھرپور کوشش کرنی چاہیئے کہ اس طرح کی غلط باتیں طلباء کے ذہنوں میں نہ بٹھائی جائیں۔ چنانچہ گزارش ہے کہ ایسا نہ ہو کہ جو مواد اور کتابیں بازار میں موجود ہیں اور جو کچھ انٹرنیٹ سے مل گیا Download کر کے اس کو استعمال کر لیا۔ لہٰذا کوشش کریں کہ جو مواد اس نصاب کے ضمن میں "رہنمائے اساتذہ" میں فراہم کیا گیا ہے اپنی تشریحات کو اسی تک محدود رکھیں۔ البتہ جو معتبر تفاسیر آپ کے زیرِ مطالعہ ہیں آپ ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ ایک اہم بات ذہن نشین رہے کہ یہ نصاب بڑے غور و فکر کے بعد اور تمام پہلوؤں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے طلباء و طالبات کی ذہنی سطح کے مطابق آسان الفاظ میں تیار کیا گیا ہے اور معروف مکاتبِ فکر کے علماء کی تفاسیر کو سامنے رکھ کر اور علماء کو دکھا کر اس کو حتمی شکل دی گئی ہے۔

۲۱۔ "مطالعۂ قرآن حکیم" کی تدریس کے دوران بچوں کی عملی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے اور وقتاً فوقتاً اس کا جائزہ لیتے رہیں۔

آج کا ایک المیہ جس کا سبھی رونا رو رہے ہیں وہ یہ ہے کہ بچوں کے بیگ اور کتابوں کا وزن بھی بڑھ رہا ہے اور کلاسز، کتابوں اور نصاب کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ بلاشک و شبہ علم تو کسی درجے میں بڑھ رہا ہے مگر عمل میں بڑی کمی ہے۔ تعلیم مل رہی ہے مگر تربیت نہیں مل رہی۔ شاید ہماری پچھلی نسل کے پاس علم کم تھا مگر تربیت زیادہ تھی۔ لہٰذا ہمیں اس بات پر خاص توجہ رکھنی چاہیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اتنا عظیم کلام جو ہدایت کے لئے آیا ہے اس کا علم تو دیا جا رہا ہو مگر تربیت نہ ہو رہی ہو؟ اس کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کے ماں باپ سے مضبوط رابطہ رکھا جائے اور کلاس میں بھی طلباء کے رویوں پر نگاہ رکھی جائے۔ پھر اساتذہ اپنے کردار سے بھی گواہی دیں کہ جو قرآن پڑھانے والے ہیں وہ قرآن پر عمل بھی کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے بہترین نمونہ اللہ ﷻ کے رسول ﷺ کا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں فرماتی ہیں کہ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ "وہ تو چلتے پھرتے قرآن تھے" یعنی قرآن کی عملی صورت تھے۔ اللہ ﷻ ہمارے اساتذہ کو بھی باعمل بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب ہم خود باعمل ہوں گے تو اس عمل کا اثر طلباء پر بھی ہوگا۔ طلباء تو اپنے اساتذہ کو Ideal بناتے ہیں، ان کی باتیں Quote کرتے ہیں، ماں باپ کی اتنی نہیں مانتے جتنی اپنے اساتذہ کی مانتے ہیں۔ تو تربیت پر ہماری بہت زیادہ توجہ ہونی چاہیئے۔ چھوٹے چھوٹے کام ان کو دیں مثلاً کسی کلاس میں کہا جائے کہ کل ہم نے ایک بات سیکھی تھی کہ ہمیں لوگوں کو نیکی کا حکم دینا ہے۔ تو آج ہمیں کون بتا رہا ہے کہ ہم میں سے اس حوالہ سے کس نے کیا کیا؟ کیا کل کسی نے اپنے بھائی کو نماز کی دعوت دی تھی؟ اگر کوئی طالب علم کہے ہاں تو اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ ان شاء اللہ تربیت کا عمل شروع ہو جائے گا۔ یوں اگر ہم دلچسپی بڑھا کر چھوٹے اور آسان کام کرنے کو دیں گے تو تربیت میں ان شاء اللہ اضافہ ہوگا۔

۲۲۔ تدریس کے وران پیش آنے والے تجربات اور مفید باتوں کو نوٹ فرمائیں اور دی علم فاؤنڈیشن کو آگاہ فرمائیں۔

زندگی کی آخری سانس تک حصول علم کی ضرورت ہے اور یہ ایک مستقل عمل ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی "عقل کُل" یعنی ہر لحاظ سے اعلیٰ و برتر ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اس نصاب کی تیاری اور تدوین کے دوران بہت ہی مفید تجربات، مشورے اور تجاویز اساتذہ اور دیگر اہل فکر و دانش کی طرف سے ملتی رہتی ہیں جن کو یقیناً اس نصاب کو مرتب کرتے وقت مد نظر رکھا جاتا ہے۔ مزید براں اساتذہ کی طرف سے ملنے والی مفید تجاویز اور تجربات دیگر اساتذہ تک پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لہٰذا دی علم فاؤنڈیشن کی کوشش یہی رہی ہے کہ اگر ایک استاد کی طرف سے کوئی اچھی بات علم میں آئے تو وہ سینکڑوں اساتذہ اور ہزاروں طلباء و طالبات تک پہنچائی جائے۔ اس لئے کوئی بھی مفید بات آپ کے ذہن میں ہو تو اس سے دی علم فاؤنڈیشن کو ضرور آگاہ فرمائیں۔

۲۳۔ اگرچہ مشکل الفاظ سے حتیٰ الامکان اجتناب کیا گیا ہے تاہم اگر دورانِ تدریس طلباء کو کوئی لفظ مشکل لگے یا اساتذہ کوئی متبادل لفظ تجویز کرنا چاہیں تو اس کی نشاندہی فرمائیں۔

اس نصاب کو تیار کرتے وقت کوشش یہی کی گئی ہے کہ الفاظ کو حتیٰ الامکان آسان رکھا جائے۔ مزید براں یہ کوشش بھی کی جارہی ہے کہ جو الفاظ نسبتاً مشکل محسوس ہوں ان کی Glossary یعنی ذخیرۂ الفاظ اور ان کے معنی بھی ہر حصے کے آخر میں دے دیئے جائیں۔ اس کے باوجود اگر اساتذہ کو کوئی لفظ مشکل محسوس ہو تو اس کے متبادل آسان لفظ سے دی علم فاؤنڈیشن کو ضرور مطلع فرمائیں۔ ان شاءاللہ آئندہ کے ایڈیشن میں اس بہتری کی کوشش کی جائے گی۔ اللہ ﷻ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کے بہت سے اساتذہ کرام اس عظیم کام میں تعاون کرتے ہیں اور اس تعاون کے نتیجہ میں ہی یہ نصاب بہتر سے بہتر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

۲۴۔ تدریس کے دوران پیش آنے والے مسائل اور مشکلات کے حل کے لئے دی علم فاؤنڈیشن سے رابطہ کریں۔

دی علم فاؤنڈیشن کے فون نمبرز اور ای میل مطالعۂ قرآن حکیم کی ہر کتاب پر درج ہیں۔ نصاب کے تدریس کے دوران کوئی بھی مشکل پیش آئے تو انتظار نہ کیجئے گا۔ صبح ۹ بجے تا شام ۵ بجے ہمارا دفتر کھلا ہوتا ہے۔ فون کر لیجئے یا ای میل پر رابطہ کر لیجئے۔ مقامی سطح پر (کراچی) اسکول میں جا کر بھی مسائل کا حل بتایا جا سکتا ہے اور بیرون شہر فون اور ای میل کے ذریعے گفتگو کی جا سکتی ہے۔ مزید براں skype پر بھی رابطہ ممکن ہے۔ گزارش یہ ہے کہ کسی چھوٹے سے مسئلہ کی وجہ سے اس نصاب کی تدریس کا کام رک نہ جائے۔ کیونکہ یہ بات تو معلوم ہے کہ تدریسی عمل میں رکاوٹ آجائے تو پھر مایوسی ہو جاتی ہے۔ اس لئے کام رُکنا نہیں چاہیئے بلکہ اسے مزید آگے بڑھنا چاہیئے۔ کوئی مشکل پیش آرہی ہو، کوئی سوال Query ہے تو رابطہ کریں ان شاءاللہ اس کو حل کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔

۲۵۔ اساتذہ کی سالانہ کارکردگی کو جانچنے کے بعد حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

یہ ایک نازک اور دلچسپ بات ہے کہ دی علم فاؤنڈیشن اساتذہ کی کارکردگی کو کیسے جانچ سکتا ہے؟ عرض یہ ہے کہ دی علم فاؤنڈیشن نے مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کے حوالہ سے اساتذہ کی کارکردگی کو نہیں جانچنا بلکہ یہ اسکول کی انتظامیہ کا اختیار ہے۔ وہ جہاں دیگر مضامین

کی تدریس کو جانچ رہے ہوتے ہیں وہیں مطالعۂ قرآن حکیم کی تدریس اور اساتذہ کی کارکردگی کا بھی جائزہ لیتے رہیں گے۔ دی علم فاؤنڈیشن براہ راست اسکول کے انتظامی امور میں مداخلت نہیں کرتا بلکہ ہر معاملے میں انتظامیہ ہی سے رابطہ کیا جاتا ہے۔ ہاں اساتذہ سے تدریسی امور Academics کے حوالے سے رابطہ ہوتا ہے۔ دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے اساتذہ کی حوصلہ افزائی کے لئے ان شاءاللہ مستقبل میں عمدہ کارکردگی اور اس کارِخیر میں اپنا بھی حصہ شامل کرنے پر ان کے لئے سند اور تحائف بھی پیش کئے جائیں گے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ کام بھی اسکول کی انتظامیہ کے توسط سے ہوگا نہ کہ براہِ راست۔

۲۶۔ تمام اساتذہ ڈیمو کلاس اور تعارفی ویڈیو بھی ضرور دیکھیں۔

یہ بات اساتذہ کے لئے تدریسی ہدایات کے حوالے سے ہے۔ مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کے حوالہ سے ایک تعارفی ویڈیو بھی تیار کی گئی ہے اساتذہ اس کو بھی دیکھ سکتے ہیں خاص طور پر وہ اساتذہ جو پہلی بار اس نصاب کا تعارف حاصل کر رہے ہیں۔ وہ اسکول جہاں مطالعۂ قرآن حکیم کی تدریس کا آغاز ہو رہا ہے وہاں ممکن ہے کہ ابتدا میں اساتذہ کو تدریسی حوالے سے کچھ مسائل کا سامنا کرنا پڑے۔ اگرچہ گزشتہ ۳ سالوں (۲۰۱۰ تا ۲۰۱۲) میں الحمد للہ کہیں بھی اس حوالہ سے کوئی خاص مسئلہ سامنے نہیں آیا جس کی وجہ سے یہ نصاب پڑھانا ناممکن ہوا ہو۔ الحمد للہ تمام اسکولوں میں جہاں جہاں اس نصاب کی تدریس جاری ہے اساتذہ انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ اسے پڑھا رہے ہیں۔ اگر کہیں پر معمولی نوعیت کے مسائل آتے بھی ہیں تو وہ الحمد للہ فوری حل کر لیئے جاتے ہیں۔ اگر اساتذہ تدریسی ہدایات اور رہنمائے اساتذہ سے مدد لیتے رہیں تو ان شاءاللہ امید ہے کہ کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ اساتذہ کی سہولت کے لئے تدریسی ہدایات کے ساتھ Demo Class کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی تیار کی گئی ہے جس میں ایک اسکول کے طلباء وطالبات کو Demo Class کے ذریعے پڑھا کر دکھایا گیا ہے کہ کس طرح اس نصاب کو پڑھانا ہے۔ یقیناً یہ اساتذہ کے لئے سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ الحمد للہ ہمارے اساتذہ اس سے بھی کہیں بہتر انداز میں پڑھا سکتے ہیں۔ بس اگر ان گزارشات اور طریقۂ کار کو مدِ نظر رکھا جائے تو اس نصاب کی تدریس کا عمل بہتر ہو سکتا ہے۔

۲۷۔FAQs (عمومی پوچھے جانے والے سوالات) پر مبنی ویڈیو بھی ضرور دیکھیں۔

دی علم فاؤنڈیشن نے مطالعۂ قرآن کے نصاب کے حوالے سے اساتذہ کی رہنمائی کے لئے الحمد للہ عمومی سوالات FAQs (Frequently Asked Questions) پر مشتمل ایک ریکارڈنگ بھی تیار کی ہے، یعنی وہ سوالات جو عموماً یا مستقل پوچھے جاتے ہیں جو گزشتہ تین برس (۲۰۱۰ تا ۲۰۱۲) میں اساتذہ اور اسکولوں کی انتظامیہ کی طرف سے آتے رہے۔ انہیں جمع کر کے ان کی ویڈیو ریکارڈنگ کرا دی گئی ہے۔ اس ریکارڈنگ سے بھی تدریسی عمل میں خاصی معاونت حاصل کی جا سکتی ہے۔

۲۸۔ تمام اساتذہ ماہانہ کارکردگی کا فارم ہر مہینے کے اختتام پر پُر کر کے رکھیں تاکہ رابطہ کرنے پر آسانی رہے۔

مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کے ماہانہ Followup کے لئے ایک فارم بھی تیار کیا گیا ہے۔ یہ فارم نصاب کے تدریسی جائزے کے حوالے سے ہے کہ ہر مہینے کے اختتام پر پڑھائے گئے اسباق کے بارے میں دی علم فاؤنڈیشن کو مطلع فرماتے رہیں تاکہ اگر معاونت اور بہتری کی گنجائش ہو تو اس کی طرف توجہ دلائی جا سکے۔ یہ فارم ای میل کے ذریعے بھی بھیجا جا سکتا ہے یا اساتذہ ہمیں مطلع کر دیں کہ اسکول

میں کس وقت انہیں فون کرلیا جائے جب ان کے پاس وقت دستیاب ہوتا ہے۔ اس وقت وہ فارم اپنے سامنے رکھ لیں دی علم فاؤنڈیشن کے دفتر سے ان کو فون کر کے ۲ سے ۳ منٹ میں نصاب کے حوالے سے تفصیلات معلوم کرلی جائیں گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک طرف ریکارڈ بھی محفوظ ہو رہا ہوگا جس سے آئندہ رابطہ اور گفتگو میں آسانی رہے گی اور دوسری طرف اگر کوئی مفید بات ہمارے علم میں آئے تو دوسروں سے Share کرلیں گے اور دوسروں کی مفید باتیں آپ سے Share کرلیں گے۔ یوں اس رپورٹنگ سے ان شاء اللہ سینکڑوں اساتذہ اور ہزاروں طلباء وطالبات کو فائدہ ہوگا اور کارکردگی کو منظم انداز میں محفوظ کرنا اور بہتر بنانا ہمارے لئے آسان ہو سکے گا۔

۲۹۔ اللہ ﷻ سے خصوصی دعا اور اخلاص نیت کا اہتمام کریں۔

یہ حقیقت ہے کہ ہم بہت کمزور اور گناہ گار لوگ ہیں اور اس عظیم کام کے لئے اللہ ﷻ نے ہمیں منتخب فرمایا ہے۔ اس لئے اللہ ﷻ کا شکر بھی ادا کریں اور اللہ ﷻ سے خصوصی دعاؤں کا اہتمام بھی فرمائیں۔ اخلاصِ نیت کا اہتمام بھی فرمائیں۔ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ: "اعمال (اور نیکیوں کی قبولیت) کا دار و مدار نیتوں پر ہے"۔ ہماری نیت یہ ہو کہ اللہ ﷻ ہم سے راضی ہو جائے، ہم قرآنِ حکیم کے خادم بن جائیں اور ہمارے طلباء و طلبات ہمارے لئے صدقۂ جاریہ بن جائیں۔ اس سے بڑی کوئی دولت نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ بخاری شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآنِ کریم سیکھیں اور سکھائیں۔"

دعا ہے کہ اللہ ﷻ ہم سب کو کامیاب فرمائے اور ہم سب کو اپنے کلام کی خدمت کے لئے قبول فرمالے اور اس سارے عمل کو ہمارے لئے صدقۂ جاریہ بنادے۔ آمین! واٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

COPYRIGHT © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WILL ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION

اسباق کی منصوبہ بندی (Lesson Planning)

نمبر شمار	عنوان سبق	تفصیل	صفحہ نمبر
سبق نمبر ١	سورۃ الفاتحہ	تعارف اور ترجمہ (١ سے ٧ آیات)	١١ سے ١٢
سبق نمبر ٢	سورۃ الفاتحہ	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"	١٤ سے ١٦
سبق نمبر ٣	قصّہ حضرت آدم علیہ السلام	مختصر خلاصہ	١٧ سے ١٨
سبق نمبر ٤	قصّہ حضرت آدم علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ١١ سے ١٧)	١٩
سبق نمبر ٥	قصّہ حضرت آدم علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ١٨ سے ٢٢)	٢٠
سبق نمبر ٦	قصّہ حضرت آدم علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ٢٣ سے ٢٧)	٢٢
سبق نمبر ٧	قصّہ حضرت آدم علیہ السلام	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"	٢٤ سے ٢٧
سبق نمبر ٨	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	مختصر خلاصہ	٢٨ سے ٣٠
سبق نمبر ٩	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ٥٩ سے ٦٤)	٣١
سبق نمبر ١٠	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ٢٥ سے ٢٩)	٣٢
سبق نمبر ١١	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ٣٠ سے ٣٥)	٣٤
سبق نمبر ١٢	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ٣٦ سے ٤٠)	٣٥
سبق نمبر ١٣	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ٤١ سے ٤٤)	٣٦
سبق نمبر ١٤	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ٤٥ سے ٤٩)	٣٨
سبق نمبر ١٥	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ١٠٥ سے ١١٥)	٤٠
سبق نمبر ١٦	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ١١٦ سے ١٢٢)	٤١
سبق نمبر ١٧	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"	٤٢ سے ٤٥
سبق نمبر ١٨	قصّہ حضرت ھود علیہ السلام	مختصر خلاصہ	٤٦ سے ٤٧
سبق نمبر ١٩	قصّہ حضرت ھود علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ٦٥ سے ٦٩)	٤٨
سبق نمبر ٢٠	قصّہ حضرت ھود علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ٧٠ سے ٧٢)	٤٩
سبق نمبر ٢١	قصّہ حضرت ھود علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ٥٠ سے ٥٥)	٥٠
سبق نمبر ٢٢	قصّہ حضرت ھود علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ٥٦ سے ٦٠)	٥٢
سبق نمبر ٢٣	قصّہ حضرت ھود علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ١٢٣ سے ١٣١)	٥٤
سبق نمبر ٢٤	قصّہ حضرت ھود علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ١٣٢ سے ١٤٠)	٥٥
سبق نمبر ٢٥	قصّہ حضرت ھود علیہ السلام	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"	٥٦ سے ٥٩

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CRIMINAL ACTION

سبق نمبر ۲۶	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	مختصر خلاصہ	۶۰ سے ۶۲
سبق نمبر ۲۷	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۷۳ سے ۷۴)	۶۳
سبق نمبر ۲۸	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۷۵ سے ۷۹)	۶۴
سبق نمبر ۲۹	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۶۱ سے ۶۳)	۶۶
سبق نمبر ۳۰	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۶۴ سے ۶۸)	۶۸
سبق نمبر ۳۱	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۴۱ سے ۱۵۰)	۷۰
سبق نمبر ۳۲	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۵۱ سے ۱۵۹)	۷۱
سبق نمبر ۳۳	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"	۷۲ سے ۷۵
سبق نمبر ۳۴	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	مختصر خلاصہ	۷۶ سے ۷۸
سبق نمبر ۳۵	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۸۵ سے ۸۷)	۷۹
سبق نمبر ۳۶	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۸۸ سے ۹۳)	۸۰
سبق نمبر ۳۷	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۸۴ سے ۸۸)	۸۲
سبق نمبر ۳۸	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۸۹ سے ۹۵)	۸۴
سبق نمبر ۳۹	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۷۶ سے ۱۸۴)	۸۵
سبق نمبر ۴۰	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۸۵ سے ۱۹۱)	۸۶
سبق نمبر ۴۱	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"	۸۷ سے ۹۰
سبق نمبر ۴۲	سورۃ الصّٰفّٰت	قصّہ حضرت یونس علیہ السلام	۹۱ سے ۹۴
سبق نمبر ۴۳	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۱ سے ۱۰ آیات)	۹۵
سبق نمبر ۴۴	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۱۱ سے ۳۲ آیات)	۹۶
سبق نمبر ۴۵	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۳۳ سے ۶۰ آیات)	۹۸
سبق نمبر ۴۶	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۶۱ سے ۸۹ آیات)	۱۰۰
سبق نمبر ۴۷	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۹۱ سے ۱۰۷ آیات)	۱۰۲
سبق نمبر ۴۸	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۱۰۸ سے ۱۳۱ آیات)	۱۰۳
سبق نمبر ۴۹	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۱۳۲ سے ۱۵۵ آیات)	۱۰۴
سبق نمبر ۵۰	سورۃ الصّٰفّٰت	قرآنی متن اور ترجمہ (۱۵۶ سے ۱۸۲ آیات)	۱۰۶
سبق نمبر ۵۱	سورۃ الصّٰفّٰت	"علم و عمل کی باتیں" اور "سمجھیں اور حل کریں"	۱۰۷ سے ۱۱۰
سبق نمبر ۵۲	سورۃ الفیل	ہاتھی والوں کا قصّہ	۱۱۱ سے ۱۱۲
سبق نمبر ۵۳	سورۃ الفیل	قرآنی متن اور ترجمہ (۱ سے ۵ آیات)	۱۱۴

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION
SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION

سبق نمبر ۵۴	سورۃ الفیل	”علم و عمل کی باتیں“ اور ”سمجھیں اور حل کریں“	۱۱۵ سے ۱۱۷
سبق نمبر ۵۵	سورۃ قریش	شانِ نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱ سے ۴ آیات)	۱۱۸
سبق نمبر ۵۶	سورۃ قریش	”علم و عمل کی باتیں“ اور ”سمجھیں اور حل کریں“	۱۲۰ سے ۱۲۱
سبق نمبر ۵۷	سورۃ الماعون	شانِ نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱ سے ۷ آیات)	۱۲۲
سبق نمبر ۵۸	سورۃ الماعون	”علم و عمل کی باتیں“ اور ”سمجھیں اور حل کریں“	۱۲۴ سے ۱۲۶
سبق نمبر ۵۹	سورۃ الکوثر	شانِ نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱ سے ۳ آیات)	۱۲۷
سبق نمبر ۶۰	سورۃ الکوثر	”علم و عمل کی باتیں“ اور ”سمجھیں اور حل کریں“	۱۲۸ سے ۱۲۹
سبق نمبر ۶۱	سورۃ الکافرون	شانِ نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱ سے ۶ آیات)	۱۳۰
سبق نمبر ۶۲	سورۃ الکافرون	”علم و عمل کی باتیں“ اور ”سمجھیں اور حل کریں“	۱۳۲ سے ۱۳۳
سبق نمبر ۶۳	سورۃ النصر	شانِ نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱ سے ۳ آیات)	۱۳۴
سبق نمبر ۶۴	سورۃ النصر	”علم و عمل کی باتیں“ اور ”سمجھیں اور حل کریں“	۱۳۶ سے ۱۳۷
سبق نمبر ۶۵	سورۃ اللّھب	شانِ نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱ سے ۵ آیات)	۱۳۸
سبق نمبر ۶۶	سورۃ اللّھب	”علم و عمل کی باتیں“ اور ”سمجھیں اور حل کریں“	۱۴۰ سے ۱۴۱
سبق نمبر ۶۷	سورۃ الاخلاص	شانِ نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱ سے ۳ آیات)	۱۴۲
سبق نمبر ۶۸	سورۃ الاخلاص	”علم و عمل کی باتیں“ اور ”سمجھیں اور حل کریں“	۱۴۴ سے ۱۴۵
سبق نمبر ۶۹	سورۃ الفلق، سورۃ النّاس	شانِ نزول اور تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (۱ سے ۵ آیات)	۱۴۶
سبق نمبر ۷۰	سورۃ النّاس	قرآنی متن اور ترجمہ (۱ سے ۶ آیات)	۱۴۸
سبق نمبر ۷۱	سورۃ الفلق، سورۃ النّاس	”علم و عمل کی باتیں“ اور ”سمجھیں اور حل کریں“	۱۴۹ سے ۱۵۲

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION
SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION

The ILM Foundation (TIF)

Lesson Planning for Mutalae Quran-e-Hakeem Part-1

Chapter #	Chapter Name	Lessons Required	سبق
1	Surah Al-Fatihah	2	سُوْرَةُ الْفَاتِحَة
2	Story of Prophet Adam-AS	5	قصّہ حضرت آدم علیہ السلام
3	Story of Prophet Nuh-AS	10	قصّہ حضرت نوح علیہ السلام
4	Story of Prophet Hud-AS	8	قصّہ حضرت ہود علیہ السلام
5	Story of Prophet Saleh-AS	8	قصّہ حضرت صالح علیہ السلام
6	Story of Prophet Shoaib-AS	8	قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام
7	Surah As-Saffat	10	سورة الصّٰٓفّٰت
8	Surah Al-Fil	3	سُوْرَةُ الْفِيْل
9	Surah Quraysh	2	سُوْرَةُ قُرَيْش
10	Surah Al-Ma'un	2	سُوْرَةُ الْمَاعُوْن
11	Surah Al-Kawthar	2	سُوْرَةُ الْكَوْثَر
12	Surah Al-Kafirun	2	سُوْرَةُ الْكَافِرُوْن
13	Surah An-Nasr	2	سُوْرَةُ النَّصْر
14	Surah Lahab	2	سُوْرَةُ اللَّهَب
15	Surah Al-Ikhlas	2	سُوْرَةُ الْاِخْلَاص
16	Surah Al-Falaq	1.5	سُوْرَةُ الْفَلَق
17	Surah An-Nas	1.5	سُوْرَةُ النَّاس
Total Lessons		71	کُل اسباق

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

The ILM Foundation (TIF) دی علم فاؤنڈیشن

Course Coverage Form نصاب کا جائزہ فارم

Mutalae Quran-e-Hakeem Part-1 مطالعۂ قرآنِ حکیم۔ حصہ اوّل

School: ____________________ **Address:** ______________ **Branch:** _______ **Date:** ____________

Month: _______

نوٹ: رہنمائے اساتذہ میں دی گئی "Lesson Planning" کے مطابق پڑھائے گئے اسباق کی تعداد نیچے درج کیجیے۔

Chapter Nos.	Chapter	Classes								سبق
		III	IV	V	VI	VII	VIII	IX	X	
	No. of Students									طلباء وطالبات کی تعداد
1	Surah Al-Fatihah									سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ
2	Story of Prophet Adam-AS									قصہ حضرت آدم علیہ السلام
3	Story of Prophet Nuh-AS									قصہ حضرت نوح علیہ السلام
4	Story of Prophet Hud-AS									قصہ حضرت ہود علیہ السلام
5	Story of Prophet Saleh-AS									قصہ حضرت صالح علیہ السلام
6	Story of Prophet Shoaib-AS									قصہ حضرت شعیب علیہ السلام
7	Surah As-Saffat									سورۃ الصّٰفّٰت
8	Surah Al-Fil									سُوْرَۃُ الْفِیْل
9	Surah Quraysh									سُوْرَۃُ قُرَیْش
10	Surah Al-Ma'un									سُوْرَۃُ الْمَاعُوْن
11	Surah Al-Kawthar									سُوْرَۃُ الْکَوْثَر
12	Surah Al-Kafirun									سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن
13	Surah An-Nasr									سُوْرَۃُ النَّصْر
14	Surah Lahab									سُوْرَۃُ اللَّھَب
15	Surah Al-Ikhlas									سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص
16	Surah Al-Falaq									سُوْرَۃُ الْفَلَق
17	Surah An-Nas									سُوْرَۃُ النَّاس

Principal's Signature: ______________ **For Office Use:** ______________

نوٹ: یہ فارم فوٹو کاپی کروا کر پُر کریں۔ شکریہ

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION
SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION

سُوْرَةُ الْفَاتِحَة

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: (i) "علم وعمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ فاتحہ کا کیا مطلب ہے؟ ۲۔ اس کی کیا اہمیت ہے؟ ۳۔ سورۃ الفاتحہ کے اور کیا کیا نام ہیں؟ ۴۔ صراطِ مستقیم کیا ہے؟

۵۔ مزید یہ کہ بچوں میں مندرجہ ذیل باتوں کا جذبہ پیدا ہو:

i۔ اللہ ﷻ کی نعمتوں پر شکر کا۔ ii۔ آخرت کی جواب دہی کے احساس کا۔ iii۔ اللہ ﷻ کی رحمت سے پُر امید رہنے کا۔

iv۔ ہر ضرورت میں اللہ ﷻ کو پکارنے کا۔ v۔ ہدایت کی فکر اور صراطِ مستقیم پر چلنے کا۔

۶۔ بچوں کو صحیح تصور معلوم ہو جائے:

i۔ حمد ii۔ رب iii۔ عبادت iv۔ ہدایت

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت	سوال	جواب
1	۱۔ قرآن حکیم کا آغاز کس کلمہ سے ہوتا ہے؟	**نوٹ:** ہر جائز کام کے شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ تاہم قرآن حکیم کی تلاوت کے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سے پہلے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھنا بھی ضروری ہے کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا: "جب آپ (ﷺ) قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کیجئے۔" (سورۃ النحل، آیت:۹۸) ۱۔ الحمد للہ یعنی اللہ ﷻ کے احسان کے اعتراف سے اور شکر کے بیان سے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. ENTIRE COPY OF THIS BOOK WOULD BE CRIMINAL ACTION.

	۲۔ حمد اور شکر میں کیا فرق ہے؟ ۳۔ اللہ ﷻ کا پہلا تعارف کیا کرایا گیا ہے؟ ۴۔ رب کسے کہتے ہیں؟ ۵۔ ربُّ العالمین سے کیا مراد ہے؟	۲۔ حمد کا معنی تعریف بھی ہو سکتا ہے اور شکر بھی۔ تعریف (حمد) عام ہے اور شکر خاص۔ حمد کا تعلق قابل تعریف کارناموں سے ہے۔ مثلاً اللہ ﷻ نے زمین و آسمان، شمس و قمر اور ستاروں کی حرکت غرض تمام کائنات کا اس قدر مربوط اور منظم نظام بنا دیا ہے جسے دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس پر اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اور شکر کا تعلق ان خاص انعامات سے ہوتا ہے جو کسی خاص ذات سے متعلق ہوں۔ مثلاً اللہ ﷻ کا انسان کو بہترین صورت میں پیدا کرنا۔ کسی کو صحت اور رزق کی فراوانیوں سے مالا مال کرنا۔ ایسی نعمتوں کے اعتراف کو شکر کہا جاتا ہے۔ **عملی پہلو:** مخلوق میں سے کوئی شخص کوئی قابل تعریف کارنامہ سر انجام دے اور اس پر اس کی تعریف کی جائے تو وہ بھی حقیقتاً اللہ ﷻ ہی کی تعریف ہوگی۔ کیونکہ قابل تعریف کام کرنے کی صلاحیت اور توفیق بھی اللہ ﷻ ہی کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ گویا ہر طرح کی تعریف کا مستحق اللہ ﷻ ہی قرار پاتا ہے۔ ۳۔ اللہ ﷻ انسان کا سب سے بڑا محسن ہے۔ ۴۔ ضرورتیں پوری کرنے والا، پالنے والا۔ حقیقی رب اللہ ﷻ ہے جو تمام مخلوقات کی سب ضروریات کو پورا فرماتا ہے۔ **نوٹ:** رب کا لفظ عربی زبان میں تین معنوں میں بولا جاتا ہے۔ i. مالک اور آقا۔ ii. مربیّ، پرورش کرنے والا، خبر گیری اور نگہبانی کرنے والا۔ iii. فرماں روا، حاکم، مدبّر اور منتظم۔ اللہ ﷻ ان سب معنوں میں کائنات کا رب ہے۔ ۵۔ تمام جہانوں اور تمام جہان والوں کا رب۔
2	۱۔ اس آیت میں اللہ ﷻ کی کیا صفات بیان کی گئیں ہیں؟ ۲۔ رحمٰن کے کیا معنی ہیں؟ ۳۔ رحیم کے کیا معنی ہیں؟	۱۔ الرّحمٰن اور الرّحیم۔ ۲۔ بہت رحم فرمانے والا۔ جس کی رحمت میں جوش و خروش ہو۔ اللہ ﷻ کی یہ صفت عمومی رحمت کی ہے جس میں مومن اور کافر کا بھی کوئی فرق نہیں اسی لئے مفسرین فرماتے ہیں "رحمٰن الدنیا" یعنی دنیا والوں پر رحم فرمانے والا۔ ۳۔ مسلسل رحم فرمانے والا۔ اس صفت میں دوام اور تسلسل کا ذکر ہے۔ یہ خاص صفت ہے جس کا ظہور خاص بندوں کے لئے ہوگا۔ اس لئے مفسرین فرماتے ہیں "رحیم الآخرہ" یعنی آخرت میں فرماں برداروں پر مسلسل رحمت فرمانے والا۔ **نوٹ:** حدیث مبارکہ ہے کہ " اللہ ﷻ نے جس دن رحمت کو پیدا فرمایا تو

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

			اس کے سو حصے فرمائے۔ ننیانوے (۹۹) حصے اپنے پاس رکھے اور اپنی ساری مخلوق میں ایک حصہ بھیج دیا۔" (صحیح بخاری)
3	۱۔ بدلے کے دن سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ بدلے کے دن کا مالک کون ہے؟ ۳۔ آج دنیا میں مختلف چیزوں کا مالک کون ہے؟		۱۔ قیامت کا دن یعنی جزا و سزا کا دن۔ ۲۔ صرف اللہ تعالیٰ۔ ۳۔ آج دنیا میں بھی اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے اور ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امانت ہے۔ **نوٹ:** نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ زمینوں اور آسمانوں کو یکجا کر کے اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے فرمائیں گے کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔ ظالم اور غرور و تکبر رکھنے والے آج کہاں ہیں؟ (صحیح مسلم) **عملی پہلو:** ہمیں قیامت کے دن کی بھرپور تیاری کرنی چاہیئے۔ جس دن کسی کی بادشاہت اور حکومت نہیں چلے گی۔ سب لوگ ایک ہی مالکِ حقیقی کے سامنے کھڑے ہوں گے اور اپنے اعمال کے جواب دہ ہوں گے۔
4	۱۔ اس آیت کی خصوصی اہمیت کیا ہے؟ ۲۔ عبادت سے کیا مراد ہے؟		۱۔ اس آیت میں بندے کا اللہ تعالیٰ سے براہ راست گفتگو کرنے کا ذکر ہے۔ بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اقرار کرتا ہے اور اس سے مدد مانگتے ہوئے التجا کرتا ہے۔ پھر جمع کے لفظ میں خطاب ہے کہ "ہم آپ کی عبادت کرتے ہیں" گویا زندگی کے تمام گوشوں میں معاشرے کے تمام لوگوں سے عبادت کے تقاضے کی طرف اشارہ ہے۔ ۲۔ عبادت کا مطلب ہے بندگی۔ عبد کا لفظ بھی عبادت سے نکلا ہے جس کا معنی بندے کے ہیں۔ لغت میں عبادت کا معنی ہے "تذلل" اور "خضوع" جس کا مطلب ہے کسی کے لئے انتہائی محبت و تواضع کے ساتھ انتہائی تعظیم وادب کے افعال انجام دینا۔ مثلاً سجدہ، رکوع، طواف وغیرہ۔ اس معنی کے لحاظ سے عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔ یہ کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا خالق اور حقیقی محسن ہے، اسی کے ہم پر سب سے بڑھ کے احسانات ہیں چنانچہ وہی عبادت کے لائق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "اور آپ کے رب نے حکم فرمایا کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔" (سورۃ بنی اسرائیل، آیت: ۲۳) ۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا اور زندگی کے تمام گوشوں اور شعبہ جات میں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور طریقہ کے مطابق دل کی پوری آمادگی کے ساتھ عمل درآمد کرنا بھی عبادت شمار ہوتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم عطا فرماتے ہیں۔

	۳۔ اللہ ﷻ سے کس چیز میں مدد مانگنی چاہیئے؟	۳۔ ہر کام میں حقیقی مدد اللہ ﷻ ہی سے مانگنی چاہیئے۔ کیونکہ اللہ ﷻ ہی حقیقی مالک اور کارساز ہے۔ ہر کام اور ہر حاجت میں اللہ ﷻ کے سامنے ہی سوال کرنا چاہیئے۔ لیکن اللہ ﷻ کی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے اسباب کے تحت مختلف ذرائع اختیار کرنا مثلاً بیماری میں علاج معالجہ، تلاش رزق کے حوالہ سے وسائل معاش، حصول علم کے لئے اساتذہ اور روزمرہ کی ضروریات زندگی کے حوالہ سے لین دین میں ایک دوسرے سے مدد لینا نیز اپنے معاملات کے حوالہ سے دوسروں سے دعا کرنے کی درخواست کرنا اس استعانت میں داخل نہیں جو اللہ ﷻ کے ساتھ مخصوص ہے کیوں کہ لوگوں سے جو مدد لی جاتی ہے، وہ انہیں کارساز سمجھ کر نہیں بلکہ ایک ظاہری سبب سمجھ کر لی جاتی ہے۔ در حقیقت اللہ ﷻ ہی شافی، رزاق اور حکیم ہے۔ وہی تمام اسباب وذرائع کا پیدا فرمانے والا ہے۔ اسی نے نتائج کو اسباب سے وابستہ کردیا ہے اور اسی نے اسباب میں تاثیر رکھی ہے۔ اس کی مرضی کے سوا اور خلاف نہ کوئی ان میں تاثیر ڈال سکتا اور نہ ہی اُن ضروریات کو پورا کرسکتا ہے خواہ وہ کوئی معمولی ضرورت کی چیز ہی کیوں نہ ہو۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ کا بھی یہی معمول تھا کہ آپ ﷺ ہر کام اور ہر چیز کے حوالہ سے اللہ ﷻ ہی سے دعاؤں کا اہتمام فرماتے تھے اور آپ ﷺ نے امت کو بھی اسی کی تلقین فرمائی تاکہ انسان کی نظر اسباب پر نہیں بلکہ مسبب الاسباب پر رہے۔ ایک حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جوتے کا تسمہ بھی مانگنا ہو تو اللہ ﷻ سے مانگو۔" (جامع ترمذی) ہمیں بھی اپنی تمام ضروریات میں ذاتِ باری تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے کیونکہ یہ مومن کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ اللہ ﷻ ہی ان ضروریات کی تکمیل کے لئے ذرائع اور وسائل پیدا فرمائے گا۔ انسان کا کام ہے بارگاہِ الٰہی میں دامن پھیلائے رکھنا۔ ایک حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جو اللہ ﷻ سے نہیں مانگتا اللہ ﷻ اس سے ناراض ہوجاتا ہے۔" (جامع ترمذی)
5	۱۔ ہدایت سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ صراطِ مستقیم سے کیا مراد ہے؟	۱۔ ہدایت کے کئی مفہوم ہیں، راستے کی طرف رہنمائی کرنا، راستے پر چلا دینا، منزل مقصود تک پہنچا دینا۔ ۲۔ وہ راستہ جو اللہ ﷻ کی طرف لے جاتا ہے۔ اس سے مراد اللہ ﷻ کے احکامات پر عمل کرنا ہے جس سے انسان اللہ ﷻ کی رضا اور جنت کی نعمتیں حاصل کرسکتا ہے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

		نوٹ: انسان اللہ ﷻ سے التجا کرتا ہے کہ زندگی کے ہر لمحہ میں، ہر قدم پر ہمیں وہ طریقے بتا جو ہماری فلاح اور ہماری نجات کا ذریعہ بنیں کیونکہ تجھ سے بڑا نہ کوئی رہبر ہے اور نہ ہی ہمدرد و مہربان، آپ بہترین رہبر و راہنما ہیں۔ ہمیں ان بہترین لوگوں کی راہوں پر چلنے کی توفیق اور ہدایت عطا فرمائیں جنہوں نے دنیا و آخرت میں نجات حاصل کی۔ **نوٹ:** حدیث مبارکہ میں ہے کہ "قرآن حکیم میں سیدھا راستہ ہے" (ترمذی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ اللہ ﷻ کے رسول کے اخلاق تو قرآن حکیم ہیں۔ (مسند احمد) گویا قرآن حکیم اور نبی کریم ﷺ کی اتباع صراطِ مستقیم ہے۔ **عملی پہلو:** جس طرح سورۃ الفاتحہ میں ہم اپنے ساتھ پوری امت کی ہدایت کے لئے دعا مانگتے ہیں اس طرح ہمیں باقی روزمرہ کی دعاؤں میں بھی پوری امت کو شامل کرنا چاہیئے۔
6	ا۔ انعام یافتہ لوگ کون ہیں؟	ا۔ انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ (سورۃ النساء: آیت:۶۹)
7	ا۔ مَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ سے مراد کون ہیں؟ ۲۔ ضَآلِّيۡنَ سے مراد کون ہیں؟ ۳۔ سورۃ الفاتحہ کے آخر میں کیا کہنا مستحب ہے؟ ۴۔ "آمین" کے کیا معنی ہیں؟ ۵۔ سورۃ الفاتحہ اکثر کب پڑھی جاتی ہے؟ ۶۔ اس سورۃ کے کچھ اور نام بتائیں؟ ۷۔ سورتوں کے نام کس نے رکھے ہیں؟ ۸۔ سورتوں کے نام کیا ان کے مضامین کے مطابق ہوتے ہیں؟	ا۔ احادیث میں اس کی وضاحت آتی ہے کہ اس سے مراد یہود ہیں جن کی نافرمانی پر اللہ ﷻ کا غضب نازل ہوا۔ (مسند احمد) ۲۔ اس سے مراد عیسائی ہیں جو عقیدے اور عمل میں بھٹک گئے تھے۔ (مسند احمد) ۳۔ آمین (صحیح بخاری)۔ ۴۔ اے اللہ! ایسا ہی ہو۔ یہ "اِسۡتَجِبۡ" کے معنی میں ہے یعنی اے اللہ! آپ قبول فرمائیے۔ آمین دعا ہے (صحیح بخاری) ۵۔ نماز کی ہر رکعت میں۔ ۶۔ اَلشَّافِيَه، اُمُّ الۡقُرۡآنِ، اَلۡكَافِيَهۡ، سَبۡعَ مِّنَ الۡمَثَانِیۡ، اَلۡقُرۡآنُ الۡعَظِيۡمُ، سُوۡرَةُ الۡمُنَاجَات، سُوۡرَةُ الصَّلٰوةِ، فَاتِحَةُ الۡكِتَاب، سُوۡرَةُ الۡكَنۡز، شِفَا، نُوۡر، رُقۡيَة، سُوۡرَةُ الۡحَمۡد، سُوۡرَةُ الدُّعَا، تَعۡلِيۡمُ الۡمَسۡئَلَه، سُوۡرَةُ التَّفۡوِيۡض، سُوۡرَةُ السَّوَال، اُمُّ الۡكِتَاب، فَاتِحَةُ الۡقُرۡآن وغیرہ۔ ۷۔ نبی کریم ﷺ۔ (بعض مفسرین کے نزدیک بعض سورتوں کے نام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تجویز فرمائیں ہیں۔) ۸۔ بعض سورتوں میں جو موضوع اور مضمون بیان کیا گیا ہے اسی کی مناسبت سے ان سورتوں کے نام موجود ہیں۔ جیسے سورۃ الجمعہ، سورۃ المنافقون اور بعض سورتوں کے نام اُس سورت میں استعمال کیئے گئے کسی لفظ پر ہوتے ہیں۔ جیسے سورۃ البقرۃ، سورۂ آل عمران۔

	۹۔ سورۃ الفاتحہ کی فضیلت بیان کریں؟	۹۔i. سورۃ الحجر، آیت:۸۷ میں سورۃ الفاتحہ کو سات دہرائی جانے والی آیات کہا گیا، مضامین کے اعتبار سے اس کو قرآن عظیم کہا گیا۔ ii. حدیث قدسی میں نماز قرار دیا گیا۔(صحیح مسلم) iii. اس سورت کو دو تہائی قرآن قرار دیا گیا ہے۔(بیہقی) iv. حضور ﷺ نے فرمایا "توریت و انجیل و زبور میں اس کی مثل کوئی سورت نہیں نازل ہوئی۔"(ترمذی) v. اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا گیا کہ "ایک فرشتہ نے آسمان سے نازل ہو کر حضور ﷺ پر سلام عرض کیا اور دو ایسے نوروں کی بشارت دی جو حضور سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئے، ایک سورۃ فاتحہ، دوسرا سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں۔(صحیح مسلم)

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) تمام ______ کا حق دار اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے۔(تعریفوں)

(۲) ہم ہر وقت ______ کے محتاج ہیں۔(ہدایت)

(۳) قیامت کا دن ______ اور سزا کا دن ہے۔(جزا)

(۴) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں کی پیروی نہ کرنے والے ______ ہو جاتے ہیں۔(گمراہ)

(۵) سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے آخر میں ______ کہنا چاہیے۔(آمین)

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی تمام تعریفوں کا حق دار کیوں ہے؟

کیونکہ وہ ہمارا سب سے بڑا محسن ہے۔

۲- حدیث شریف کے مطابق صراطِ مستقیم سے کیا مراد ہے؟

"قرآن حکیم سیدھا راستہ ہے" (ترمذی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے رسول کے اخلاق تو قرآن حکیم ہیں۔(مسند احمد) گویا قرآن حکیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع صراط مستقیم ہے۔

۳- اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے کون ہیں؟

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین۔(سورۃ النساء: آیت: ۶۹)

سوال ۳: نیچے دیئے گئے پہلے کالم کے الفاظ کو دوسرے کالم کے متعلقہ الفاظ سے ملا کر ایک جیسا رنگ بھریں۔

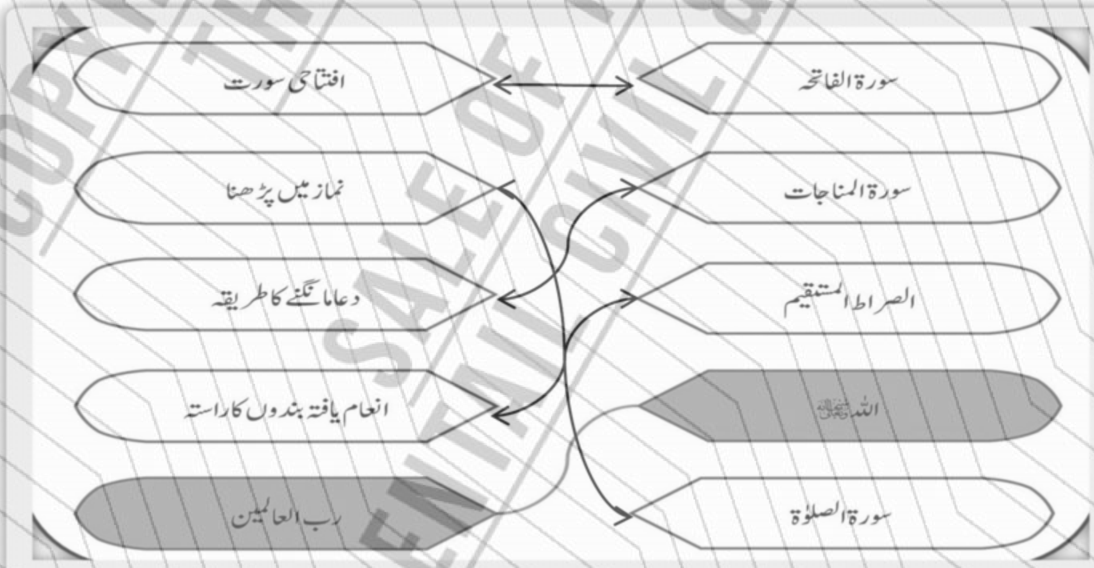

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سوال ۴: "علم و عمل" کی باتوں کی مدد سے اللہ ﷻ کی صفات تحریر کیجیے:

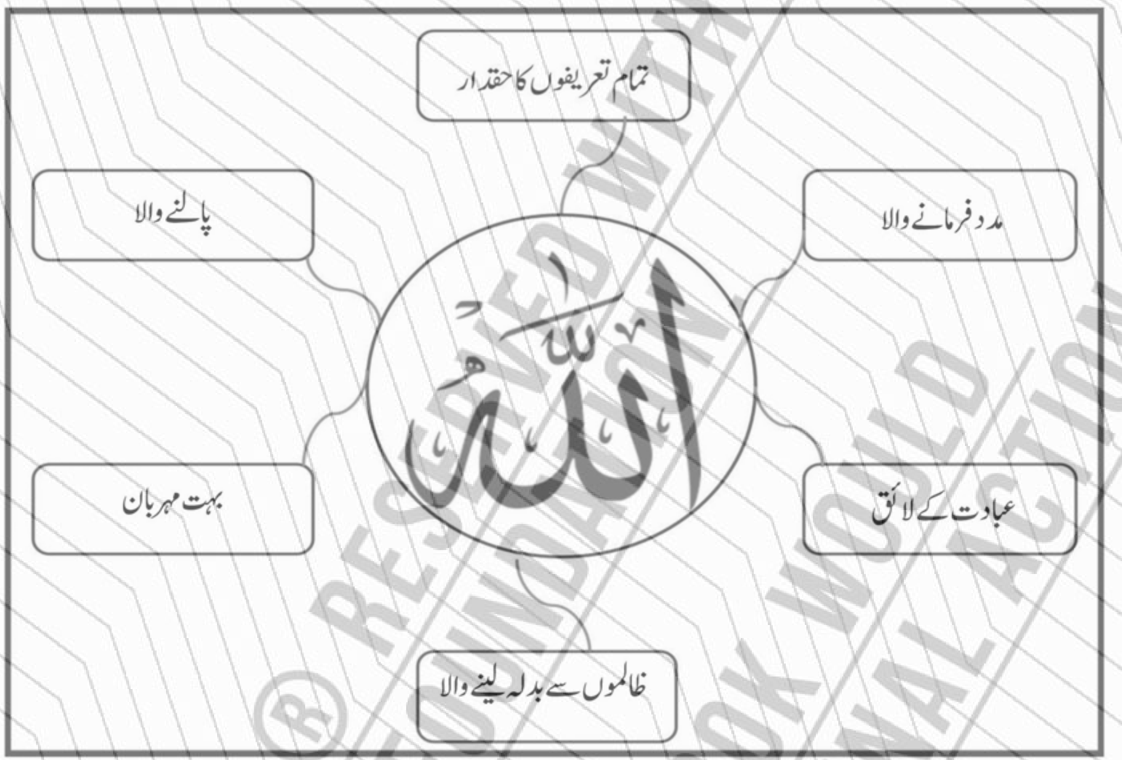

عملی سرگرمی:

ا۔ اہم الفاظ کی وضاحت ایک چارٹ بنا کر لکھوائیے۔

مثلاً، حمد، رب، رحمٰن، رحیم، عبادت، ہدایت وغیرہ۔

اہم نوٹ:

ہر سبق کے آخر میں دیئے گئے عنوان "معلوم کیجیے" کے تحت دیئے گئے الفاظ کی وضاحت آیات کی تشریحات میں موجود ہے۔ اساتذہ کرام ان کے جوابات کے لئے رہنمائے اساتذہ سے استفادہ کریں۔ ان الفاظ کی تشریحات اور وضاحت "رہنمائے اساتذہ" میں دیئے گئے نکات تک ہی محدود رکھیں جو کہ الحمدللہ کئی معروف تفاسیر سے ماخوذ ہیں۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

قصّہ حضرت آدم علیہ السلام

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس قصّہ کا مختصر خلاصہ عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۱۱ سے ۱۵) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۱۶ سے ۲۲) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۲۳ سے ۲۷) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تا کہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس قصّہ کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ انسان کو فضیلت کیوں ملی؟

۲۔ حضرت آدم علیہ السلام کا کیا مقام و مرتبہ ہے؟

۳۔ شیطان کون تھا؟ اسے کیوں جنت سے نکالا گیا؟

۴۔ شیطان انسان کا دشمن کیوں ہے؟

۵۔ شیطان کا مقاصد کیا ہیں؟

۶۔ شیطان کے وسوسوں سے بچنے کا ذریعہ کیا ہے؟

۷۔ خطاؤں پر ہمارا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیئے؟

آیت بہ آیت تشریحی نکات

سورۃ الاعراف، آیات: ۱۱ تا ۲۷

آیت	سوال	جواب
11	۱۔ انسان کو کس نے پیدا فرمایا ہے؟ ۲۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کیا حکم دیا؟	۱۔ اللہ تعالیٰ نے۔ ۲۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا۔ **عملی پہلو:** آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا یہ حکم ایک بڑا اعزاز ہے جس سے

نمبر	سوال	جواب
	۳۔ ابلیس کون تھا؟	حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کو نوازا گیا اس کا مقصد جہاں حضرت آدم علیہ السلام اور اولادِ آدم علیہ السلام کی عظمتِ شان اور تعظیم و تکریم کا اظہار ہے وہاں اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ بندے اپنے اس شرف و اعزاز کا خیال رکھیں اور اس کے تقاضے میں اپنے رب کی رضا و خوشنودی کے لیے اس کے حضور اطاعت و فرماں برداری میں جھک جائیں اور ہمیشہ جھکے ہی رہیں۔ ۳۔ یہ جنات میں سے تھا (سورۃ الکھف، آیت: ۵۰) تاہم اللہ تعالیٰ نے اُس کی عبادت گزاری کی وجہ سے اس کا مقام فرشتوں میں کر دیا تھا۔
12	۱۔ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ ۲۔ ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے کس چیز سے بنایا؟ ۳۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کس چیز سے بنایا؟	۱۔ اس نے تکبر کیا اور کہا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور آدم (علیہ السلام) مٹی سے لہٰذا میں اعلیٰ ہوں اور یہ کم تر ہے (معاذ اللہ)۔ ۲۔ آگ سے۔ ۳۔ مٹی سے۔ **عملی پہلو:** تکبر اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں تکبر کرنے والا اور نافرمانی کرنے والا عزت و احترام اور تعظیم و توقیر کے لائق نہیں بلکہ ذلت و خواری اور تباہی و بربادی کا مستحق ہوتا ہے۔
13	۱۔ تکبر کسے کہتے ہیں؟ ۲۔ شیطان کے تکبر کرنے کا کیا نتیجہ نکلا؟	۱۔ حدیث مبارکہ میں تکبر کی تعریف میں دو باتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ i. حق کو جھٹلانا۔ ii. دوسروں کو حقیر سمجھنا۔ (جامع ترمذی) ۲۔ اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا اور شیطان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا۔ **عملی پہلو:** اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ذلت و رسوائی کا باعث ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے حکم و ارشاد کے آگے جھکنا اور سرِ تسلیم خم کر دینا ہی اس کے بندوں کے لئے باعث عزت و عظمت ہے۔
14	۱۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے کب تک کی مہلت مانگی؟	۱۔ قیامت کے دن تک کی۔
15	۱۔ کیا اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو مہلت دی؟	۱۔ جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مقررہ وقت تک مہلت دے دی۔ **عملی پہلو:** شیطان کو مہلت دینے سے مقصود بندوں کا امتحان ہے کہ وہ رحمٰن کی راہ پر چلتے ہیں یا شیطان کی۔
16	۱۔ ابلیس نے اپنی گمراہی کا الزام کس کو دیا؟ ۲۔ ابلیس سیدھے راستے پر کیوں بیٹھتا ہے؟ ۳۔ صراطِ مستقیم سے کیا مراد ہے؟	۱۔ اللہ تعالیٰ کو۔ (معاذ اللہ) ۲۔ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے۔ ۳۔ وہ سیدھا راستہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتا ہے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا ہے جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی

		نعمتیں حاصل کر سکتا ہے۔ اسی راستے کی دعا ہر مسلمان سورۃ الفاتحہ میں کرتا ہے یعنی "اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ"۔ ایک حدیث مبارکہ میں قرآن حکیم کو سیدھا راستہ کہا گیا ہے۔ (جامع ترمذی)
17	۱۔ ابلیس نے کہا کہ میں آؤں گا اُن کے پاس اُن کے سامنے، پیچھے، دائیں اور بائیں سے، اِس سے کیا مُراد ہے؟ ۲۔ شکر گزاری سے کیا مراد ہے؟	۱۔ ابلیس انسان کا دشمن ہے۔ چنانچہ اس نے عزم کیا کہ وہ ہر ممکن طریقے سے انسان کو بہکانے کی کوشش کرے گا اور ہر حربہ استعمال کرے گا تاکہ انسان کو اللہ ﷻ کے راستہ سے ہٹا دے۔ **نوٹ:** سورۂ بنی اسرائیل، آیات: ۶۱ تا ۶۵ میں بھی یہ فرمایا گیا کہ اللہ ﷻ نے شیطان کو اختیار دے دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کو راہ راست سے ہٹا دینے کے لیے جو چالیں وہ چلنا چاہتا ہے چلے۔ لیکن اس کے ساتھ شرط یہ لگا دی "کہ میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار نہ ہو گا۔" یعنی یہ طاقت تجھے نہیں دی جائے گی کہ انہیں ہاتھ پکڑ کر زبردستی اپنے راستے پر کھینچ لے جائے اور اگر وہ خود راہ راست پر چلنا چاہیں تو انہیں نہ چلنے دے۔ **عملی پہلو:** شیطان ان ہی لوگوں کو اللہ ﷻ کے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے جو اس کے بہکاوے میں آجاتے ہیں۔ لیکن جو اللہ ﷻ کے نیک بندے ہوتے ہیں وہ کبھی اس کے وسوسوں میں نہیں آتے۔ ہمیں شیطانی وسوسوں میں آکر اللہ ﷻ کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیئے۔ ۲۔ اللہ ﷻ کی نعمتوں کا دل میں احساس کرنا، زبان سے شکر ادا کرنا اور اُن کا صحیح استعمال کرنا۔ **عملی پہلو:** i. ہمیں اللہ ﷻ کے احسانات اور انعامات کو یاد رکھنا چاہیئے۔ ii. زبان سے شکر کا ایک عمدہ اور آسان طریقہ نبی کریم ﷺ کی سکھائی ہوئی دعاؤں کا اہتمام کرنا ہے۔ iii. نعمتوں کا شکر یہ بھی ہے کہ جائز طریقہ پر اسباب حاصل کیئے جائیں اور جائز کاموں میں استعمال کیئے جائیں اور ساری زندگی اللہ ﷻ کی فرمانبرداری اختیار کی جائے۔
18	۱۔ شیطان کی پیروی سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ شیطان کی پیروی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟	۱۔ اللہ ﷻ کی نافرمانی کرنا ہی دراصل شیطان کی پیروی کرنا ہے۔ چنانچہ جب پوری زندگی میں اللہ ﷻ کی فرماں برداری نہ کی جا رہی ہو تو پھر ایسی صورت میں شیطان ہی کی پیروی ہو رہی ہوتی ہے۔ (سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۰۸) ۲۔ جہنم کی آگ کی سزا دی جائے گی۔ **عملی پہلو:** شیطان کو اس کی نافرمانی اور تکبر پر جنت سے نکال کر پوری

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. EXPLOITATION OF THIS BOOK WOULD INVITE CIVIL & CRIMINAL ACTION.

		انسانیت کو یہ درس دیا گیا کہ جنت میں متکبر، سرکش اور نافرمان کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے جو بھی شیطان کے پیروکار بنیں گے وہ سب جہنم میں اس کے ساتھی ہوں گے۔
19	ا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیا حکم فرمایا؟ ۲۔ جنت میں قیام کرانے میں کیا حکمت تھی؟ ۳۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو جنت میں قیام کے دوران کس بات سے منع فرمایا؟ ۴۔ آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو درخت کا پھل کھانے سے منع کیوں فرمایا؟	ا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اُن کی زوجہ کے ہمراہ جنت میں قیام کا حکم دیا۔ ۲۔ جنت میں رکھنے کی یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ جنت کی سہولتوں، بہاروں اور نعمتوں کو اچھی طرح دیکھ لیں اور ان سے لطف اندوز ہولیں تاکہ دنیا کی عارضی نعمتوں کو جنت کے مقابلے میں خاطر میں نہ لائیں اور دوبارہ یہاں آنے کی کوشش کریں۔ شاید اس کی یہ بھی حکمت ہو کہ وہ آسمانی نظام کا براہِ راست مشاہدہ کریں تاکہ بحیثیت خلیفہ زمین کے انتظامات کرنے میں انہیں سہولت رہے۔ (واللہ اعلم) ۳۔ ایک درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا۔ ۴۔ بطور آزمائش اس درخت سے اس لیے منع کیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منع کردہ امور سے بچنے کی تربیت پائیں اور غلطی ہونے کی صورت میں معذرت خواہانہ رویہ اختیار کریں۔ اس میں یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ انہیں شیطان کے ساتھ عداوت اور دشمنی کا مزید مشاہدہ ہو تاکہ دنیا میں جا کر شیطانی اثرات و حرکات سے بچنے کی ہر وقت کوشش کرتے رہیں۔ **عملی پہلو:** انسانوں کو یہ بتانا مقصود ہے کہ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور وسوسوں کے ذریعے انسان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اکساتا ہے۔ یہی معاملہ دنیا میں بھی ہے کہ اکثر چیزیں حلال ہیں، اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں سے منع کر دیا ہے جن سے رکنا ہمارا امتحان ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتے ہیں یا نفس و شیطان کی پیروی۔
20	ا۔ وسوسے سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ کیا یہ بات صحیح ہے کہ شیطان نے پہلے حضرت حوا علیہا السلام کے دل میں وسوسہ ڈالا اور اُن کے کہنے پر حضرت آدم علیہ السلام سے یہ خطا بھولے سے ہوئی؟ ۳۔ شیطان نے آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کے دل میں کس طرح	ا۔ چپکے سے کوئی بُری بات دل میں ڈال دینا اور یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ یعنی وسوسہ سے مراد ہر وہ خیال ہے جس پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی ہوتی ہو۔ ۲۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ قرآن حکیم اِس بات کی نفی کرتا ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام کی وجہ سے ایسا ہوا۔ بلکہ قرآنِ حکیم واضح کرتا ہے کہ شیطان نے دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا اور دونوں سے بھول کر یہ خطا ہوئی جس میں ان کا نافرمانی کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ ۳۔ اُس نے کہا کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ اِس جنّت میں رہنے

	وسوسہ ڈالا؟	والے نہ بن جاؤ اور اپنی خیر خواہی کی قسمیں کھائیں۔ **عملی پہلو:** آج بھی شیطان انسان کو لالچ دلا کر اور بُرائی کو خوش نما دکھا کر گناہوں کی طرف مائل کرتا ہے اور جب انسان گناہ کر بیٹھتا ہے تو وہ اس سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔
21	ا۔ شیطان انسان کو کیسے گمراہ کرتا ہے؟ ۲۔ قسم کیوں کھائی جاتی ہے؟ ۳۔ مسلمان کو کس کی قسم کھانی چاہیے؟	ا۔i۔ شیطان سب سے پہلے انسان کی گمراہی کا آغاز اس کے دل میں وسوسہ پیدا کرنے سے کرتا ہے۔ ii۔ شیطان انسان کو ہمیشہ سبز باغ دکھا کر گمراہ کرتا ہے۔ مثلاً اگر یہ کام کرو گے تو تمہاری حالت موجودہ حالت سے بدرجہا بہترین ہو سکتی ہے اور فلاں کام کرنے سے تمہارے کاروبار میں خاصی ترقی ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ iii۔ ابلیس یا اس کے چیلے سبز باغ ہی نہیں دکھاتے بلکہ طرح طرح کے دلائل اس کے دل میں ڈال کر اسے یہ یقین دہانی کرا دیتے ہیں کہ جو راہ اس نے دکھائی وہ فی الواقع اس کے لیے بہترین اور اس کی خیر خواہی کی راہ ہے اس میں اس کا اپنا کچھ مفاد نہیں اور اس یقین دہانی کے لیے اگر اسے قسمیں بھی کھانا پڑیں تو کھائے جاتا ہے۔ iv۔ شیطان کے نزدیک انسان کو گمراہ کرنے کی سب سے آسان صورت یہ ہوتی ہے کہ بے حیائی کے دروازے کھول دے۔ بُرائی کو مزیّن کر کے دکھائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان میں فطری طور پر جو شرم وحیا کا جذبہ رکھ دیا ہے اس جذبہ کو کمزور تر بنا دے۔ ۲۔ بات میں زور پیدا کرنے کے لئے، یقین دلانے کے لئے۔ ۳۔ صرف اللہ تعالیٰ کی اور وہ بھی سخت ضرورت کے وقت۔ **نوٹ:** سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس درخت کے قریب جانے سے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو منع کر دیا تھا تو پھر وہ کیسے بھول کر یہ خطا کر بیٹھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مدتوں گزر چکی تھیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام دونوں عیش و آرام سے جنت میں رہ رہے تھے اور انہیں اس درخت کے پاس آنے کا کبھی خیال ہی نہ آیا تھا۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم انہیں بھول ہی گیا تھا اس وقت شیطان کو اس نافرمانی پر اکسانے کا موقع مل گیا۔ جیسا کہ قرآن حکیم کی اس آیت سے واضح ہے "پھر آدم (علیہ السلام) اللہ کا حکم بھول گئے اور ہم نے ان میں نافرمانی کا کوئی ارادہ نہ پایا۔" (سورۃ طٰہٰ، آیت:۱۱۵)
22	ا۔ پھل کھانے کا فوری نتیجہ کیا نکلا؟ ۲۔ لباس اُترنے پر حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام نے کیا کیا؟	ا۔ اُن دونوں یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کا لباس اُتر گیا۔ ۲۔ جنت کے پتوں سے اپنے جسم کو چھپایا۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH ILM FOUNDATION. UNAUTHORIZED USE OF THIS BOOK WOULD LEAD TO CIVIL & CRIMINAL ACTION.

	۳۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام نے لباس اُترنے پر فوراً کیوں اپنے جسم کو چھپایا؟ ۴۔ شیطان کے حملوں میں سے ایک خطرناک حملہ کیا ہے؟ ۵۔ شیطان ہمارا دوست ہے یا دشمن؟	۳۔ کیوں کہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر شرم و حیا رکھی ہے اور لباس شرم و حیا کی حفاظت کا اہم ذریعہ ہے۔ ۴۔ شیطان انسانوں کو لباس اُتروا کر بے شرم و بے حیا بنانا چاہتا ہے۔ **نوٹ:** حدیث مبارکہ ہے کہ "اگر تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کرو۔" (صحیح بخاری) یعنی جب انسان کی حیا ختم ہو جائے تو وہ ہر برائی میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ "حیا اور ایمان ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اگر ایک چلا جائے تو دوسرا بھی چلا جاتا ہے"۔ (جامع ترمذی) ۵۔ شیطان ہمارا کھلا دشمن ہے۔
23	۱۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام نے بھول سے ہو جانے والی خطا کے بعد کیا کیا؟ ۲۔ انسانیت اور شیطنت میں کیا فرق ہے؟	۱۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی۔ توبہ کرنے پر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو معاف فرما دیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے خلیفہ اور پہلے نبی علیہ السلام ہونے کا اعزاز عطا فرما کر زمین پر بھیج دیا۔ جبکہ شیطان کے تکبر کی وجہ سے اس کو اپنی رحمت سے دور کر دیا۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۳۰) ۲۔ حضرت آدم علیہ السلام اور شیطان دونوں سے خطا ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ کر لی اور اپنی خطا پر نادم ہو گئے جبکہ شیطان نے اپنی غلطی تسلیم نہیں کی اور اپنی خطا پر اَڑ گیا۔
24	۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو جنّت سے زمین کیوں اُتار دیا؟ ۲۔ "تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں" اس سے کیا مراد ہے؟ ۳۔ دنیا میں انسان کا قیام عارضی ہے یا مستقل؟	۱۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا ہی زمین کو آباد کرنے کے لئے تھا اور انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر زمین پر بھیجا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر کے اُس کو راضی کر سکے۔ (سورۃ البقرہ، آیت: ۳۰) ۲۔ اس سے دو باتیں مراد ہیں۔ i. اہلِ ایمان کے دشمن اہلِ کفر ہیں۔ ii. انسان کا دشمن شیطان ہے۔ ۳۔ دنیا میں قیام عارضی ہے۔ مستقل قیام آخرت میں ہو گا۔
25	۱۔ مرنے کے بعد کیا ہو گا؟	۱۔ ہمیں زمین میں دفن کر دیا جائے گا۔ قبر میں سوالات ہوں گے۔ پھر قیامت کے دن اِسی زمین سے نکالا جائے گا اور حساب کتاب ہو گا۔
26	۱۔ لباس کے فوائد کیا ہیں؟ ۲۔ لباس کی کیا خصوصیات ہونی چاہیئے؟	۱۔ i. ستر چھپانا یعنی جسم کو ڈھانپنا۔ ii. زینت یعنی خوبصورتی کے لئے۔ ۲۔ i. ساتر ہو (یعنی باریک نہ ہو اور چست نہ ہو)۔ ii. تکبر کا اظہار نہ ہو۔ iii. عورتیں مردوں کا سا اور مرد عورتوں کا سا لباس نہ پہنیں۔ iv. دوسرے مذاہب کی علامات کا اظہار نہ ہوتا ہو۔ (مثلاً ہندوؤں، یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہبی پیشواؤں جیسے لباس) v. فضول خرچی نہ ہو۔

	۳۔اِس آیت میں نشانی (آیت اللہ) کسے کہا گیا ہے؟	vi. جس طرح لباس ہمیشہ ساتھ رہتا ہے ویسے ہی اللہ ﷻ کا خوف اور تقویٰ بھی ساتھ رہنا چاہیئے۔ vii. لباس مالِ حلال سے حاصل کیا جائے۔ ۳۔لباس کو۔ کیونکہ لباس کی تیاری، اس سے جسم کو ڈھانپنا اور شرم و حیا کی حفاظت ہونا اللہ ﷻ کی ایک بڑی نشانی ہے۔
27	ا۔ شیطان کے وسوسوں اور حملوں سے کیسے بچا جائے؟ ۲۔ انسان شیطان سے کیوں غافل رہتا ہے؟ ۳۔ کون لوگ شیطان کے دوست بن جاتے ہیں؟	ا۔ شیطان کے وسوسے (یعنی وہم یا برے خیالات) ان لوگوں پر اثر کرتے ہیں جو اللہ ﷻ کی یاد سے غافل ہوتے ہیں۔ (سورۃ الزخرف: آیت:۳۶) حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ "شیطان انسان کے دل سے چپکا ہوتا ہے۔ جب وہ اللہ ﷻ کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب بندہ غافل ہوتا ہے تو وہ وسوسے ڈالتا رہتا ہے"۔ (مشکوٰۃ) چنانچہ ہمیں ہمیشہ اللہ ﷻ کو یاد رکھنا چاہیئے ساتھ ہی شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے "تَعَوُّذ" یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم پڑھ کر اللہ ﷻ کی پناہ میں آنا چاہیئے۔ ۲۔ کیونکہ شیطان اور اس کے ساتھی ہمیں نظر نہیں آتے اور چھپ کر حملہ کرتے ہیں۔ **نوٹ:** ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ "شیطان اس طرح جسم میں دوڑتا ہے جیسے خون دوڑتا ہے"۔ (صحیح مسلم، صحیح بخاری) ۳۔ جو ایمان نہیں لاتے۔

COPYRIGHT © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: خالی جگہیں پُر کریں:

(۱) حضرت آدم علیہ السلام پہلے ______ اور ______ تھے۔ (انسان، نبی)

(۲) ابلیس کا معنی ______ ہے اور اس کا اصل نام ______ ہے۔ (مایوس ہونے والا، عزازیل)

(۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ______ سے بنایا ہے اور ان کو ______ لقب دیا گیا۔ (مٹی ، صفی اللہ)

(۴) شیطان نے اللہ تعالیٰ سے ______ کے دن تک کی ______ مانگی۔ (قیامت مہلت)

(۵) اللہ تعالیٰ نے ______ اور ______ کو پیدا فرمانے کے بعد جنت میں رکھا۔ (حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوّا علیہا السلام)

سوال ۲: نیچے دیئے گئے جملوں کے ساتھ بنے ہوئے خانوں میں قصے کی ترتیب کے لحاظ سے نمبر ڈالیئے:

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوّا علیہا السلام کو معاف فرما کر زمین پر بھیج دیا۔

(۷) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہا السلام دونوں کو جنت میں رکھا۔

(۴) شیطان کے سوا سب نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا کہ تُو ذلیل و رسوا ہو کر یہاں سے نکل جا۔

(۸) حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہا السلام دونوں نے بھول کر اس درخت کا پھل کھالیا جس سے اُنہیں منع فرمایا گیا تھا۔

(۵) شیطان نے تکبر کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم بنا کر اس میں روح پھونکی۔

(۹) حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہا السلام نے فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔

سوال ۳: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

(الف)	(ب)
حضرت آدم علیہ السلام پہلے	انسان تھے۔
تمام انبیاء کرام علیہم السلام	تمام چیزوں کے نام سکھائے۔
اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں	جن تھا۔
شیطان	انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو	نبی تھے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION

سوال ۴: آیئے ہم اپنا جائزہ لیں: (**نوٹ:** اس سوال کے کالموں کو اس لئے نہیں بھرا گیا کیونکہ یہ بچوں کا اپنا احتساب ہے)

سوال ۵: مندرجہ ذیل جملوں کے بارے میں بتایئے کہ وہ کس کا قول ہے:

نمبر شمار	جملے	اللہ سبحانہ وتعالیٰ	حضرت آدم علیہ السلام	شیطان
۱	یقیناً ہم نے ہی تمہیں پیدا فرمایا اور ہم نے ہی تمہاری صورتیں بنائیں۔	✓		
۲	اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔		✓	
۳	یقیناً شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔	✓		
۴	مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔			✓
۵	تم اِس درخت کے قریب مت جانا ورنہ ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔	✓		

عملی سرگرمی:

ا۔ لباس کی خصوصیات اور فوائد پر ایک چارٹ بنوانا۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

قصّہ حضرت نوح علیہ السلام

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس قصّہ کا مختصر خلاصہ عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۵۹ سے ۶۴) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۲۵ سے ۲۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۳۰ سے ۳۵) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۳۶ سے ۴۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۶: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۴۱ سے ۴۴) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۷: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۴۵ سے ۴۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۸: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۰۵ سے ۱۱۵) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۹: اس قصّہ کا عربی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۱۶ سے ۱۲۲) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۱۰: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس قصّہ کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ دنیا میں بت پرستی کا آغاز کیسے ہوا؟
۲۔ شرک کی حقیقت کیا ہے؟
۳۔ نبی اور رسول میں فرق کیا ہے؟
۴۔ دعوتِ دین کے معاملے میں موافق اور ناموافق حالات میں کیا رویہ ہونا چاہیئے؟
۵۔ دنیاوی رشتوں کی حقیقت کیا ہے؟
۶۔ دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد نسل انسانی کا سلسلہ کیسے چلا؟

نوٹ: انبیاء کرام علیہم السلام کے ان قصوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تسلّی ہے کہ فقط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی قوم نے قبولِ حق سے منہ نہیں موڑا بلکہ پچھلی اُمتیں بھی اعراض کرتی رہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلانے والوں کا انجام دنیا میں ہلاکت اور آخرت میں عذابِ عظیم ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلانے والے غضبِ الٰہی کے حق دار ٹھہرتے ہیں۔ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرے گا اس کا بھی یہی انجام ہوگا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے ان تذکروں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی زبردست دلیل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّی تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان واقعات کو تفصیلاً بیان فرمانا بالخصوص ایسے ملک میں جہاں اہل کتاب کے علماء بکثرت موجود تھے اور مخالفت پر سرگرم بھی تھے، ذرا ذرا سی بات پر بہت شور مچاتے، وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان واقعات کو بیان فرمانا اور اہل کتاب کا ساکت و حیران رہ جانا واضح دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی برحق ہیں اور پروردگارِ عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر علومِ نبوت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

(سورۃ الاعراف: آیات:۵۹تا۶۴)

آیات	سوال	جواب
59	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا دعوت دی؟ ۲۔ عبادت کسے کہتے ہیں؟ ۳۔ الٰہ کے معنی کیا ہیں؟ ۴۔ اللہ تعالیٰ کون ہے؟ ۵۔ بڑے دن کے عذاب سے کیا مراد ہے؟	ا۔ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی۔ ۲۔ پوری زندگی میں محبت کے جذبے ساتھ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرنا۔ ۳۔ جس سے محبت کی جائے، جسے مالک مانا جائے اور جس کی عبادت کی جائے۔ اس کے لغوی معنی معبود ہیں۔ اصطلاحی معنی ہیں جسے اپنا حقیقی مالک و معبود مان کر محبت کے ساتھ اس کی عبادت کی جائے۔ **نوٹ:** عبادت اور غلامی میں فرق ہے۔ غلامی مجبوراً کی جاتی ہے جب کہ عبادت محبت کے ساتھ کی جاتی ہے۔ ۴۔ حقیقی معبود اور سب کا خالق، مالک اور رازق۔ ۵۔ قوم کی نافرمانی و ناشکری کی وجہ سے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے عذاب کا دن۔
60	ا۔ قوم کے سرداروں نے حضرت نوح علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟ ۲۔ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ سے کیا مراد ہے؟	ا۔ آپ علیہ السلام گم راہی میں ہیں۔ (معاذاللہ) ۲۔ واضح گمراہی، کھلی گمراہی یعنی قوم کے نزدیک حضرت نوح علیہ السلام کی گمراہی اُن کے بتوں کو چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا تھی۔ گویا حضرت نوح علیہ السلام کا قوم کو ان کے آباؤ اجداد کے مشرکانہ طریقوں سے ہٹا کر ایک ہی خدا کی بندگی کی دعوت دینا گم راہ ہونا ہے۔ (معاذاللہ)
61	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے الزام کا کیا جواب دیا؟ ۲۔ رسول کسے کہتے ہیں؟ ۳۔ رسول اور نبی میں کیا فرق ہے؟ ۴۔ رب کسے کہتے ہیں؟	ا۔ آپ علیہ السلام نے ان کے اس الزام کو رد فرمایا اور انہیں اس حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لئے منتخب فرمایا۔ ۳۔ رسول وہ خاص بندے ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کتاب یا شریعت یعنی احکامات عطا فرمائے۔ جب کہ نبی اپنے سے پہلے یا اپنے دور کے رسول کی شریعت کی پیروی کرتے ہیں۔ ہر رسول نبی ہوتے ہیں لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتے۔ ۴۔ ضرورتیں پوری کرنے والا۔ پالنے والا۔ حقیقی رب اللہ تعالیٰ ہے جو تمام مخلوقات کی تمام ضروریات کو پورا فرماتا ہے۔

62	۱۔ رسولوں کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟ ۱۔ رب کے پیغام سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ اصل خیر خواہی کیا ہے؟ ۳۔ وہ کون سی باتیں تھیں جو حضرت نوح علیہ السلام کو معلوم تھیں لیکن اُن کی قوم نہ جانتی تھی؟	۱۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانا۔ ۱۔ ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے کی دعوت۔ ۲۔ لوگوں کو آخرت کے عذاب سے بچانے کی کوشش کرنا اور جنت کی ابدی نعمتوں کے حصول کی تمنا پیدا کرنا۔ **عملی پہلو:** ہمیں بھی یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے اہل و عیال اور دوست احباب تک اللہ تعالیٰ کا پیغام خیر خواہی اور ناصحانہ انداز یعنی نصیحت کے طریقہ سے پہنچائیں۔ انہیں اس بات کا یقین دلائیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری میں ہی ان کی بھلائی اور خیر خواہی یعنی دونوں جہانوں میں کامیابی ہے۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کی وحی یعنی ہدایات اور نافرمانوں کا انجام یعنی دنیا اور آخرت میں عذاب۔
63	۱۔ قوم نے حضرت نوح علیہ السلام پر وحی نازل ہونے پر کیوں تعجب کیا؟ ۲۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو انسانوں ہی میں سے منتخب فرمانے میں کیا حکمت ہے؟ ۳۔ انبیاء کرام کی بعثت کا اور کیا مقصد تھا؟ ۴۔ خبر دار کرنے کا کیا مطلب ہے؟ ۵۔ تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ ۶۔ رحم سے کیا مُراد ہے؟	۱۔ لوگوں نے کہا کہ یہ ہماری طرح کے انسان ہیں۔ اُن کے خیال میں کسی فرشتے کو نبی ہونا چاہیئے تھا۔ ۲۔ تاکہ لوگوں کے لئے بطور مثال پیش کیا جاسکے اور ہم جنس ہونے کی وجہ ان کی اطاعت و فرماں برداری میں آسانی رہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت و کردار تمام بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت یعنی پکی دلیل اور ثبوت بن جائے۔ ۳۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے خبر دار کرنا۔ ۴۔ انجام سے آگاہ کرنا۔ یہاں مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر بُرے انجام سے ڈرانا۔ ۵۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ڈرنا اور اس کی نافرمانی سے بچنا۔ ۶۔ نرمی و شفقت کا رویہ۔
64	۱۔ قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟ ۲۔ جھٹلانے سے کیا مُراد ہے؟ ۳۔ جھٹلانے کی قسمیں کتنی ہیں؟ ۴۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور اہل ایمان کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ ۵۔ حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟ اور اُس کی وجہ کیا تھی؟ ۶۔ قوم نوح علیہ السلام کو اندھا کیوں کہا گیا؟	۱۔ قوم نے انہیں جھٹلایا۔ ۲۔ بات نہ ماننا یعنی ان کی رسالت کا انکار کرنا اور ان کی دعوت توحید کو نہ ماننا۔ ۳۔ i۔ زبان سے انکار (مثلاً نماز کے فرض ہونے کا انکار) ii۔ عمل نہ کرنا (مثلاً نماز کو فرض ماننے کے باوجود ادا نہ کرنا)۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس عذاب سے بچالیا۔ ۵۔ شرک کرنے کی وجہ سے انہیں طوفان کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا۔ ۶۔ کیوں کہ وہ سیدھے راستہ پر چلنے کے لئے تیار ہی نہ تھے، گویا وہ سیدھے راستے کو دیکھنا ہی نہیں چاہتے تھے۔

		عملی پہلو: جب انسان سب کچھ جانتے بوجھتے حق کا انکار کرے اور سیدھی راہ پر چلنے کے لئے تیار نہ ہو تو وہ در حقیقت اندھے پن کا مظاہرہ کر رہا ہوتا ہے۔ یہی اندھا پن گمراہی اور ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ اس لئے ہمیں غور و فکر کرنا چاہیئے کہ کہیں ہمارا طرزِ عمل بھی ایسا تو نہیں۔ **نوٹ:** قرآن حکیم میں دوسری جگہ اسی حقیقت کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے "تو کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں جس سے انہیں وہ دل حاصل ہوتے جو انہیں سمجھ دے سکتے، یا ایسے کان حاصل ہوتے جن سے وہ سن سکتے؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔" (سورۃ الحج، آیت:۴۶) بقول اقبال: دل بینا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

(سورۃ ھود: آیات:۲۵تا۴۹)

آیات	سوال	جواب
25	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو انہی کی قوم میں سے کیوں منتخب فرمایا گیا؟	ا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں قوم ہی میں سے ایک رسول کو منتخب فرمایا تا کہ وہ رسول ان لوگوں کو انہی کی زبان میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا سکے اور رسول کے سیرت و کردار کی بہترین مثال بھی لوگوں کے سامنے رہے۔
	۲۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟	۲۔ انہوں نے قوم سے فرمایا کہ "میں بے شک تمہیں واضح طور پر خبر دار کرنے والا ہوں"۔ یعنی تم میری اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی وجہ سے تم شدید عذاب میں مبتلا ہو جاؤ۔
	۳۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کسی خاص قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے؟	۳۔ ہر رسول کو اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری انسانیت کی طرف اللہ تعالیٰ کا آخری رسول بنا کر بھیجا گیا۔ جیسا کہ سورۂ سبا، آیت:۲۸ میں فرمایا گیا کہ "اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) ہم نے آپ کو پوری انسانیت کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"
26	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو کیا دعوت دی؟	ا۔ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی۔ **عملی پہلو:** تمام انبیاء کرام اپنی اپنی قوموں کو یہی بنیادی دعوت دیتے رہے۔ ہر پیغمبر نے اپنی دعوت کا آغاز اسی نکتہ سے کیا۔ دعوتِ توحید کو قبول نہ کرنے والوں اور شرک پر قائم رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خبر دار کرنا بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت میں شامل تھا۔ اس لئے لوگوں کو کفر و شرک سے بچنے کی دعوت دینا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت پر عمل کرنا ہے۔

	۲۔ کیا حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے سب لوگ ان پر ایمان لے لائے تھے؟ ۳۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو یعنی ایمان نہ لانے والوں کو کس انجام سے خبر دار کیا؟ ۴۔ دردناک دن سے کیا مراد ہے؟	۲۔ نہیں۔ سوائے چند لوگوں کے ان پر کوئی ایمان نہیں لایا۔ اکثریت کفر و شرک پر قائم رہی۔ ۳۔ دردناک دن کے عذاب سے خبر دار کیا۔ ۴۔ یعنی مصیبت کا دن۔ اس سے مراد قیامت کا دن بھی ہے اور وہ دن بھی جب طوفانِ نوح علیہ السلام آیا اور قوم نوح علیہ السلام غرق ہو گئی تھی۔ دونوں صورتوں میں نافرمان قوم کو تباہی و بربادی اور ہلاکت سے خبر دار کرنا مقصود ہے۔
27	ا۔ قوم کو حضرت نوح علیہ السلام پر کیا اعتراضات تھے؟	ا۔ قوم کو حضرت نوح علیہ السلام پر درج ذیل اعتراضات تھے: i۔ وہ ہماری ہی قوم کے ایک فرد ہیں۔ ii۔ اُن پر ایمان لانے والے ہمارے کم تر لوگ ہیں۔ iii۔ آپ (علیہ السلام) کوئی امیر انسان (فضل و کمال والے) نہیں ہیں۔ iv۔ آپ (علیہ السلام) جھوٹے ہیں (معاذ اللہ)۔ یعنی قوم کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ کم تر لوگوں کا ایمان لانا آپ (علیہ السلام) کے کسی فضل و کمال کو ظاہر نہیں کرتا۔ ہاں اگر بڑے حسب و نسب والے، امیر لوگ، سردار اور بڑے بڑے دانشور آپ (علیہ السلام) پر ایمان لاتے تو پھر ہم پر آپ (علیہ السلام) کی فضیلت ہوتی۔ **نوٹ:** ہر پیغمبر کو ان کی قوم کی طرف سے سب سے پہلے ایسے ہی ردِ عمل کا سامنا کرنا پڑا یعنی اکثر و بیشتر ایک ہی جیسے الزامات لگائے گئے مثلاً اہل مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ یہ نبی ہماری طرح کے انسان ہیں۔ نبی تو انسان کے بجائے فرشتہ کو ہونا چاہیئے تھا۔ جس کا جواب یوں کہلوایا گیا کہ ان سے فرمائیں کہ بحیثیت انسان (دنیاوی حاجات کے لحاظ سے) تمہارے جیسا انسان ہوں۔ لیکن مجھ پر اللہ تعالیٰ وحی فرماتا ہے (گویا کہ میں اس کا نامزد نمائندہ ہوں اور اسکا پیغام یہ ہے) کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے۔ (سورۃ الکہف، آیت: ۱۱۰)
28	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے اعتراض کا کیا جواب دیا؟ ۲۔ واضح دلیل پر ہونے سے کیا مراد ہے؟	ا۔ میں واضح دلیل یعنی ہدایت پر ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا ہوں۔ ۲۔ حضرت نوح علیہ السلام اس بات کے ذریعے قوم کو یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی تمہارے درمیان گزاری ہے، میرا کردار، میرا اخلاق اور میرا رویہ، سب کچھ تم اچھی طرح جانتے ہو۔ لہٰذا تم لوگ غور کرو کہ میں ایسی

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

	۳۔ رحمت یعنی نبوت کے دکھائی نہ دینے سے کیا مراد ہے؟ ۴۔ زبردستی ہدایت کے لازم کرنے کا مطلب کیا ہے؟ ۵۔ رسولوں کا اصل کام بات کو پہنچانا ہوتا ہے یا زبردستی منوانا؟	شخصیت کا حامل انسان ہوں کہ میرے اوپر اللہ ﷻ کی رحمت سے وحی آتی ہے جس کی کیفیت اور حقیقت کا ادراک تم لوگ نہیں کر سکتے۔ میں اس کے بارے میں تم لوگوں کو بتا ہی سکتا ہوں، دکھا تو نہیں سکتا۔ ۳۔ نوح علیہ السلام کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میں جو دعوت توحید پیش کر رہا ہوں اس کی گہری جڑیں انسانی فطرت کے اندر موجود ہیں۔ میں اسی فطری دلیل اور قلبی بصیرت پر قائم تھا اس کے بعد اللہ ﷻ نے مجھ پر یہ مہربانی کی کہ منصب نبوت سے سرفراز فرمایا جس کو ہر وہ شخص دیکھ سکتا ہے جس کے پاس بصیرت کی آنکھیں ہوں۔ لیکن جن کی آنکھوں پر ضد، ہٹ دھرمی اور حق کو نہ ماننے کی پٹی پڑی ہو وہ اس نورِ بصیرت کو پانے سے قاصر ہیں۔ انہیں یہ ہدایت یعنی نبوت نظر نہیں آئے گی۔ ۴۔ حضرت نوح علیہ السلام کی مشرک قوم کو ان کے ذریعے بتایا جا رہا ہے کہ کیا آپ علیہ السلام دلیل نبوت کے ساتھ انہیں زبردستی ہدایت کا قائل اور اس رحمت کے سائے میں داخل کریں گے، جب کہ وہ اس سے نفرت کرتے ہیں اور دُور بھاگتے ہیں اور دلائل و شواہد پر وہ غور و فکر کرنا ہی نہیں چاہتے۔ **عملی پہلو:** جانتے بوجھتے حق کو رد کرنے والوں کو زبردستی ہدایت نہیں دی جاتی۔ ۵۔ رسولوں کا اصل کام اللہ ﷻ کا پیغام پہنچا دینا ہے تاکہ لوگ بغیر کسی زبردستی کے دل کی آمادگی کے ساتھ اُسے قبول کریں۔
29	۱۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے دعوتِ توحید کے اجر کے معاملے پر کیا ارشاد فرمایا؟ ۲۔ رسول اپنی دعوت کے عمل پر کس چیز کے طلب گار ہوتے ہیں؟ ۳۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کس بات کا رد فرمایا؟	۱۔ فرمایا کہ میں کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا۔ ۲۔ رسول قوم سے نہ مال مانگتے ہیں نہ اور کچھ۔ وہ صرف اللہ ﷻ سے اجر و ثواب کی اُمید رکھتے ہیں۔ ۳۔ مومنوں کو اپنے سے دور کرنے کا۔ یعنی قوم نوح علیہ السلام کے سرداروں نے معاشرے میں کمزور سمجھے جانے والے اہل ایمان کو حضرت نوح علیہ السلام سے اپنی مجلس یا اپنے قُرب سے دور رکھنے کا مطالبہ کیا جس کو انہوں نے رد فرما دیا۔ **نوٹ:** مکہ کے سرداروں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اس قسم کا مطالبہ کیا تھا، جس پر اللہ ﷻ نے قرآن حکیم کی آیت نازل فرمائیں تھیں "اے پیغمبر ان لوگوں کو اپنے سے دور مت کیجیے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔" (سورۃ الانعام: ۵۲)

	۴۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کس بات کو قوم کی جہالت قرار دیا؟	۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور رسول کے پیروکاروں کو حقیر سمجھنا اور پھر انہیں قربِ نبوت سے دور کرنے کا مطالبہ کرنا، ان کی قوم کی جہالت ہے۔ **عملی پہلو:** انسان کی قدر اور مرتبہ دنیاوی مال و دولت کی بنیاد پر نہیں ہے۔ بلکہ انسان کی عزت و شان کا معیار ایمان و یقین، عمدہ اخلاق اور اوصاف پر مبنی کردار ہوتا ہے۔ اس لئے کسی کا انسانی شرف دنیاوی مال و دولت کے پیمانوں پر ناپنا حماقت و جہالت ہے۔
30	۱۔ غریب اہل ایمان کو اپنے پاس سے ہٹانے کے مطالبہ کا حضرت نوح علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟	۱۔ نوح علیہ السلام نے اِس مطالبہ کو رد کر دیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہمیت ایمان والوں کی ہے مال کی نہیں اور فرمایا کہ اگر انہیں ہٹایا تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے گا۔ **عملی پہلو:** حضرت نوح علیہ السلام کے ارشاد سے ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ داعیِ حق کو غیر مسلموں کو خوش کرنے کے لئے مسلمانوں سے بے تعلقی اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو، اس سے منہ موڑا نہیں جاسکتا۔ کیونکہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی بھی توجہ ہوتی ہے۔
31	۱۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے اعتراضات کا کیا جواب دیا؟	۱۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے اعتراضات کے یہ جوابات دیئے: i۔ اے میری قوم! میں نے یہ کب دعویٰ کیا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا مالک ہوں۔ خزانوں کا مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہے وہ اپنی تقسیم کے مطابق جسے چاہتا ہے عنایت کرتا ہے۔ ii۔ اے میری قوم! میں غیب کو جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ غیب کے معاملات اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔ iii۔ اے قوم! میں فقط اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اس لئے مجھ سے یہ امید رکھنا کہ میں فرشتہ بن جاؤں ایک بشر کے لئے یہ ممکن نہیں اور نہ میں نے فرشتہ ہونے کا کبھی دعویٰ کیا ہے۔ iv۔ اے لوگو! میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ جنہیں تم اپنے سے کم تر سمجھتے ہو اللہ تعالیٰ انہیں کسی خیر سے نہیں نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان اور اخلاص کو جانتا ہے۔ اگر میں تمہارے مطالبہ پر انہیں اپنے آپ سے دور کردوں تو یقیناً میں اس وقت ظالموں میں شمار ہوں گا۔ (معاذ اللہ)
	۲۔ غیب سے کیا مراد ہے؟	۲۔ ایسی حقیقتیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں مگر ان پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ، فرشتے، جنّت، دوزخ، یومِ آخرت وغیرہ۔
	۳۔ فرشتے کون ہیں اور کس چیز سے بنے ہیں؟	۳۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور یہ نور سے بنے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اور اس کے ہر حکم پر عمل کرتے ہیں۔

	۴۔ عام لوگوں کی نگاہ میں دنیا میں عزت وذلت کا معیار کیا ہے؟	۴۔ مال اور شہرت۔ **نوٹ:** اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت کا معیار تقویٰ ہے۔ (سورۃ الحجرات، آیت:۱۳)
32	حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ علیہ السلام کے جوابات پر کیا ردِعمل ظاہر کیا؟ ۲۔ حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کی قوم کے درمیان کیا جھگڑا تھا؟ ۳۔ قوم نے حضرت نوح علیہ السلام سے کیا مطالبہ کیا؟	۱۔ قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کی ناصحانہ اور حکیمانہ دعوتِ توحید کے انداز کو اور آپ علیہ السلام کی مخلصانہ اور طویل ترین جدوجہد کو بحث و تکرار اور ایک جھگڑے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں دی۔ (معاذ اللہ) ۲۔ بتوں کی عبادت کی جائے یا صرف ایک اللہ تعالیٰ کی۔ ۳۔ اگر وہ واقعی اپنی نبوت میں سچے ہیں تو اس عذاب کو لے آئیں جس سے وہ انہیں ڈرا رہے ہیں۔
33	۱۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کی طرف سے عذاب کے مطالبے پر کیا جواب دیا؟ ۲۔ آپ علیہ السلام نے قوم کو کس بات سے متنبہ کیا؟	۱۔ میرا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے۔ عذاب دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ جب تم پر عذاب بھیجنے کا ارادہ فرمائے گا اور اس کی طرف سے عذاب نازل ہوگا تو تم کسی طرح بھی اس کو ٹال یا روک نہیں سکو گے۔
34	۱۔ کون لوگ گمراہ ہوتے ہیں؟	۱۔ جو انبیاء کرام علیہم السلام کی نصیحت کو نہیں مانتے۔ جو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ (سورۃ الصف: آیت ۵)
35	۱۔ یہاں اللہ تعالیٰ کس سے خطاب فرما رہے ہیں؟ ۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرآن کے حوالہ سے کیا الزام لگایا؟	۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جن پر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم نازل فرمایا۔ ۲۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اسے گھڑ لیا ہے۔ (معاذ اللہ)
36	۱۔ حضرت نوح علیہ السلام کو کس بات کا غم تھا؟ ۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کس بات کی خبر دی؟	۱۔ اپنی قوم کے ایمان نہ لانے کا۔ ۲۔ کہ اب مزید کوئی اور ایمان نہیں لائے گا۔
37	۱۔ "ہماری نگاہوں کے سامنے" سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ وحی سے کیا مراد ہے؟ ۳۔ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانا کس نے سکھائی؟ ۴۔ نوح علیہ السلام نے عذاب سے بچنے کے لئے کس پر بھروسہ کیا؟ اللہ تعالیٰ پر یا کشتی پر؟ ۵۔ ظلم سے کیا مراد ہے؟	۱۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اور اس کی مدد کے ساتھ۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام جو فرشتے کے ذریعے انبیاء علیہم السلام تک پہنچایا جاتا تھا۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ نے۔ اسی طرح انسانوں کو تمام علوم اور صلاحیتیں اللہ تعالیٰ ہی نے عطا فرمائی ہیں۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ پر۔ **عملی پہلو:** ہمارا بھروسہ بھی اسباب کے بجائے اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیئے۔ مشکلات میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہیئے۔ لوگوں کے بجائے اللہ تعالیٰ سے امیدیں رکھنی چاہئیں۔ ۵۔ کسی چیز کو اُس کے اصل مقام سے ہٹا دینا مثلاً بتوں کو خدا کہنا یا اللہ تعالیٰ کو عام بادشاہوں کی طرح سمجھنا۔

38	ا۔ سرداروں نے کیوں حضرت نوح علیہ السلام کا مذاق اُڑایا؟ ۲۔ کیا ہمیشہ اہل ایمان کا مذاق اڑایا جاتا رہے گا؟	ا۔ اُن کی کشتی بنانے پر مذاق اُڑایا کہ نہ تو پانی ہے، نہ دریا اور نہ سمندر۔ تو پھر کشتی کہاں چلے گی؟ ۲۔ نہیں بلکہ قیامت کے دن ایمان والوں کا مذاق اڑانے والے خود رسوا ہوں گے اور اہل ایمان ان پر ہنس رہے ہوں گے۔ (سورۃ المطففین، آیت: ۳۴)
39	ا۔ دنیا میں لوگوں پر عذاب کیوں آتا ہے؟	ا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے۔
40	ا۔ قومِ نوح علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا آغاز کیسے ہوا؟ ۲۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں کن چیزوں کو سوار کیا؟ ۳۔ حضرت نوح علیہ السلام پر کتنے لوگ ایمان لائے؟	ا۔ زمین سے پانی اُبلنے لگا اور آسمان سے پانی برسنے لگا۔ ۲۔ i۔ مختلف جانوروں کے جوڑوں کو۔ ii۔ اپنے گھر والوں میں سے ایمان لانے والوں کو۔ iii۔ دیگر اہل ایمان کو۔ ۳۔ بہت کم۔ تقریباً ۷۰ سے ۸۰ افراد۔
41	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا چلنا اور رُکنا کس کے حکم سے تھا؟	ا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ **عملی پہلو:** ہمیں بھی سواری پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سکھائی ہوئی سواری کی مسنون دعا بھی پڑھنی چاہیئے۔ "سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" "پاک ہے وہ ذات جس نے اِس کو ہمارے تابع کر دیا حالاں کہ ہم اِسے قابو میں نہیں لا سکتے تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹ کر جانے والے ہیں۔"
42	ا۔ طوفانِ نوح علیہ السلام کی کیفیت کیا تھی؟ ۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کے کتنے بیٹے تھے؟ ۳۔ حضرت نوح علیہ السلام کے کتنے بیٹے ایمان لانے والے تھے؟ ۴۔ حضرت نوح علیہ السلام کے کتنے بیٹے ایمان نہیں لائے؟ ۵۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کنعان / یام کو کیا نصیحت کی؟	ا۔ اس کی موجیں پہاڑوں جیسی تھیں۔ ۲۔ چار۔ ۳۔ تین بیٹے ایمان والے تھے، یعنی حام، سام اور یافث۔ ۴۔ ایک بیٹا جس کا نام کنعان / یام تھا۔ ۵۔ اے میرے بیٹے! کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ ہو۔
43	ا۔ کنعان / یام نے طوفان سے بچنے کی کیا ترکیب سوچی؟ ۲۔ مصیبت کے وقت بچانے والا کون ہے؟	ا۔ اُس نے کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور وہ مجھے طوفان سے بچا لے گا۔ ۲۔ صرف اللہ تعالیٰ۔ **عملی پہلو:** مصیبت کے وقت اسباب استعمال کئے جائیں لیکن بھروسہ اسباب پر نہیں اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیئے۔ اسباب میں تاثیر اللہ تعالیٰ ہی ڈالتے ہیں۔ مثلاً آگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جلتی ہے اللہ تعالیٰ نہ چاہیں تو نہ جل سکتی اور نہ ہی جلا سکتی ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو ٹھنڈا کر دیا گیا تھا۔ (سورۃ الانبیاء، آیت: ۶۹)

COPYRIGHT © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

44	ا۔ طوفانِ نوح علیہ السلام کیسے ختم ہوا؟ ۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کہاں جاکر ٹھہری؟	ا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو آسمان تھم گیا اور زمین نے پانی نگل لیا اور یوں پانی خشک ہو گیا۔ ۲۔ جُودی پہاڑ پر۔ مشہور ہے کہ یہ پہاڑ ترکی کے علاقہ میں ہے۔
45	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے یام / کنعان کے ڈوبنے پر اللہ تعالیٰ کو کیوں پکارا؟	ا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کو وہ اُن کے گھر والوں کو بچالے گا۔
46	ا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی پکار کا کیا جواب دیا؟ ۲۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ اہمیت ایمان کی ہے یا رشتے ناطے کی؟ ۳۔ کیا کسی نیک آدمی سے تعلق نافرمانوں کو عذاب سے بچا سکتا ہے؟	ا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ آپ علیہ السلام کے گھر والوں میں سے نہیں تھا کیوں کہ اُس کا عمل اچھا نہیں تھا۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ اہمیت ایمان کی ہے۔ چنانچہ ایمان اور نیک اعمال کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ہاں نجات ممکن نہیں۔ **نوٹ:** ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ "جو عمل میں پیچھے رہ گیا اُس کا نسب اُسے (نجات کے معاملہ میں) آگے نہ بڑھا سکے گا"۔ (مسلم) ۳۔ نہیں۔ عذاب سے بچنے اور نجات کے لئے ایمان اور نیک اعمال ضروری ہیں۔ محض کسی نیک آدمی سے تعلق یا رشتہ داری نجات کا باعث نہیں بن سکتی جیسا کہ خود اس واقعہ میں حضرت نوح علیہ السلام کے نافرمان بیٹے کے عذاب میں مبتلا ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔
47	ا۔ خسارے سے بچانے والی چیزیں کیا ہیں؟ ۲۔ ایک بندۂ مومن کو سب سے بڑھ کر کس سے محبت ہونی چاہیئے؟	ا۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت۔ ۲۔ مال، دولت، اولاد اور ہر شے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت ہونی چاہیئے۔ (سورۃ البقرۃ: آیت ۱۶۵)
48	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام اور اہل ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟ ۲۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے متعلق کیا رویہ ہونا چاہیئے؟	ا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت اور فضل سے طوفان سے بچا کر سلامتی اور برکتیں عطا فرمائیں۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر اور ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کرنا چاہیئے۔ نعمتوں کی ناشکری اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق بنا دیتی ہے۔
49	ا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کس سے خطاب فرمایا ہے؟ ۲۔ متّقین کون ہوتے ہیں؟ ۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کی تفصیلات کیسے معلوم ہوئیں؟	ا۔ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ کفارِ مکّہ کی مخالفتوں پر صبر کریں اور بشارت دی جارہی ہے کہ بالآخر عمدہ انجام اور اصل کامیابی متّقین کے لئے ہے۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی نافرمانی سے بچنے والے۔ ۳۔ حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم کو بتایا۔

(سورۃ الشعراء آیات: ۱۰۵ تا ۱۲۲)

جواب	سوال	آیات
ا۔ وہ قوم جن کی طرف نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔ یہ قوم عراق کے علاقہ میں آباد تھی۔	ا۔ قومِ نوح علیہ السلام کون تھی اور کہاں آباد تھی؟	105
ا۔ کیوں کہ وہ انہی کی قوم میں پیدا ہوئے، انہی کی زبان بولنے والے تھے اور ان کے ہم وطن تھے۔	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو اُن کی قوم کا بھائی کیوں کہا گیا؟	106
ا۔ جو اللہ تعالیٰ کے پیغام کو بغیر کسی کمی بیشی کے لوگوں تک پہنچادے۔ **نوٹ:** امانت داری ایک مومن کی لازمی صفت ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ "اس کا کوئی ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں"۔ (بیہقی)	ا۔ امانت دار رسول سے کیا مراد ہے؟	107
ا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور میری فرماں برداری اختیار کرو۔ **نوٹ:** اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت بھی ضروری ہوتی ہے کیوں کہ رسول کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ (سورۃ النساء: آیت: ۸۰) مثلاً نماز اللہ تعالیٰ کا حکم ہے مگر اس کا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کیا تھی؟	108
ا۔ رسول دعوت کا عمل صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسی سے اجر و ثواب کی امید پر کرتے ہیں۔ کوئی دنیاوی مقصد، مال اور شہرت ان کا مقصد نہ ہوتا ہے۔ **عملی پہلو:** ہمیں بھی دوسروں کو اچھائی کی دعوت صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے دینی چاہیئے۔	ا۔ رسول اپنی دعوت کے عمل پر کس چیز کے طلب گار ہوتے ہیں؟	109
ا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بار بار اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے اور اپنی اطاعت کرنے کی دعوت دی۔	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بار بار کیا دعوت دی؟	110
ا۔ وہ بولے کہ یہ ایمان والے تو کم تر اور حقیر لوگ ہیں۔ **نوٹ:** ہر دور میں دین کی مخالفت کرنے والے اسی طرح اہل ایمان کا مذاق اڑاتے ہیں۔	ا۔ کفار نے غریب اہل ایمان پر کیا اعتراض کیا؟	111
ا۔ نوح علیہ السلام نے پہلا جواب یہ دیا کہ مجھے ان کے اعمال کی اصل حقیقت کا کوئی علم نہیں۔ یعنی وہ اخلاص کے ساتھ کام کرتے ہیں یا کسی اور نیت سے۔ **عملی پہلو:** مراد یہ ہے کہ ہم کسی کے ظاہر ہی پر کوئی رائے قائم کرسکتے ہیں، کسی کے باطن کا حال جاننا ہمارے بس میں نہیں۔	ا۔ کفار کے مطالبے کا حضرت نوح علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟	112
ا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے دوسرا جواب یہ دیا کہ لوگوں کے دلوں کا حال اور ان کے اعمال کی اصل حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور وہ لوگوں سے ان کا حساب لے گا۔	ا۔ کفار کے مطالبے کا حضرت نوح علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟	113

114	ا۔ کفار کے مطالبے کا حضرت نوح علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے تیسرا جواب یہ دیا کہ میں ان غریب اہل ایمان کو اپنے سے دور کرنے والا نہیں۔ **عملی پہلو:** ہمیں بھی لوگوں کو مال و دولت کے بجائے ایمان اور نیک اعمال کی بنیاد پر اہمیت دینی چاہیئے۔
115	ا۔ کفار کے مطالبے کا نوح علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے چوتھا جواب یہ دیا کہ میں تو بس ایک رسول ہوں جس کی ذمہ داری صرف واضح طور پر پیغام کو پہنچانے کی ہے۔
116	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اُنہیں کیا دھمکی دی؟	ا۔ رجم یعنی پتھر مار کر ہلاک کرنے کی دھمکی دی۔ (معاذ اللہ)
117	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کیا التجا کی؟	ا۔ جب قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو جھٹلایا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی فریاد رکھی۔
118	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کیا فریاد کی؟	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ ان کے اور نافرمان قوم کے درمیان فیصلہ فرمادیں۔ مزید حضرت نوح علیہ السلام اور اہل ایمان کو ان نافرمانوں سے نجات عطا فرمادیں۔
119	ا۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی فریاد کس طرح قبول فرمائی؟	ا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور اہل ایمان کو ایک کشتی میں سوار کر کے بچالیا۔
120	ا۔ نافرمان قوم کا کیا انجام ہوا؟	ا۔ اللہ تعالیٰ نے نافرمان قوم پر طوفان کا عذاب بھیجا اور انہیں ڈبو کر ہلاک کر دیا۔
121	ا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ کیوں بیان فرمایا؟	ا۔ قرآنِ حکیم میں یہ قصّے ہماری عبرت اور سبق آموزی کے لئے بیان کیئے گئے ہیں۔ ان قصّوں کو اللہ تعالیٰ نے نشانی قرار دیا ہے۔ ان میں نافرمانوں کے بُرے اور اہل ایمان کے عمدہ انجام کا ذکر کیا گیا ہے۔ یوں یہ قصّے ہماری نصیحت اور رہنمائی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ **نوٹ:** اللہ تعالیٰ نے قصہ نوح علیہ السلام کی ایک ایک چیز اور اس دوران ہونے والا ایک واقعہ اور عمل اہل عالم کے لئے عبرت کا سامان بنادیا۔ i۔ سب سے پہلے تو یہ پورا قصہ ہی تمام جہانوں کے لئے نشانی بنایا۔ جو بھی اسے سنے اس سے عبرت حاصل کرے۔ ii۔ اتنی بڑی کشتی تمام جہانوں کے لئے نشانی بنائی کہ پانی میں غرق ہونے سے بچاؤ کا یہ طریقہ ہے۔ چنانچہ اس کے بعد تمام زمانوں میں انسان نے اس کی مانند کشتیاں بنا کر غرق ہونے سے بچنے کا اور سمندر میں سفر کا بندوبست کیا۔ یہ مضمون سورۂ یٰسٓ، آیات: ۴۱ تا ۴۴ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ iii۔ وہ کشتی صدیوں تک جودی پہاڑ کی چوٹی پر موجود رہی اور بعد کی نسلوں

		کو خبر دیتی رہی کہ اس سرزمین میں کبھی ایسا طوفان آیا تھا جس کی بدولت یہ اتنی بڑی کشتی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچی۔ iv۔ اللہ ﷻ نے حضرت نوح علیہ السلام اور کشتی میں سوار لوگوں کو نجات دی اور اس نجات کو کئی لحاظ سے تمام جہانوں کے لئے نشانی بنادیا مثلاً: ا۔ ایک یہ کہ طوفان آنے سے پہلے کشتی تیار ہوگئی۔ ۲۔ دوسرا یہ کہ نوح علیہ السلام نے اپنا اور کشتی میں موجود تمام انسانوں اور جانوروں کی خوراک کا ذخیرہ کرلیا۔ ۳۔ تیسرا یہ کہ خوراک ختم ہونے سے پہلے پہلے پانی زمین میں جذب ہوکر خشک ہو گیا۔ اتنا بڑا سمندر جو پہاڑوں کی بلندی کے برابر گہرا ہو، اتنی مدت میں کبھی خشک نہیں ہوتا، اگر اتنی جلدی پانی جذب نہ ہوتا تو ان میں سے کوئی زندہ باقی نہ رہتا۔ ۴۔ یہ کہ وہ کشتی اتنی مدت تک ہوا کے تھپیڑوں اور خطرناک بحری جانوروں کے حملوں سے بھی محفوظ رہی۔ ان تمام باتوں میں کشتی کا یا کشتی والوں کا کچھ کمال نہ تھا، بلکہ یہ محض اللہ ﷻ کا فضل اور اس کی قدرت سے ہوا کہ اس نے ان تمام چیزوں کا اہتمام فرما کر حضرت نوح علیہ السلام اور کشتی والوں یعنی اہل ایمان کو نجات عطا فرما کر تمام جہانوں کے لئے نشانی بنا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان چاروں مطالب میں کوئی تضاد نہیں، چاروں بیک وقت مراد ہوسکتے ہیں۔
122	ا۔ اس آیت میں اللہ ﷻ کے کون سے دو نام بیان ہوئے؟	ا۔ اللہ ﷻ کا پہلا نام "العزیز" بیان ہوا۔ اس کا مطلب ہے زبردست، مکمل اختیار اور غلبہ رکھنے والا۔ دوسرا نام "الرحیم" بیان ہوا۔ اس کا مطلب ہے ہمیشہ اور مسلسل رحم فرمانے والا۔ **نوٹ:** اس قصہ سے ان ناموں کا ایک ربط یہ ہے کہ اللہ ﷻ اگرچہ غالب ہے اور مکمل اختیار بھی رکھتا ہے مگر نافرمانوں کو فوراً سزا نہیں دیتا بلکہ رحیم ہونے کے ناطے لوگوں کو توبہ اور اصلاح کی مہلت بھی دیتا ہے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH TELEEM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ا: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں۔

(الف)	(ب)
دنیا میں بت پرستی کا آغاز	کافر سوار نہیں ہو سکے۔
اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو	چند لوگ ایمان لائے۔
حضرت نوح علیہ السلام	کشتی بنانے کا حکم دیا۔
حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں	حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے ہوا۔
حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت پر	عراق کے رہنے والے تھے۔

سوال ۲: خالی جگہ پُر کریں۔

(۱) حضرت نوح علیہ السلام پہلے ____ تھے۔ (پہلے رسول)

(۲) حضرت آدم علیہ السلام کے انتقال کے بعد بہت عرصہ تک اُن کی اولاد ____ پر قائم رہی۔ (توحید)

(۳) قوم نوح علیہ السلام نے پانچ نیک بزرگوں کے ____ بنا کر اپنی عبادت گاہوں میں رکھ لیئے۔ (مجسمے)

(۴) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر ____ کی صورت میں عذاب آیا۔ (طوفان)

(۵) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار سب ____ کو محفوظ رکھا۔ (مسلمانوں)

سوال ۳: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیئے۔

ا۔ حضرت نوح علیہ السلام سے متعلق کوئی تین باتیں تحریر کریں۔

i۔ حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول تھے۔

ii۔ حضرت نوح علیہ السلام امانت دار رسول تھے۔

iii۔ حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

iv۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ۹۵۰ سال اپنی قوم کو دین کی دعوت دی۔

v۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم عراق میں آباد تھی۔

vi۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم پر کشتی بنائی۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

vii۔ حضرت نوح علیہ السلام کا نافرمان بیٹا یام طوفان میں ڈوب گیا۔

viii۔ حضرت نوح علیہ السلام کے تین ایمان والے بیٹوں حضرت حام، حضرت سام اور حضرت یافث سے انسانوں کی نسل چلی۔

۲۔ رسول کسے کہتے ہیں؟

رسول وہ خاص بندے ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کتاب یا شریعت یعنی احکامات عطا فرمائے۔

۳۔ شرک کسے کہتے ہیں؟

شرک کہتے ہیں کسی ہستی یا شے کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر دینا۔

۴۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے جن نیک بزرگوں کے بت بنائے تھے ان کے نام لکھیں؟

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے جن نیک بزرگوں کے بت بنائے تھے ان کے نام یہ ہیں وَد، سواع، یغوث، یعوق اور نَسر۔

۵۔ طوفان سے بچ جانے والے لوگوں نے کیا کیا؟

کشتی میں بچ جانے والے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں زندگی گزارنے لگے۔

سوال ۴: مندرجہ ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (×) کا نشان لگائیں۔

نمبر شمار	جملے	صحیح	غلط
۱	حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو صرف رات میں سمجھایا۔		✓
۲	سب سے پہلے دنیا میں بُت پرستی کا آغاز حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے کیا۔		✓
۳	اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں کو عذاب سے بچالیا۔	✓	
۴	قومِ نوح علیہ السلام نے اپنے جن بزرگوں کے بُت بنائے ان کے تین نام بیان ہوئے ہیں۔		✓
۵	حضرت نوح علیہ السلام کے بعد انسانی نسل اُن کے بیٹوں ہی سے چلی اس لئے نوح علیہ السلام کو آدمِ ثانی کہتے ہیں۔	✓	

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CRIMINAL ACTION.

سوال ۵: حضرت نوح علیہ السلام کے قصّہ سے متعلق درج ذیل الفاظ کو نیچے دیئے خانوں میں لکھیے۔

آدمِ ثانی، تین بزرگ، جودی پہاڑ، دو بیٹے، بتوں کی پوجا، ۹۵۰ سال، عراق، دعوتِ دین،
پتھروں کی بارش، یمن، لوگوں کا مذاق اڑانا، پرندوں کے جوڑے، غریب اہلِ ایمان

آدمِ ثانی

غریب اہلِ ایمان — جودی پہاڑ

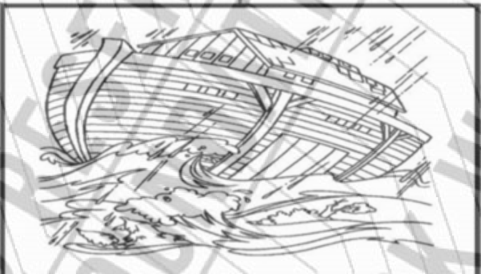

لوگوں کا مذاق اڑانا — بتوں کی پوجا

دعوتِ دین — ۹۵۰ سال

عراق

سوال ۶: آیئے ہم اپنا جائزہ لیں: **(نوٹ: اس سوال کے کالموں کو اس لیئے نہیں بھرا گیا کیونکہ یہ بچوں کا اپنا احتساب ہے)**

عملی سرگرمی:

۱۔ کشتی نوح علیہ السلام سے حاصل ہونے والے کوئی پانچ اسباق ایک چارٹ پر تحریر کرائیں۔

۲۔ دوسروں کو دین کی دعوت دینے کے کوئی تین طریقے لکھوائیں۔

۳۔ کشتی نوح علیہ السلام کی ریسرچ ویڈیو دکھائیں۔ (یہ ویڈیو اس لنک سے ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہے http://playit.pk/watch?v=jyi4xS0AIzY)

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

قصّہ حضرت ہود علیہ السلام

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس قصّہ کا مختصر خلاصہ عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۶۵ سے ۶۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۷۰ سے ۷۲) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۵۰ سے ۵۵) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۵۶ سے ۶۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۶: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۲۳ سے ۱۳۱) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۷: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۳۲ سے ۱۴۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۸: (i) ”علم و عمل کی باتیں“ وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) ”ہم نے کیا سمجھا؟“ طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے ”مشقوں کے جوابات“ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) ”گھریلو سرگرمی“ کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے ”مشقوں کے جوابات“ کے بعد دی گئی ”عملی سرگرمی“ سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس قصّہ کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ قومِ عاد کون تھی؟ ۲۔ کہاں آباد تھی؟

۳۔ قومِ عاد کو اللہ ﷻ نے کیا صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں؟ ۴۔ ہر نبی اور رسول کی بنیادی اور اولین دعوت کیا ہوتی ہے؟

۵۔ قومِ عاد کا رسول کی دعوتِ توحید پر کیا رویہ تھا؟ ۶۔ قوم کے سرداروں کا عموماً رسولوں کی دعوت پر کیا طرزِ عمل رہا ہے؟

۷۔ قوموں پر عذاب بھیجنے کے حوالے سے اللہ ﷻ کا کیا قانون ہے؟ ۸۔ قومِ عاد پر کیا عذاب آیا اور کیوں آیا؟

۹۔ اللہ ﷻ کن لوگوں کو عذاب سے نجات عطا فرماتے ہیں؟ ۱۰۔ قومِ عاد کے انجام میں ہمارے لئے کیا سبق ہے؟

آیت بہ آیت تشریحی نکات

(سورۃ الاعراف، آیات: ٦٥ تا ٧٢)

آیات	سوال	جواب
65	ا۔ قومِ عاد کون تھی؟	ا۔ طوفانِ نوح علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹوں کی اولاد سے قومِ عاد وجود میں آئی۔ قومِ عاد کو عادِ اولیٰ بھی کہتے ہیں۔ یہ عربوں کی ابتدائی نسل کی ایک قوم تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کم از کم دو ہزار سال پہلے یمن کے ریتیلے علاقے حضر موت کے آس پاس آباد تھی۔ یہ لوگ اپنی جسمانی طاقت اور پتھروں کو تراشنے کے ہنر میں مشہور تھے۔ رفتہ رفتہ انہوں نے بت بنا کر ان کی پوجا شروع کر دی اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں مبتلا ہو گئے۔ اس قوم کا اصل مسکن اَحقاف کا علاقہ تھا جو حجاز، یمن اور یمامہ کے درمیان الرَّبع الخالی کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ یہیں سے پھیل کر ان لوگوں نے یمن کے مغربی ساحلوں اور عُمان و حضر موت سے عراق تک اپنی طاقت کا جھنڈا گاڑا تھا۔
	۲۔ قومِ عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو کیوں بھیجا گیا؟	۲۔ کیونکہ رفتہ رفتہ قومِ عاد میں توحید کے بجائے شرک آ گیا۔ چنانچہ اُن کی اصلاح کے لئے اللہ ﷻ نے حضرت ہود علیہ السلام کو اُن کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔
	۳۔ حضرت ہود علیہ السلام کو قومِ عاد کا بھائی کیوں قرار دیا گیا؟	۳۔ کیونکہ وہ قومِ عاد میں ہی پیدا ہوئے اور قومِ عاد ہی کے ایک فرد تھے۔ **نوٹ:** پیغمبر اپنی قوم کے بھائی ہی ہوتے ہیں یعنی وہ قومی اور نسبی اعتبار سے ان کے بھائی ہوتے ہیں، اس کے بعد اگر وہ لوگ ایمان لائیں گے تو پھر دینی اور ایمانی بھائی بھی ہو جائیں گے۔
	۴۔ عموماً رسولوں کو متعلقہ قوم ہی میں سے کیوں منتخب کیا جاتا ہے؟	۴۔ اللہ ﷻ نے ہر دور میں قوم ہی میں سے ایک رسول کو منتخب فرمایا تا کہ وہ رسول ان لوگوں کو انہی کی زبان میں اللہ ﷻ کا پیغام پہنچا سکے اور رسول کی سیرت و کردار کی بہترین مثال بھی لوگوں کے سامنے رہے۔ جیسا کہ سورۂ ابراہیم، آیت: ۴ میں فرمایا "اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا تا کہ وہ ان کے سامنے حق کو اچھی طرح واضح کر سکے۔"
	۵۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا تبلیغ فرمائی؟	۵۔ توحید کی دعوت دی۔ بت پرستی سے منع فرمایا۔ تقویٰ یعنی اللہ ﷻ کی نافرمانی سے بچنے کی تلقین فرمائی۔
66	ا۔ قوم نے حضرت ہود علیہ السلام پر کیا الزامات لگائے؟	ا۔ i۔ بیوقوف ہیں ii۔ جھوٹوں میں سے ہیں۔ (معاذ اللہ)

	۲۔ قوم کے نزدیک حضرت ھود علیہ السلام کی بیوقوفی کیا تھی؟ ۳۔ قوم نے انہیں جھوٹا کیوں کہا؟	۲۔ اپنے آباؤ اجداد کی صدیوں سے ہونے والے بت پرستی کے طریقے کو چھوڑ کر سب برادری سے الگ ہو کر ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دینا۔ کیوں کہ ان کے گمان کے مطابق وہ سب کم عقلی کی بنیاد پر تو بتوں کی پوجا نہیں کر رہے تھے۔ ۳۔ کیوں کہ ان کے نزدیک اتنا بڑا نظام کائنات اکیلا اللہ تعالیٰ چلا نہیں سکتا۔ جیسا کہ دنیا کے بادشاہوں کو سلطنت کے نظام سنبھالنے کے لئے معاونین اور مشیروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے جب ہود علیہ السلام نے انہیں سمجھایا کہ کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی تمہارے سارے کے سارے کام سنوار سکتا ہے اسے کسی معاون کی ضرورت نہیں تو انہوں نے جواب میں کہا کہ دو ہی باتیں ہیں یا تو تم کم عقل ہو جسے یہ موٹی سی بات یعنی دنیاوی قانون سمجھ نہیں آرہا یا پھر (معاذاللہ) تم جھوٹے ہو جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی باتیں منسوب کر رہے ہو۔ **عملی پہلو:** آپ علیہ السلام کی شفقت بھری دعوت کا رد عمل یہ ہوا کہ آپ علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے آپ علیہ السلام کو بے وقوف اور جھوٹا تک کہنا شروع کر دیا لیکن آپ علیہ السلام کے چہرے پر ذرہ برابر ناگواری نہیں آئی۔ حضرت ھود علیہ السلام نے بھی نوح علیہ السلام کی طرح بڑی نرمی اور وضاحت سے اپنی سچائی اور اپنی دعوت کی صداقت کو واضح فرمایا۔ جو لوگ حق و صداقت کی راہ پر شفقت و خلوص کے ساتھ چلتے ہیں ان پر طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں لیکن وہ ان الزامات پر کان دھرنے کے بجائے بڑے حوصلے اور ہمت سے اپنا کام کرتے چلے جاتے ہیں۔
67	ا۔ حضرت ھود علیہ السلام نے قوم کے الزامات کا کیا جواب دیا؟	ا۔ i۔ مجھ میں بے وقوفی کی کوئی بات نہیں۔ ii۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ **عملی پہلو:** اپنے اوپر لگنے والے غلط الزامات کا جواب ضرور دینا چاہیئے اور اصل حقیقت سے دوسروں کو آگاہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو انہوں نے الزام لگایا وہ بالکل صحیح ہے۔
68	ا۔ اس آیت میں حضرت ھود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنی کن ذمہ داریوں کا ذکر کیا؟ ۲۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی امانت داری اور خیر خواہی کا ذکر کیوں فرمایا؟	ا۔ i۔ میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ ii۔ میں تمہارے لئے امانت دار خیر خواہ ہوں۔ ۲۔ حضرت ہود علیہ السلام نے امانت داری کا ذکر فرما کر قوم کو یہ سمجھانا چاہا کہ آج تک وہ ان میں امین رہے ہیں اور ہمیشہ ان کا بھلا ہی چاہتے رہے ہیں تو اب وہ لوگ ایسی بدگمانی کیوں کر رہے ہیں۔ **نوٹ:** اہل علم و کمال کو ضرورت اور موقع کی مناسبت سے اپنے منصب و

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

نمبر	سوال	جواب
		کمال کا اظہار کرنا چاہیئے نیز لوگوں سے گفتگو کرتے وقت سختی کے بجائے شفقت و نرمی، ہمدردی اور حسن اخلاق کے پہلو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ **عملی پہلو:** انبیاء کرام علیہم السلام ہمیشہ سے اُمت کے خیر خواہ بن کر آئے ہیں ان کی دعوت صدق و اخلاص پر مبنی ہوتی ہے۔ انہوں نے پوری امانت داری اور ذمہ داری سے اللہ تعالیٰ کا پیغام بغیر کسی کمی بیشی کے لوگوں تک پہنچایا۔ لہٰذا ان پر الزام تراشی کرنا اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کی عادت رہی ہے۔ ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ہم ان کی تعلیمات پر عمل کریں جو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی حقیقی فلاح کے لئے لائے ہیں۔
69	ا۔ قومِ عاد نے حضرت ھود علیہ السلام کے رسول ہونے پر کیوں تعجب کیا؟ ۲۔ قومِ عاد پر اللہ تعالیٰ نے کیا انعامات فرمائے؟	ا۔ کیونکہ وہ انہی کی قوم کے ایک فرد اور انسان تھے۔ گویا ان کے خیال میں کسی فرشتے کا یا ایسی مخلوق میں سے نبی آنا چاہیئے تھا جو ان سے برتر ہو یا ان جیسی نہ ہو۔ ۲۔ i۔ قومِ نوح علیہ السلام کا جانشین بنایا۔ ii۔ لمبے چوڑے مضبوط جسم والا بنایا۔ **نوٹ:** قومِ نوح علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے قومِ عاد کو دنیاوی طور بڑا عروج عطا فرمایا تھا۔ یہ بڑے قد آور اور مضبوط جسم والے لوگ تھے۔ احادیث کے مطابق ان کے قد سو، اسی اور ساٹھ ہاتھ تک تھے۔ شداد اسی قوم کا بادشاہ تھا جس نے "بہشت ارضی" یعنی دنیاوی جنت بنائی تھی۔ قرآن حکیم میں دوسرے مقام پر اس قوم کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا کہ "کہ ان جیسی قوم کسی بھی ملک میں پیدا نہیں کی گئی۔" (سورۃ الفجر، آیت:۸) اور یہ کہ عذاب کے بعد وہ یوں گرے ہوئے تھے جیسے کھجوروں کے گرے ہوئے تنے۔ (سورۃ الحاقہ، آیت:۷)۔ **عملی پہلو:** اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا تقاضا ہے کہ شکر واحسان کے ساتھ اس کی اطاعت و فرماں برداری کی جائے نہ کہ غرور و تکبر اور طاقت میں آکر انسان سرکشی پر اُتر آئے۔
70	ا۔ قومِ عاد نے صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے کیوں انکار کیا؟ ۲۔ قوم نے حضرت ھود علیہ السلام سے کیا مطالبہ کیا؟	ا۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ اپنے باپ دادا کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بہت سارے بتوں کی عبادت کرتے رہیں۔ **نوٹ:** قومِ عاد کی یہ بات دوسرے مقام پر اس طرح بیان ہوئی ہے: "انہوں نے کہا اے ہود! تم ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لے کر نہیں آئے اور ہم اپنے معبودوں کو تمہارے کہنے سے ہرگز چھوڑنے والے نہیں اور نہ کسی طرح تم پر ایمان لانے والے ہیں۔" (سورۃ ہود، آیت:۵۳) ۲۔ قوم نے کہا جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ لے آؤ۔

		عملی پہلو: جب بھی کسی قوم پر زوال آتا تھا تو ان کے عقائد بگڑ جاتے تھے۔ اللہ ﷻ کے رسول کے بتائے ہوئے سیدھے راستے کو چھوڑ کر وہ قوم بت پرستی اور شرک جیسے جرائم میں مبتلا ہو جاتی تھی۔ ان حالات میں جب بھی کوئی رسول آکر ایسی مجرم قوم کو بت پرستی سے منع کرتا اور انہیں ایک اللہ ﷻ کی بندگی کی تلقین کرتا، تو اپنے ماحول کے مطابق ان کا پہلا جواب یہی ہوتا کہ اپنے سارے خداؤں کو ٹھکرا کر صرف ایک اللہ ﷻ کو کیسے اپنا معبود بنالیں۔ ہمیں بھی اپنے عقائد کی فکر کرنی چاہیئے اس حوالے سے قرآنِ حکیم اور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مطہرہ سے رہنمائی لینی چاہیئے۔
71	۱۔ حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کے مطالبہ پر کیا جواب دیا؟ ۲۔ حضرت ہود علیہ السلام نے بتوں کی کیا حقیقت بیان فرمائی؟ ۳۔ کیا آسمانی کتابوں میں بت پرستی کی کوئی دلیل کبھی نازل کی گئی ہے؟ ۴۔ حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو کس بات کا انتظار کرنے کا کہا؟	۱۔ انہوں نے قوم کو بتایا کہ تمہارے لئے اللہ ﷻ نے عذاب کا فیصلہ فرمادیا ہے۔ **نوٹ:** رجس کے معنی گندگی کے ہیں۔ لیکن یہاں یہ لفظ بدلا ہوا ہے "رِجز" سے جس کے معنی عذاب کے ہیں۔ یا پھر رِجس، یہاں ناراضگی اور غضب کے معنی میں ہے۔ بتانا ان کو یہ مقصود تھا کہ جس گندگی اور ناپاکی سے اللہ ﷻ کا عذاب بھڑکتا ہے اس کا بہت بڑا ڈھیر ان لوگوں نے اپنے اوپر لاد رکھا ہے اور "رجس" کا اتنا بڑا انبار جمع کر لینے کے بعد اب وہ لوگ خدا کے ہولناک اور شدید عذاب کو دور نہ سمجھیں۔ ۲۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اُن بتوں کی محض چند ناموں سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لیئے ہیں۔ **نوٹ:** قوم عاد نے اپنے معبودوں کے نام رکھے ہوئے تھے جن کی حقیقت حضرت ہود علیہ السلام نے واضح فرمائی۔ مثلاً صدا، صمود، ھبا وغیرہ جیسے قوم نوح علیہ السلام کے پانچ بت تھے۔ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر اور جیسے مشرکین عرب کے بتوں کے نام تھے۔ لات، عزّیٰ، مَنات ھُبَل وغیرہ ۳۔ جی نہیں۔ بلکہ ہر آسمانی کتاب اور ہر رسول کی تعلیم میں بت پرستی اور شرک کی نفی اور مذمت کی گئی ہے۔ ۴۔ اللہ ﷻ کے حکم (یعنی عذاب) کا انتظار کرنے کا کہا۔ یعنی دیکھو کب تک اللہ ﷻ تمہیں مہلت دیتا ہے اور کب اللہ ﷻ کی طرف سے عذاب تمہیں ہلاک کر کے تباہ و برباد کرتا ہے۔ **عملی پہلو:** اللہ ﷻ کی طرف سے دی ہوئی زندگی مہلتِ عمل ہے ہمیں اس احساس کے ساتھ اللہ ﷻ کی فرماں برداری میں زندگی گزارنی چاہیئے۔ موت کے ساتھ ہی یہ مہلت ختم ہو جائے گی اور موت کا کوئی مقرر وقت نہیں نہ جانے کب یہ مہلت ختم ہو جائے۔
72	۱۔ قومِ عاد کا کیا انجام ہوا؟	۱۔ حضرت ہود علیہ السلام اور اہلِ ایمان کو اللہ ﷻ نے اپنی رحمت سے نجات عطا

COPYRIGHTS @ RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. ANY UNAUTHORIZED USE OF THIS BOOK WOULD LEAD TO CIVIL & CRIMINAL ACTION.

		فرمائی اور نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب (آندھی) نے ہلاک کر دیا۔ **عملی پہلو:** جب کوئی قوم سرکشی و نافرمانی اور گستاخانہ بے حیائی اور ہٹ دھرمی میں اس حد تک آگے چلی جائے کہ حق سننے کو بھی گوارا نہ کرے تو پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب اور غضب اس قوم کو پہنچ کر ہی رہتا ہے۔

(سورۂ ھود، آیات: ۵۰ تا ۶۰)

آیات	سوال	جواب
50	ا۔ حضرت ھود علیہ السلام کو ان کی قوم کا بھائی کیوں کہا گیا؟ ۲۔ قوم کا بھائی کہنے میں کیا حکمت نظر آتی ہے؟ ۳۔ حضرت ھود علیہ السلام نے قوم کو کیا دعوت دی؟ ۴۔ قوم عاد نے کیا جھوٹ گھڑا تھا؟	ا۔ حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد میں سے تھے اور انہی کے ہم وطن تھے نبی اپنی قوم کے نسلی اور نسبی اعتبار سے بھائی اور ان کے ہم قوم ہوتے ہیں۔ اگر قوم کے لوگ ان پر ایمان لے آئیں تو وہ دینی اور ایمانی اعتبار سے بھی ان کے بھائی ہو جاتے ہیں، ورنہ وہی قومی اور نسبی اخوت رہتی ہے۔ ۲۔ ہر پیغمبر کی بعثت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی سنت بالعموم یہی رہی ہے کہ جس قوم کی طرف کوئی پیغمبر بھیجا گیا وہ انہی میں سے بھیجا گیا۔ تاکہ وہ ان کو انہی کی زبان میں اور انہی کے لب و لہجے اور انداز و اسلوب میں سمجھا سکے۔ اس سے قوم اور نبی کے درمیان کوئی اجنبیت نہیں رہتی بلکہ وہ اس سے مانوس ہوتے ہیں۔ ۳۔ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے یعنی پوری زندگی میں محبت کے جذبے ساتھ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرنے کی دعوت دی۔ ۴۔ ایک اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو معبود بنالیا تھا۔
51	ا۔ حضرت ھود علیہ السلام تبلیغ پر کس سے اجر کی توقع رکھتے تھے؟	ا۔ اللہ تعالیٰ سے، جو سب کا پیدا فرمانے والا ہے جو ساری ضروریات پوری فرمانے والا ہے۔ وہ غنی بھی ہے اور کریم بھی۔ اسے چھوڑ کر محتاج مخلوق کے سامنے کیوں ہاتھ پھیلایا جائے۔ **نوٹ:** قرآن حکیم نے یہ بات تقریباً سب ہی انبیاء کرام علیہم السلام کی زبان سے نقل کی ہے کہ "ہم تم سے اپنی دعوت و محنت کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتے۔" یہ اس لئے تاکہ نصیحت بے لوث اور موثر ہو۔ لوگ ان کی محنت کو دنیاوی غرض نہ سمجھیں۔ لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام کا بے لوث اور بے غرض ہونا ہی ان کی صداقت کی دلیل ہے۔ **عملی پہلو:** اس آیت سے کئی سبق ملتے ہیں: i۔ معلوم ہوا ہے کہ دعوت و تبلیغ کا اگر معاوضہ لیا جائے تو دعوت مؤثر نہیں

COPYRIGHTS © RESERVED WITH ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

		رہتی، اکثر دیکھا گیا ہے کہ وعظ و نصیحت پر اجرت لینے والوں کی بات سامعین پر اثرانداز نہیں ہوتی۔ ii۔ جو شخص بغیر کسی لالچ کے بے غرض ہو کر محض دردمندی اور خیر خواہی سے فلاحِ دارین کی بات کرے اسے دشمن اور بدخواہ سمجھنے کے بجائے اس کی بات کو غور و فکر سے سننا اور سمجھنا چاہیئے۔ iii۔ ہمیں بھی تبلیغ اور ہر نیک کام کرتے ہوئے صرف اللہ ﷻ سے اجر یعنی بہترین بدلہ کی توقع رکھنی چاہیئے۔
52	ا۔ استغفار کا کیا مطلب ہے؟ ۲۔ توبہ کا کیا مفہوم ہے؟ ۳۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو استغفار اور توبہ کرنے کے کیا فوائد بیان کیئے؟	ا۔ اللہ ﷻ سے گناہوں کی بخشش مانگنا تاکہ وہ اپنی رحمت سے ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے۔ ۲۔ پلٹنا اور لوٹنا یعنی گناہوں سے پلٹ آنا اور اللہ ﷻ کی فرماں برداری اختیار کرنا۔ ۳۔ i۔ بارش جو خوشحالی لائے۔ ii۔ اسباب و قوت میں اضافہ۔ **نوٹ:** قوم عاد کو کھیتی باڑی سے بڑی دلچسپی تھی اور زیادہ تر زراعت ہی ان کا ذریعۂ معاش تھا وہ تین سال سے خشک سالی کی مصیبت میں گرفتار تھے اور بارش نہیں ہو رہی تھی۔ اس مصیبت سے چھٹکارے کے لئے حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرنے کی تلقین فرمائی۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد ہوا: "اور اگر واقعی بستیوں والے ایمان لے آتے اور گناہوں سے بچتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین سے بہت سی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے انہیں اس کی وجہ سے پکڑ لیا جو وہ کمایا کرتے تھے۔" (سورۃ الاعراف، آیت:۹۶) **عملی پہلو:** رزق میں خیر و برکت اور خوشحالی استغفار اور توبہ کے دنیاوی فوائد ہیں۔ سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ بندے سے راضی ہو جائیں گے۔
53	ا۔ قومِ عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کو اللہ ﷻ کا رسول نہ ماننے کا کیا بہانہ بنایا؟	ا۔ قوم نے کہا کہ تم کوئی واضح دلیل (معجزہ) نہیں لائے ہو اس لئے ہم بتوں کی عبادت چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ **عملی پہلو:** جو لوگ حق سے منہ موڑ لیتے ہیں اور حق سننا بھی گوارا نہیں کرتے ان کے سامنے جتنے بھی دلائل پیش کیئے جائیں وہ نہ ماننے کی رٹ لگائے رکھتے ہیں اور طرح طرح کے بحث مباحثہ اور کٹ حجتی میں پڑے رہتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہمارے سامنے جب بھی کوئی قرآن و حدیث کی بات آئے تو فضول بحثوں میں پڑنے کے بجائے اس میں اپنی نجات اور خیر کے پہلو تلاش کریں۔

نمبر	سوال	جواب
54	ا۔ قومِ عاد نے حضرت ھود علیہ السلام کی توحید کی دعوت پیش کرنے پر کیا الزام لگایا؟ ۲۔ حضرت ھود علیہ السلام نے کس شے سے اعلانِ بیزاری کا اظہار کیا؟	ا۔ قوم نے کہا کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں کسی بُرائی (یعنی دماغی بیماری) میں مبتلا کر دیا ہے۔ (معاذ اللہ) ۲۔ شرک یعنی بُت پرستی سے۔ **عملی پہلو:** گم راہ اور جاہل لوگوں کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے وہ دعوتِ حق کے جواب میں الزام تراشی اور دھمکی آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں کبھی بھی ان کے اس رویہ سے ہمت ہار کر خوف زدہ نہیں ہونا چاہیئے اور نہ حق بات سے پیچھے ہٹنا چاہیئے۔
55	ا۔ حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس بات کا چیلنج دیا؟ ۲۔ حضرت ہود علیہ السلام نے یہ چیلنج کیوں دیا؟	ا۔ تم سب اور تمہارے بت مل کر جو چالیں چل سکتے ہو میرے خلاف استعمال کرلو۔ **نوٹ:** یہ حضرت ہود علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک زبردست، صاحب قوت وشوکت قوم سے جو آپ علیہ السلام کی جان کی دشمن ہوگئی اس طرح کے کلمات فرمائے اور کوئی خوف نہ کیا اور وہ قوم باوجود انتہائی عداوت اور دشمنی کے آپ علیہ السلام کو ضرر پہنچانے سے عاجز رہی۔ ۲۔ کیوں کہ آپ علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسہ تھا۔ آپ علیہ السلام کا عقیدہ توحید اس قدر پختہ تھا کہ آپ علیہ السلام نے ایمان ویقین اور اعتماد کے ساتھ گم راہ اور کافر قوم کو للکار کر چیلنج دیا کہ تم سب مل کر جو چاہو کرلو۔ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں مجھے یقین ہے کہ تم کچھ نقصان نہیں پہنچاسکتے۔ **عملی پہلو:** i۔ ایمان ویقین کی قوت سے محرومی کی صورت میں انسان ہر چیز سے، یہاں تک کہ فرضی اور وہمی چیزوں سے بھی ڈرتا ہے۔ ii۔ گم راہ لوگ اور ان کے جھوٹے معبود حق وصداقت کی راہ پر چلنے والوں کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ iii۔ ہمارا مکمل بھروسہ اور یقین اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ہونا چاہیئے جس کے حکم کے بغیر کوئی پتہ بھی حرکت نہیں کرسکتا۔ فائدہ اور نقصان پہنچانے والا صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔
56	ا۔ حضرت ھود علیہ السلام نے کس پر بھروسہ کیا؟ ۲۔ پیشانی پکڑنے سے کیا مراد ہے؟	ا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر۔ **عملی پہلو:** ہمیں بھی اپنے معاملات کے حوالہ سے بھروسہ اسباب پر نہیں بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر کرنا چاہیئے۔ ۲۔ یہ ہر زبان میں محاورہ بھی ہے اور ایک حقیقت بھی۔ جب کسی کی طاقت کا اعتراف اور اپنی وفاداری جتلانا مقصود ہو تو آدمی کہتا ہے کہ میرے سر کے بال تیرے ہاتھ میں ہیں۔ میری پیشانی تمہارے سامنے جھکی ہوئی ہے یعنی

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION
SALE OF THIS BOOK WOULD ENTITLE CIVIL & CRIMINAL ACTION

	۳۔ اللہ ﷻ کو کون سا راستہ پسند ہے؟ ۴۔ سیدھا راستہ کیا ہے؟ ۵۔ سیدھے راستے کی دعا ہم کس سورت میں مانگتے ہیں؟	میں تیرا غلام ہوں۔ دوسرا اس کا مطلب ہے کسی کو مغلوب کرنا، قبضہ و قدرت میں کرنا گویا یہ بتانا مقصود ہے کہ ہر شے مکمل طور پر اللہ ﷻ کی قدرت و اختیار میں ہے۔ ۳۔ صراط مستقیم یعنی سیدھا راستہ۔ ۴۔ وہ راستہ جو اللہ ﷻ کی طرف لے جاتا ہے۔ اس سے مراد اللہ ﷻ کے احکامات پر عمل کرنا ہے جس سے انسان اللہ ﷻ کی رضا اور جنت کی نعمتیں حاصل کر سکتا ہے۔ ۵۔ سورۃ الفاتحہ میں۔
57	ا۔ نافرمانی پر حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو کیسے تنبیہ کی؟ ۲۔ ہر شے کی حفاظت کون کرتا ہے؟ ۳۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اللہ ﷻ کی صفت "حفیظ" کا ذکر فرما کر کیا سمجھایا ہے؟	ا۔ فرمایا کہ اللہ ﷻ تم کو عذاب سے ہلاک کر کے کسی اور قوم کو جانشین بنا دے گا۔ ۲۔ اللہ ﷻ۔ ۳۔ حضرت ہود علیہ السلام نے یہاں اللہ ﷻ کی صفت "حَفِیْظ" استعمال کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ کوئی چیز اللہ ﷻ کے علم اور اس کی طاقت سے باہر نہیں بے شک قوم عاد کے لوگ دنیاوی وسائل، افرادی قوت اور جسمانی طاقت کے اعتبار سے ساری دنیا سے بڑھ کر ہیں لیکن اللہ ﷻ کی گرفت کے مقابلے میں ان کا کوئی بس نہیں۔ **عملی پہلو:** i۔ انبیاء کرام علیہم السلام کسی کے گناہوں کے ذمہ دار نہیں ہوتے۔ ii۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا کام اللہ ﷻ کے پیغام پہنچانا ہوتا ہے۔ iii۔ اللہ ﷻ جب چاہتا ہے ایک قوم کی جگہ دوسری قوم لے آتا ہے۔ iv۔ کوئی بھی اللہ ﷻ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ v۔ اللہ ﷻ ہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔ **نوٹ:** "نبی کریم ﷺ فرض نماز کے بعد اکثر یہ کلمات ادا فرمایا کرتے تھے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ" صرف ایک اللہ ﷻ ہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی بادشاہت ہے، وہی تعریف کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! جسے آپ کوئی چیز عنایت فرمائیں اسے کوئی نہیں روک سکتا اور جو آپ روک لیں وہ کوئی دے نہیں سکتا۔ آپ کی کبریائی کے مقابلہ میں کسی بڑے کی بڑائی فائدہ نہیں دے سکتی۔" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

58	۱۔ قومِ عاد کے نافرمانوں کا کیا انجام ہوا؟ ۲۔ قومِ عاد کے فرماں بردار لوگوں کا کیا انجام ہوا؟	۱۔ اللہ تعالیٰ کا شدید عذاب آندھی کی صورت میں آیا جس نے انہیں ہلاک کر دیا۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انہیں عذاب سے بچا لیا۔ **نوٹ:** قرآن حکیم میں دیگر مقامات پر حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد کے لئے بد دعا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قوم پر آنے والے عذاب کا بیان یوں ہوا ہے: i۔ اے میرے رب ان لوگوں نے جو مجھے جھٹلایا ہے تو اس پر میری مدد فرما۔ (سورۃ المومنون، آیت:۳۹) ii۔ اللہ تعالیٰ نے اس (آندھی) کو ان پر مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن مسلّط رکھا۔ (سورۃ الحاقۃ، آیت :۷) iii۔ سخت تیز آندھی، ہوا کا طوفان آیا۔ (سورۃ الاحقاف، آیت: ۲۴) iv۔ آندھی نے انہیں کھجور کے تنوں کی طرح پٹخ پٹخ کر دے مارا۔ (سورۃ الحاقۃ، آیت:۷) v۔ انہیں ریزہ ریزہ کر دیا گیا۔ (سورۃ الذاریات، آیت:۴۱ تا ۴۲) vi۔ دنیا اور آخرت میں ان پر پھٹکار برستی رہے گی۔ (سورۃ حٰم السجدۃ، آیت:۱۶) vii۔ قوم ہود کو نیست و نابود کر دیا گیا۔ (سورۃ الاعراف، آیت: ۷۲) viii۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود (علیہ السلام) اور ایمانداروں کو اس عذاب سے محفوظ رکھا۔ (سورۂ ہود، آیت :۵۸)
59	۱۔ قومِ عاد کے کیا جرائم تھے؟ ۲۔ یہاں کیوں فرمایا گیا کہ "انہوں نے رسولوں کی نافرمانی کی" جبکہ ان کی طرف صرف ایک ہی رسول یعنی ہود علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا؟	۱۔i۔ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرنا۔ ii۔ رسولوں کی نافرمانی کرنا۔ iii۔ سرکش اور مغرور لوگوں کی پیروی کرنا۔ ۲۔ کسی ایک رسول کو جھٹلانا اور اس کی نافرمانی دراصل سب ہی انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلانا اور نافرمانی کرنا ہے کیونکہ ان سب حضرات کی دعوت اور ان کا مشن ایک ہی ہوتا ہے۔ پھر تمام رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ چنانچہ ایک رسول کو جھٹلانا اللہ تعالیٰ کے اختیار کو جھٹلانے کے برابر ہے اور یوں ایک رسول کو جھٹلانا تمام رسولوں کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ **عملی پہلو:** اس قصہ سے یہ واضح ہو گیا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے لائے ہوئے دین حق کو جھٹلانے کا آخری انجام ہلاکت و تباہی ہے۔ ان پر ایمان و یقین اور ان کی اطاعت و اتباع باعثِ نجات اور فوز و فلاح کا ذریعہ ہے۔

COPYRIGHT © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CRIMINAL ACTION.

آیات	سوال	جواب
60	ا۔ قوم عاد کا کیا انجام ہوا؟ ۲۔ لعنت کسے کہتے ہیں؟ ۳۔ دنیا و آخرت میں لعنت سے کیا مراد ہے؟ ۴۔ قوم عاد کے لئے دوری سے کیا مراد ہے؟	ا۔ دنیا اور آخرت میں ان کے پیچھے لعنت لگادی گئی۔ ۲۔ لعنت کا معنی ناراض ہو کر دور کر دینا ہے۔ یہ رحمت کی ضد ہے یعنی اللہ ﷻ کی رحمت سے دور ہو جانا۔ **نوٹ:** اللہ ﷻ کی لعنت سے مراد آخرت میں عذاب اور دنیا میں رحمت اور توفیق سے محروم کر دینا ہے اور انسان کی طرف سے لعنت کا مطلب ہے کسی کے لئے دنیا اور آخرت میں رحمت سے محرومی کی بد دعا کرنا۔ ۳۔ دنیا میں ان کا ذکر ملامت و بیزاری کے ساتھ ہو گا اور آخرت میں شدید عذاب دیا جائے گا، یعنی دنیا میں آنے والا ہر پیغمبر اور مومن ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کرتا رہے گا اور آخرت میں وہ سب کے سامنے رسوا اور عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ ۴۔ قوم عاد رحمت سے دور کر کے دنیا میں بھی عبرت ناک انداز سے ہلاک کی گئی اور آخرت میں بھی ان کے لئے لعنت اور دائمی عذاب ہے۔

(سورۃ الشعراء آیات: ۱۲۳ تا ۱۴۰)

آیات	سوال	جواب
123	ا۔ قوم عاد نے کسے جھٹلایا؟ ۲۔ ان کو قوم عاد کیوں کہا جاتا ہے؟ ۳۔ قرآنِ حکیم میں قوم عاد کے متعلق چند نمایاں باتیں کیا بیان ہوئی ہیں؟	ا۔ رسولوں یعنی حضرت ہود علیہ السلام کو۔ گویا ان کو جھٹلانا سب رسولوں کو جھٹلانا ہے کیونکہ تمام رسولوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات ایک ہی تھیں۔ ۲۔ عاد ایک قبیلے کا نام تھا جو ان کے جد اعلیٰ (یعنی قوم کا وہ فرد جس سے پھر ان کا نسب چلا) کے نام پر تھا، اسی وجہ سے اس قبیلے اور قوم کا نام "قوم عاد" پڑ گیا۔ ۳۔ قرآن حکیم میں اس قوم کے متعلق کچھ باتیں مختلف مقامات پر یوں بیان کی گئی ہیں: i۔ قوم نوح علیہ السلام کی تباہی کے بعد اس قوم کو عروج عطا ہوا۔ (اعراف: ۶۹) ii۔ جسمانی لحاظ سے یہ لوگ بڑے تنومند اور زور آور تھے۔ (اعراف: ۶۹) iii۔ اس قوم جیسی کوئی قوم پیدا نہیں کی گئی۔ (فجر: ۸) iv۔ وہ نہایت ترقی یافتہ تھے، اونچے اونچے ستونوں والی بلند و بالا عمارتیں بنانے کی وجہ سے ان کی شہرت ہی "ستونوں والے" کے نام سے تھی۔ (فجر: ۶، ۷) v۔ مادی ترقی اور جسمانی قوت کی وجہ سے وہ سخت متکبر تھے اور کسی کو اپنے سے طاقتور نہیں مانتے تھے۔ (حٰم السجدہ: ۱۵) vi۔ ان کا سیاسی نظام بڑے بڑے سرکش ظالم و جابر لوگوں کے ہاتھ میں

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

		تھا۔(ہود:۵۹) vii۔ مذہبی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے منکر نہیں تھے بلکہ مشرک تھے، ایک اللہ کو معبود ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔(اعراف:۷۰)۔
	۴۔ جھٹلانے سے کیا مراد ہے؟	۴۔ جھٹلانے سے مراد ہے بات نہ ماننا۔ اس کی دو قسمیں ہیں: i۔ زبان سے انکار (مثلاً نماز کے فرض ہونے کا انکار) ii۔ عمل نہ کرنا (مثلاً نماز کو فرض ماننے کے باوجود ادا نہ کرنا)
124	ا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے قومِ عاد کو کس بات کی نصیحت کی؟ ۲۔ تقویٰ سے کیا مراد ہے؟ ۳۔ حضرت ہود علیہ السلام کو قومِ عاد کا بھائی کیوں کہا گیا؟	ا۔ تقویٰ یعنی پرہیز گاری اختیار کرنے کی۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا، اس کی نافرمانی سے بچنا اور اس کے احکامات پر عمل کرنا ۳۔ آپ علیہ السلام کی اخوت یعنی بھائی ہونے کا ذکر اس لئے کیا گیا تا کہ ان لوگوں پر آپ علیہ السلام کا اخلاص اور خیر خواہی چاہنا واضح ہو جائے۔ یہاں قومی و نسبی بھائی مراد ہے نہ کہ دینی بھائی۔
125	ا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو اپنے بارے میں کیا بتایا؟ ۲۔ امانت دار رسول سے کیا مراد ہے؟ ۳۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی امانت داری کا ذکر کیوں فرمایا؟	ا۔ یہی کہ وہ ایک امانت دار رسول ہیں۔ ۲۔ جو اللہ تعالیٰ کے پیغام کو بغیر کسی کمی بیشی کے لوگوں تک پہنچا دے۔ ۳۔ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ توحید کا آغاز فرمایا تو اپنی سابقہ حیات کو بطورِ دلیل و گواہ پیش فرمایا کہ "یقیناً میں نے تم میں اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ گزارا ہے کیا تم سمجھتے نہیں؟" (سورۂ یونس، آیت:۱۶) اسی طرح حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اپنی صداقت و امانت کے لئے اپنی گذشتہ زندگی کو بطور گواہ پیش کیا کہ اے قوم! تم خود میری اخلاقی برتری اور دیانت کو تسلیم کرتے آرہے ہو، میں حسب سابق آج بھی تم سے سچی بات کہہ رہا ہوں اور تمہاری بھلائی ہی میرے پیش نظر ہے۔ **عملی پہلو:** امانت داری ایک مومن کی لازمی صفت ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں منافق کی ایک علامت یہ بیان کی گئی کہ جب بھی اس کے پاس امانت رکھوائی جاتی ہے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)
126	ا۔ حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کیا تھی؟	ا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور میری فرماں برداری کرو۔ **عملی پہلو:** اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت بھی ضروری ہوتی ہے۔ کیوں کہ رسول کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ (سورۃ النساء: آیت ۸۰)۔ مثلاً نماز اللہ تعالیٰ کا حکم ہے مگر اس کا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔
127	ا۔ رسول اپنی دعوت کے عمل پر کس چیز کے طلب گار ہوتے ہیں؟	ا۔ رسول دعوت کا عمل صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسی سے اجر و ثواب کی امید پر کرتے ہیں۔ کوئی دنیاوی مقصد، مال اور شہرت ان کا مقصد نہیں ہوتا۔

		عملی پہلو: ہمیں بھی دوسروں کو اچھائی کی دعوت صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے دینی چاہیئے۔ دین و حق کی دعوت دینے والوں کے لئے یہ ایک اہم اور بنیادی تعلیم ہے کہ وہ اپنی دعوت و تبلیغ کے کام پر کسی دنیاوی مفاد کی طمع، لالچ اور غرض نہ رکھیں۔ اس طرح ایک تو ان کا اجر و ثواب محفوظ رہے گا اور دوسرے اس سے دنیاوی مشکلات ان کے لئے حوصلہ شکنی کا باعث نہیں بنیں گی۔ تیسرے اس طرح انہیں لوگوں کے درمیان ایک خاص عزت و عظمت بھی نصیب ہو گی۔
128	ا۔ حضرت ھود علیہ السلام نے قومِ عاد کو کس بات پر توجہ دلائی؟	ا۔ بلا ضرورت عمارتیں بنانا۔ اس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری اور وسائل ضائع ہوتے ہیں۔ **عملی پہلو:** معلوم ہوا کہ ضرورت و مقصد کے تحت عمارت بنانا مذموم و ممنوع نہیں البتہ بغیر کسی مقصد اور ضرورت کے اور یونہی فخر و ریاکاری اور نمود و نمائش کے لئے ایسے ہی عمارتیں بناتے چلے جانا بلاشبہ تباہی اور ہلاکت کا راستہ ہے۔ اس سے ایک طرف تو مال اور وقت دونوں کا ضیاع ہے اور دوسری طرف اس سے آخرت کی تیاری کے اصل مقصد سے غفلت پیدا ہوتی ہے جو کہ خرابیوں اور فسادات کی بنیادی جڑ ہے۔
129	ا۔ حضرت ھود علیہ السلام نے قومِ عاد کو کس بات پر توجہ دلائی؟	ا۔ ان کا اس ارادے سے مکانات اور محلات بنانا کہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ **نوٹ:** نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو شخص ضرورت سے زیادہ عمارت بنائے گا تو وہ قیامت کے دن اس پر وبال ہو گی۔" (بیہقی) دوسری حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت کا ایک فتنہ ہوتا ہے میری امت کا فتنہ مال ہے۔ (ترمذی) **عملی پہلو:** دنیا کی زندگی کو ترجیح دینے اور اسی کو سب کچھ سمجھنے کی بات اس لئے بُری ہے کہ دنیا ایک عارضی ٹھکانا ہے اور اصل زندگی آخرت کی ہے۔ جیسا قرآنِ حکیم کی بہت آیات اور احادیث میں دنیا کے عارضی اور کمتر ہونے اور آخرت کے اعلیٰ اور ہمیشہ باقی رہنے کے بارے میں بتایا گیا ہے۔
130	ا۔ حضرت ھود علیہ السلام نے قومِ عاد کو کس بات پر تنبیہ فرمائی؟	ا۔ وہ لوگ کمزوروں پر ظلم و زیادتی کے ساتھ چڑھائی کرتے تھے۔ حضرت ھود علیہ السلام نے اس بات سے ان کو روکا۔ یعنی ایک طرف تو تمہارا حال یہ ہے کہ ان نام و نمود کی عمارتوں پر پانی کی طرح پیسہ بہاتے ہو، اور دوسری طرف غریبوں کے ساتھ تمہارا رویہ انتہائی ظالمانہ ہے کہ ذرا سی بات پر کسی کی پکڑ کر لی تو اس کی جان عذاب میں آ گئی۔ **عملی پہلو:** حضرت ہود علیہ السلام کی یہ باتیں نقل کر کے قرآن حکیم نے ہم سب کو توجہ دلائی ہے کہ کہیں ہمارا طرزِ عمل بھی اس زمرے میں تو نہیں

		آتا کہ بس دنیا کی شان و شوکت ہی کو سب کچھ سمجھ کر آخرت سے غافل ہوں، اور دولت مندی کے نشے میں غریبوں کو اپنے ظلم و ستم کی چکی میں پیس رکھا ہو۔ ہمیں بھی اپنے سے کم زور اور ماتحت لوگوں سے ظلم و زیادتی کے بجائے شفقت و رحم سے پیش آنا چاہیئے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے کسی ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے تو اللہ (ﷻ) اس کی ضرورت پوری فرمائے گا اور جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی سے کوئی مصیبت دور کرے گا تو قیامت کے دن اللہ (ﷻ) اس کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور فرمائے گا اور جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ (ﷻ) قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (صحیح بخاری، مسلم)
131	ا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی دعوت کے خلاصہ کے طور پر قوم سے کیا فرمایا؟ ۲۔ رسول اپنی ذاتی اطاعت کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں؟	ا۔ اللہ ﷻ سے ڈرنے اور اپنی اطاعت کرنے کی دعوت دی۔ ۲۔i۔ رسول کی اطاعت ہی اللہ ﷻ کی اطاعت ہے۔ (سورۃ النساء: آیت: ۸۰) ii۔ رسول اللہ ﷻ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ iii۔ اصلاً اطاعت اللہ ﷻ کی جبکہ عملاً اطاعت رسول کی جاتی ہے۔ جیسا کہ نماز آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اللہ ﷻ کے لئے پڑھی جاتی ہے۔
132	ا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو اللہ ﷻ کی کس قسم کی مدد یاد دلائی؟	ا۔ اُن نعمتوں کے ذریعے مدد فرمانے کی یاد دلائی جن سے وہ لوگ خوب واقف تھے۔ یعنی اولاد، مال و اسباب، خوشحالی، وسیع سبز و شاداب خطۂ زمین جیسی عظیم نعمتیں بخشیں جنہیں یہ خوب جانتے تھے کہ یہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہیں۔
133	ا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو اللہ ﷻ کی کن نعمتوں کو یاد دلایا؟	ا۔ مویشیوں اور بیٹوں جیسی نعمتیں جو اللہ ﷻ نے انہیں عطا فرمائیں۔
134	ا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو اللہ ﷻ کی اور کن نعمتوں کو یاد دلایا؟	ا۔ باغات اور چشمے جو قوموں کی خوشحالی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ **عملی پہلو:** ہمیں لوگوں کے مال و اسباب کو دیکھ کر اپنی کسی دنیاوی کمی پر افسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمارا طرزِ عمل اس حدیث کے مطابق ہونا چاہیئے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں ہوں گی اللہ (ﷻ) اسے صابر و شاکر لکھ دے گا اور جس میں نہیں ہوں گی اسے صابر شاکر نہیں لکھے گا۔ ایک یہ کہ دین کے معاملات میں اپنے سے بہتر کو دیکھے اور اس کی پیروی کرنے کی کوشش کرے دوسرے یہ کہ دنیاوی معاملات میں اپنے سے کمتر کی طرف دیکھے اور اللہ (ﷻ) کا شکر ادا کرے کہ اس نے اسے اس پر فضیلت دی ہے۔ ایسے شخص کو اللہ (ﷻ) شاکر اور صابر لکھ دیتے ہیں۔ (ترمذی)

135	ا۔ حضرت ھود علیہ السلام کو کیسے پتہ چلا کہ قوم عاد پر بڑا عذاب آنے والا ہے؟ ۲۔ دعوتِ دین کے دو انداز کیا ہیں؟	ا۔ کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اور انہیں معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ نافرمان قوموں پر ناراض ہو کر عذاب بھیجتا ہے۔ **عملی پہلو:** اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر نہ کرنا اور نافرمانی و سرکشی پر ڈٹے رہنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا سخت اور عبرت ناک عذاب آکر ہی رہتا ہے جیسا کہ سابقہ قوموں کا انجام ہمارے سامنے ہیں۔ ۲۔i۔ انذار یعنی نافرمانی پر عذاب سے ڈرانا۔ ii۔ تبشیر یعنی فرمانبرداری پر انعامات کی خوش خبری دینا۔ **نوٹ:** تمام رسولوں کی یہ بنیادی ذمہ داری تھی کہ وہ لوگوں کو عذاب سے ڈرانے والے اور جنت کی خوشخبری دینے والے تھے۔ (سورۃ النساء، آیت:۱۶۵)
136	ا۔ حضرت ھود علیہ السلام کی دعوت پر قوم کا کیا جواب تھا؟ ۲۔ وعظ و نصیحت میں کیا فرق ہے؟	ا۔ تمہارا سمجھانا یا نہ سمجھانا ہمارے لئے برابر ہے یعنی ہم تمہاری بات ماننے والے نہیں ہیں۔ **عملی پہلو:** جب کوئی قوم کفر و شرک اور گم راہی میں اس قدر آگے بڑھ کر آخری حدود تک پہنچ جاتی ہے تو پھر حق بات سننا بھی گوارا نہیں کرتی۔ کسی بھی قوم کی تباہی و بربادی کی یہی بڑی وجہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ اپنے سچے مصلح کو بھی نہیں پہچانتے بلکہ اُلٹا اس کی نصیحت آموز باتوں کا مذاق اُڑاتے ہیں اور اپنے قول و فعل سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ ان کی باتوں سے کچھ اثر لینے والے نہیں۔ مشرکین مکہ کے لئے درسِ عبرت ہے کہ اگر وہ بھی اپنے کفر پر ڈٹے رہے اور نبی آخر الزماں کو جھٹلاتے رہے، تو کہیں ان کا انجام بھی قوم عاد جیسا نہ ہو۔ ۲۔i۔ نصیحت: کسی کی بھلائی کی خاطر تاکید سے کوئی بات کہنا۔ ii۔ وعظ: ایسی بات جو دلوں میں نرمی پیدا کر دے۔
137	ا۔ حضرت ھود علیہ السلام کی دعوت پر قوم کا کیا جواب تھا؟ ۲۔ خُلُق سے کیا مراد ہے؟	ا۔ یہ تو پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا طریقہ ہے یعنی ہم ان سے اثر لینے والے نہیں ہیں۔ ۲۔ خُلُق کے معنی اخلاق، عادات اور طریقے کے ہیں۔ **نوٹ:** امام بخاری نے خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ میں خلق سے دین مراد لیا ہے۔ (بخاری) اس لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ تو پرانے لوگوں کا مذہب ہے۔ پرانے لوگ ایسی باتیں کیا کرتے تھے۔ موجودہ دور میں ایسے لوگوں کے لئے بنیاد پرست (Fundamentalist) کی اصطلاحی وضع کی گئی ہے، یعنی وہ لوگ جو اپنے عقیدہ و عمل میں اپنے نبی ﷺ کی تعلیم پر سختی سے

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ... FOUNDATION. ... THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

		عمل پیرا ہوں اور نئی روشنی یا نئی تہذیب کو پرانی جہالت سمجھتے ہوں۔
138	ا۔ حضرت ھود علیہ السلام کی دعوت پر قوم نے مزید کیا جواب دیا؟	ا۔ ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا یعنی ہمیں اپنے شرک پر اللہ ﷻ کے عذاب کا کوئی خوف نہیں ہے۔
139	ا۔ قومِ عاد کا انجام کیا اور کیوں ہوا؟ ۲۔ قومِ عاد پر کیا عذاب آیا؟ ۳۔ یہاں آیت (نشانی) سے کیا مراد ہے؟ ۴۔ قومِ عاد کی اکثریت کا حال کیا رہا؟ ۵۔ مومن سے کیا مراد ہے؟	ا۔ حضرت ھود علیہ السلام کو جھٹلانے پر ہلاک کیئے گئے۔ ۲۔ تیز آندھی جو ۷ رات اور ۸ دن چلی جس نے نافرمانوں کو ہلاک کر دیا۔ (سورۃ الحاقہ، آیت: ۷) ۳۔ عبرت کی نشانی بعد میں آنے والوں کے لئے۔ ۴۔ ان کی اکثریت ایمان نہیں لائی۔ ۵۔ جو رسول کی تعلیمات پر ایمان لائے اور ان پر عمل بھی کرے۔
140	ا۔ اِس آیت میں اللہ ﷻ کی کون سی صفات بیان ہوئیں ہیں؟ ۲۔ اللہ ﷻ کی صفت العزیز کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ ۳۔ اللہ ﷻ کی صفت الرّحیم کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟	ا۔ دو صفات یعنی العزیز اور الرّحیم۔ ۲۔ اللہ ﷻ کے نافرمان بندوں سے کہ اللہ ﷻ ان پر غالب ہے اور وہ اللہ ﷻ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ ۳۔ اللہ ﷻ کے فرماں بردار بندوں سے کہ وہی اللہ ﷻ کی مستقل رحمت کے مستحق ہیں۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) حضرت ہود علیہ السلام ______ کے بیٹے ______ کی نسل سے تھے۔ (حضرت نوح علیہ السلام، حضرت سام)

(۲) قومِ عاد کے سرداروں نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا تم ______ ہو ہم تمہیں ______ نہیں مانتے۔ (نادان، رسول)

(۳) قومِ عاد پر ______ کی صورت میں ______ آیا۔ (بادل، عذاب)

(۴) اللہ تعالیٰ کے عذاب کی آندھی ______ دنوں اور ______ راتوں تک مسلسل چلتی رہی۔ (آٹھ، سات)

(۵) آندھی نے ______ کو اٹھا کر ایسے پھینک دیا جیسے ______ ہوں۔ (قومِ عاد، کھوکھلے تنے)

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں کوئی تین باتیں تحریر کریں۔

i۔ حضرت ہود علیہ السلام کو قومِ عاد کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔

ii۔ حضرت ہود علیہ السلام قومِ عاد ہی میں سے تھے۔

iii۔ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم اَحقاف میں آباد تھی۔

iv۔ حضرت ہود علیہ السلام امانت دار رسول تھے۔

v۔ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کو قومِ اِرَم بھی کہا جاتا ہے۔

۲- قومِ عاد کو قومِ ارم کیوں کہا جاتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انہیں لمبے چوڑے جسم دیئے، بہت مال اور اولاد دی۔ وہ لمبے لمبے ستونوں والے محل بناتے تھے جس کی وجہ سے انہیں "قومِ اِرَم" بھی کہا جاتا ہے۔

۳- حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا دعوت دی اور کس بات سے منع فرمایا؟

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی۔ آپ علیہ السلام نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے منع فرمایا۔

۴- قوم کے سرداروں نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟

قوم کے سرداروں نے (معاذاللہ) حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ "تم نادان ہو اور ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کا رسول نہیں مانتے"۔

۵- عذاب سے بچ جانے والے اہلِ ایمان کہاں آباد ہوئے؟

عذاب سے بچ جانے والے لوگ مدین اور شام کے درمیانی علاقے میں جا کر آباد ہوئے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK IS CONTROLLED ENTAILING CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سوال ۳: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

(الف)	(ب)
حضرت ہود علیہ السلام کو	نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد آئی۔
قومِ عاد	شرک تھا۔
اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سب اہلِ ایمان کو	اَحقاف تھا۔
قومِ عاد کا جرم	قومِ عاد کی طرف بھیجا گیا۔
قومِ عاد کا علاقہ	عذاب سے بچا لیا۔

سوال ۴: مندرجہ ذیل جملوں کے بارے میں بتائیے کہ وہ کس کا قول ہے۔

نمبر شمار	جملے	اللہ تعالیٰ کا	ہود علیہ السلام کا	قوم کا
۱	میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں۔		✓	
۲	ہم سے بڑھ کر قوّت و طاقت میں کون ہے؟			✓
۳	اور ہم نے اُنہیں شدید عذاب سے نجات عطا فرمائی۔	✓		
۴	پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔		✓	
۵	تمہیں ہمارے معبودوں میں سے کسی نے (دماغی) خرابی میں مبتلا کر دیا ہے۔			✓

سوال:۵ آیئے ہم اپنا جائزہ لیں: (نوٹ: اس سوال کے کالموں کو اس لیئے نہیں بھرا گیا کیونکہ یہ بچوں کا اپنا احتساب ہے)

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سوال ۶: حضرت ھود علیہ السلام کے قصہ سے متعلق درج ذیل الفاظ نیچے دیئے گئے خانوں میں لکھیے۔

حضرت سام کی نسل، پانچ دن اور سات راتیں، احقاف، استغفار کا حکم، لمبے چوڑے جسم، اولاد کی کثرت، بادل کو دیکھ کر رونا، قومِ ارم، بتوں کی پوجا، چھوٹے قد کے لوگ، قوم کا مذاق اُڑانا، عراق میں آباد ہونا

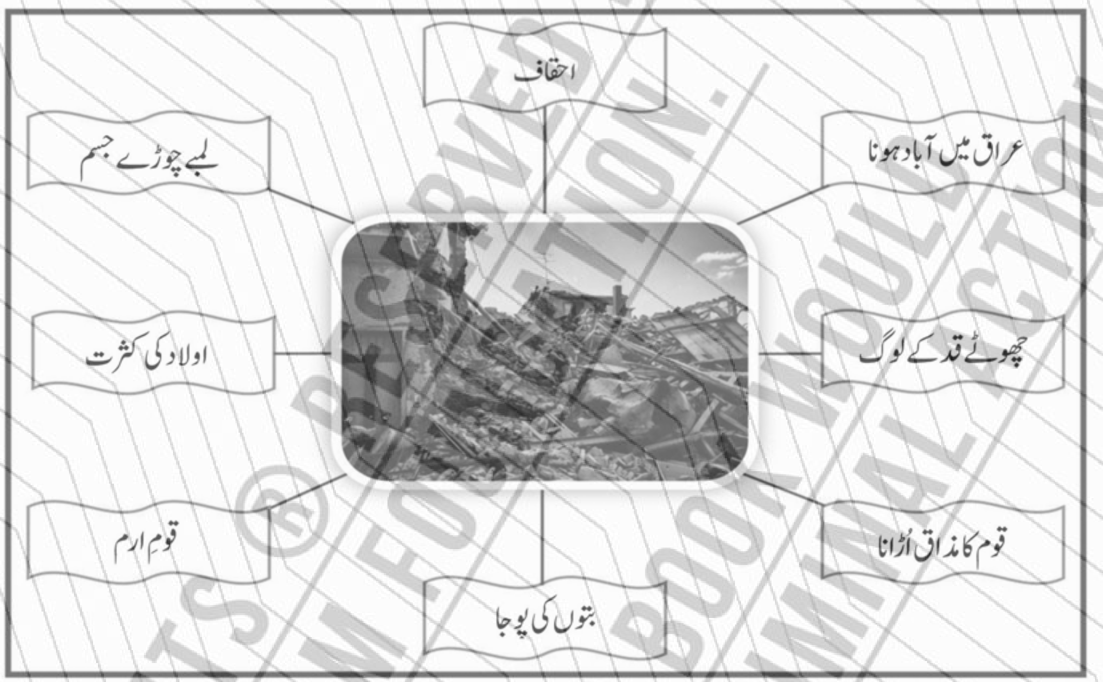

عملی سرگرمی:

۱۔ اس قصے میں دی گئی سورتوں کے علاوہ کوئی اور مقام تلاش کریں جہاں قوم عاد کو قوم ارم سے مخاطب کیا گیا ہے۔

۲۔ صحت مند جسم، مال، اولاد اور گھر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ ہم ان نعمتوں کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیا کیا استعمال کر سکتے ہیں؟ نعمتوں اور ان کے استعمالات پر مبنی الگ الگ فہرست بنائیے۔

۳۔ قصہ حضرت ہود علیہ السلام کے لیئے دی گئی سورتوں کی آیات کو سامنے رکھتے ہوئے مشترک باتوں کو حوالہ جات کے ساتھ لکھیں۔ مثلاً

مشترک بات	سورت	آیت
امانت داری	الاعراف الشعراء	۶۸ ۱۲۵

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

قصّہ حضرت صالح علیہ السلام

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس قصہ کا مختصر خلاصہ عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۷۳ سے ۷۴) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: اس قصہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۷۵ سے ۷۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۶۱ سے ۶۳) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۶۴ سے ۶۸) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۶: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۴۱ سے ۱۵۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۷: اس قصّہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۵۱ سے ۱۵۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۸: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس قصّہ کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ قومِ ثمود کون تھی؟

۲۔ قومِ ثمود کہاں آباد تھی؟

۳۔ قومِ ثمود کو اللہ ﷻ نے کیا صلاحیتیں اور نعمتیں عطا فرمائیں؟

۴۔ قومِ ثمود کا جرم اور حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کیا تھی؟

۵۔ قومِ ثمود نے اللہ ﷻ کے دیئے ہوئے معجزے کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

۶۔ قومِ ثمود کے کیا انجام ہوا؟

۷۔ قومِ ثمود کے انجام میں ہمارے لئے کیا سبق ہے؟

۸۔ معاشرتی بُرائیوں پر ہمارا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیئے؟

۹۔ اللہ ﷻ کی دی ہوئی صلاحیتیں کہاں استعمال ہونی چاہییں

۱۰۔ حق کا مذاق اُڑانے والوں کے ساتھ کیا طرزِ عمل ہونا چاہیئے؟

۱۱۔ دیانت اور امانت کے حوالے سیرتِ انبیاء کرام علیہم السلام سے کیا رہنمائی ملتی ہے؟

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL/CRIMINAL ACTION.

آیت بہ آیت تشریحی نکات

(سورۃ الاعراف آیات: ۷۳ تا ۷۹)

آیات	سوال	جواب
73	ا۔ قومِ ثمود کون تھی؟	ا۔ قومِ عاد کے نیک لوگ جو عذاب سے بچ گئے تھے ان کی اولادوں سے قومِ ثمود وجود میں آئی۔ ثمود عربوں کا ایک قبیلہ تھا، یہ لوگ ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد سے تھے۔
	۲۔ قومِ ثمود کہاں آباد تھی؟	۲۔ اس قوم کا مسکن شمالی مغربی عرب کا وہ علاقہ تھا جو آج بھی اَلحِجر کے نام سے ہے۔ موجودہ زمانہ میں مدینہ اور تبوک کے درمیان حجاز ریلوے پر ایک اسٹیشن پڑتا ہے جسے مدائن صالح کہتے ہیں۔ یہی ثمود کا صدر مقام تھا اور قدیم زمانہ میں حجر کہلاتا تھا۔ حجر ایک بارونق شہر تھا۔ اب تک وہاں ہزاروں ایکڑ کے رقبے میں ان عمارتوں کے کھنڈرات موجود ہیں جن کو ثمود کے لوگوں نے پہاڑوں میں تراش تراش کر بنایا تھا۔ انہیں قرآن کریم نے اصحاب الحجر بھی کہا ہے۔
	۳۔ حضرت صالح علیہ السلام کو قومِ ثمود کا بھائی کیوں قرار دیا گیا؟	۳۔ کیونکہ وہ قوم ثمود ہی کے ایک فرد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ قوم ہی میں سے ایک فرد کو رسول منتخب فرمایا تاکہ وہ رسول ان لوگوں کو انہی کی زبان میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا سکے اور رسول کی سیرت و کردار کی بہترین مثال بھی لوگوں کے سامنے رہے۔
	۴۔ قومِ ثمود کی طرف صالح علیہ السلام کو کیوں بھیجا گیا؟	۴۔ کیونکہ رفتہ رفتہ قومِ ثمود میں توحید کے بجائے شرک آگیا۔ چنانچہ اُن کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو اُن کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔
	۵۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا تبلیغ کی؟	۵۔ توحید کی دعوت دی۔ بت پرستی سے منع کیا۔ تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی تلقین کی۔
	۶۔ بَیِّنَة سے کیا مراد ہے؟	۶۔ اللہ تعالیٰ کی نشانی اور معجزہ یعنی اونٹنی۔
	۷۔ اسے اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کیوں کہا گیا؟	۷۔ کیوں کہ یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے معجزانہ طور پر پہاڑ سے نکلی اور اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک نشانی قرار دیا تھا۔
	۸۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اونٹنی کے بارے میں کیا نصیحت کی؟	۸۔ یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے، اس اونٹنی کو چھوڑ دو تاکہ وہ زمین میں چرے پھرے اور انہیں خبردار کیا کہ اس اونٹنی کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے گا۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

74	ا۔ قومِ ثمود کس کے جانشین تھے؟	ا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قومِ عاد کا جانشین بنا کر زمین پر آباد کیا۔ **نوٹ:** قومِ ثمود کا زمانہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے اور قومِ عاد کے بعد تھا۔ اس طرح قومِ ثمود کا زمانہ آج سے تقریباً چھ ہزار سال پہلے کا ہے جبکہ قومِ عاد کو گزرے تقریباً سات ہزار سال ہو چکے ہیں۔
	۲۔ اللہ تعالیٰ نے قومِ ثمود کو کون سی خصوصی نعمتیں عطا کیں؟	۲۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑے بڑے محل بنانے اور پہاڑوں کو تراش کر گھر بنانے کی صلاحیت عطا فرمائی۔
	۳۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو کس بات سے منع فرمایا؟	۳۔ زمین میں فساد مچانے سے منع فرمایا۔ فساد کا مطلب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، سرکشی اور لڑائی جھگڑا کرنا ہے۔
75	ا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کی مخالفت کن لوگوں نے کی؟	ا۔ قوم کے سرداروں نے جو تکبر کرتے تھے۔ **عملی پہلو:** ہمیشہ قوم کے سردار اور امیر لوگ ہی دعوت الی اللہ ٹھکراتے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی کو سب سے بڑا ماننے سے ان کی سرداری، طاقت و گھمنڈ سب ختم ہوتا نظر آتا ہے۔ معاشرے کے محروم طبقات کو حق دینے سے ان کے سارے مفادات پر کاری ضرب پڑتی ہے۔
	۲۔ تکبر کا انجام کیا ہو گا؟	۲۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ "جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔" (صحیح مسلم)۔
	۳۔ متکبر لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام کے رسول ہونے کے بارے میں کس سے پوچھا؟	۳۔ معاشرے کے کمزور لوگوں سے۔
	۴۔ کمزور کن لوگوں کو کہا گیا ہے؟	۴۔ وہ اہلِ ایمان جو غریب تھے، جن کے پاس طاقت و اختیار نہیں تھا۔
	۵۔ کمزور لوگوں نے سرداروں کے طنزیہ سوال کا کیا جواب دیا؟	۵۔ انہوں نے نہ صرف حضرت صالح علیہ السلام کو بطورِ رسول جاننے کا اقرار کیا بلکہ سرداروں کو واضح طور پر بتا دیا کہ ہم تو اس حق و ہدایت کے پیغام پر ایمان رکھتے ہیں، جس کے ساتھ ان کو بھیجا گیا ہے۔ **نوٹ:** حق و ہدایت کی راستہ صرف وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بتایا گیا ہے۔
	۶۔ عام طور پر معاشرے کا کون سا طبقہ حق کو جلدی قبول کر لیتا ہے؟	۶۔ حق کو تسلیم کرنے والوں میں سب سے پہلا طبقہ غریبوں اور کمزوروں کا ہی ہوتا ہے۔ جو پختہ ایمان و یقین کے ساتھ نہ صرف اسے دل سے تسلیم کرتے ہیں بلکہ اس کے لئے ہر قربانی کے بھی لئے تیار رہتے ہیں۔
	۷۔ غریب طبقہ جلدی حق کی دعوت کو کیوں قبول کرتا ہے؟	۷۔ کیوں کہ عموماً وہ سرداروں اور امیروں کے ظلم و تشدد کا شکار رہتا ہے۔ وہ ایسے مسیحا کی تلاش میں ہوتا ہے جو نہ صرف انہیں متکبروں سے نجات

		دلائے بلکہ کامیابی کے سفر پر بھی گامزن کرے۔ اس لئے وہ دین حق کو قبول کرنے میں کوئی دیر نہیں کرتے وہ جانتے ہیں کہ یہی دین ہر قسم کے ظلم و ستم سے نجات دلا سکتا ہے۔ **عملی پہلو:** قوتِ ایمان اللہ ﷻ کی طرف سے ایک عظیم الشان اور بے مثال عنایت ہے جس سے وہ سچے مومنِ صادق کو اپنے بے پناہ کرم سے نوازتا ہے۔ جس سے اس کے لئے کامیابی کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔ اس کے دل و دماغ ایسے روشن ہو جاتے ہیں کہ اس کی زبان سے حق بات اور حکمت و دانش ہی نکلتی ہے۔ اللہ ﷻ ہمیں راہِ حق و ہدایت پر ہمیشہ ثابت قدم رکھے۔ آمین۔
76	ا۔ قوم کے سرداروں کا کیا رویہ بیان ہوا؟	ا۔ انہوں نے تکبر کا اظہار کیا اور جانتے بوجھتے حضرت صالح علیہ السلام کو رسول ماننے سے انکار کیا۔ **عملی پہلو:** بغض و عناد اور ہٹ دھرمی و گھمنڈ انسان کو حق سے محروم کر دیتا ہے۔ ایسا انسان دلائل حق کے سامنے لاجواب ہو جانے کے باوجود حق کو ماننے اور قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یہ چیز محرومیوں کی محرومی اور خرابی و فساد کی بنیادی جڑ ہے۔
77	ا۔ قوم ثمود نے اللہ ﷻ کی اونٹنی کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ ۲۔ قوم ثمود نے اپنی سرکشی کا اظہار کیسے کیا؟	ا۔ اس کی ٹانگیں کاٹ کر اسے ہلاک کر دیا۔ **نوٹ:** ان کے انتہائی مجرمانہ عمل کو قرآن حکیم ساری قوم کی جانب کر رہا ہے حالانکہ اونٹنی کے مارنے میں ظاہر ہے کہ گنتی کے چند افراد شریک ہوں گے، لیکن یہ عمل ساری قوم کی رضامندی اور اتفاقِ رائے سے ہوا اس لئے اسے منسوب بھی قوم کی جانب کیا گیا۔ ۲۔ اللہ ﷻ کی نافرمانی کرکے، رسول کو جھٹلا کر اور عذاب کا مطالبہ کرکے۔ **عملی پہلو:** جب لوگ اللہ ﷻ کے قہر و غضب سے بالکل بے خوف ہو جاتے ہیں۔ اس کے احکامات کو پس پشت ڈال کر نافرمانی اور سرکشی کی آخری حدود تک پہنچ جاتے ہیں تو اس وقت عذابِ الٰہی کو دعوت دینے والے کلمات ہی ان لوگوں کی زبان سے نکلتے ہیں۔ اللہ ﷻ ہم سب کو اپنی اور اپنے رسول کی نافرمانی سے بچائے۔ آمین۔
78	ا۔ قوم ثمود کا کیا انجام ہوا؟	ا۔ زلزلہ سے ہلاک کر دیئے گئے۔
79	ا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کے انجام پر کیا اظہار فرمایا؟	ا۔ کاش کہ قوم اللہ ﷻ کے پیغامات پر عمل کرتی، رسول کی نصیحت پر عمل

آیات	سوال	جواب
		کرتی اور انہیں اپنا خیر خواہ مانتی۔ **عملی پہلو:** حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کو جھٹلانا اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے گویا مخلص خیر خواہوں کی ہدایات اور مخلصانہ تعلیمات جو کہ قرآن و سنت کی بنیاد پر ہوں، ان سے منہ موڑنے کا نتیجہ بالآخر ہولناک تباہی کی صورت میں ہی نکلتا ہے، اس لئے ایسے سرکش لوگوں کو ملنے والی مہلت اور ڈھیل سے کبھی دھوکے میں نہیں پڑنا چاہیئے کہ وہ بہر حال ایک مہلت اور ڈھیل ہی ہوتی ہے جس نے بالآخر اپنے وقت مقرر پر ختم ہو کر ہی رہنا ہوتا ہے۔

(سورۃ ھود آیات: ۶۱ تا ۶۸)

آیات	سوال	جواب
61	۱۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو کیا دعوت دی؟	۱۔ ہر پیغمبر کا اپنی قوم کے نام سب سے پہلا خطاب اور بنیادی پیغام دعوتِ توحید تھا۔ اس سے عقیدہ توحید کی اہمیت و عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔
	۲۔ انسان کو زمین سے پیدا کرنے سے کیا مُراد ہے؟	۲۔ ایک مطلب یہ ہے کہ ابتدا میں انسان کو زمین سے پیدا فرمایا۔ اس طرح کہ سب کے والد آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی اور تمام انسان آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ گویا تمام انسانوں کی پیدائش زمین سے ہوئی۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ انسان جو کچھ کھاتا ہے، سب زمین ہی سے پیدا ہوتا ہے جس سے جسم پرورش پاتا ہے۔ اسی خوراک سے وہ نطفہ بنتا ہے۔ جو انسان کے وجود کا باعث بنتا ہے۔
	۳۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو کیسے آباد کیا؟	۳۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے اندر زمین کو بسانے اور آباد کرنے کی استعداد اور صلاحیت پیدا فرمائی، جس سے وہ رہائش کے لئے مکان تعمیر کرتے ہیں، خوراک کے لئے کاشت کاری کرتے ہیں اور دیگر ضروریات زندگی مہیا کرنے کے لئے صنعت و حرفت سے کام لیتے ہیں۔ اس طرح آج بھی اربوں لوگ زمین کو آباد کیئے ہوئے ہیں۔
	۴۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کن تین چیزوں کی نصیحت فرمائی؟	۴۔ i۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ ii۔ اُس سے بخشش طلب کرو۔ iii۔ اُس کے حضور توبہ کرو۔
	۵۔ توبہ کے کیا معنی ہیں؟	۵۔ پلٹنا یعنی گناہ سے نیکی کی طرف پلٹنا۔ **عملی پہلو:** اس آیت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں: i۔ دنیاوی تعمیر و ترقی بھی اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق و عنایت کا نتیجہ ہے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

		ii۔ اللہ ﷻ نے نہ صرف انسان کو زندگی گزارنے کے اسباب وسائل عطا فرمائے بلکہ ان سے فائدہ اٹھانے کی بے شمار صلاحیتیں بھی بخشیں۔ iii۔ جب پیدا فرمانے والا اور زندگی گزارنے کے سامان بخشنے والا اللہ ﷻ ہے تو پھر عبادت و بندگی اس کے سوا اور کسی کی کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟ iv۔ قیامت کا روزِ حساب ضرور قائم ہو گا تا کہ انسان سے ان عظیم الشان اور جلیل القدر نعمتوں اور ان کی قدر دانی کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے اور اللہ ﷻ عدل و انصاف کے تقاضے پورے فرمائے۔
62	۱۔ حضرت صالح علیہ السلام کو اُن کی قوم نے کیا جواب دیا؟	۱۔i۔ ہمیں تم سے بڑی امیدیں تھیں کہ تم باپ دادا کے طریقوں کو آگے بڑھاؤ گے۔ **نوٹ:** اللہ ﷻ نے دنیا میں جتنے پیغمبر بھیجے وہ حسن و جمال، سیرت اور لیاقت کے اعتبار سے بچپن میں ہی اپنی قوم میں منفرد اور ممتاز ہوا کرتے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام بھی اپنی قوم میں ہر حوالے سے ممتاز اور منفرد تھے۔ اس بنا پر قوم ان کے بارے میں بڑی توقعات رکھتی تھی۔ قومِ ثمود کی بھی حضرت صالح علیہ السلام سے یہ امیدیں تھیں کہ وہ عقل و فہم، نیکی، پرہیزگاری اور دیانت داری کی بنیاد پر ان کے سردار بنیں گے قوم کو ان کی اس بزرگی سے فائدہ پہنچے گا، وہ اپنے انفرادی و اجتماعی امور میں آپ علیہ السلام سے مشورہ لیا کریں گے، لیکن بتوں کی نفی اور توحید کی دعوت سے ان کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ ii۔ تم ہمیں ان بتوں کی عبادت سے روکتے ہو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔ **عملی پہلو:** معبودانِ باطل کی عبادت سے روکنا مشرکین کو ناگوار گزرتا ہے۔ iii۔ جس ایک اللہ ﷻ کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہم اُس کے بارے میں شک میں ہیں۔
	۲۔ شک سے کیا مراد ہے؟	۲۔ ”شک“ ذہن کی وہ کیفیت ہے جس میں آدمی دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو ترجیح نہ دے سکے یعنی وہ بے چینی اور بے قراری کی حالت میں رہے۔
	۳۔ حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کے بعد قومِ ثمود کی کیا کیفیت تھی؟	۳۔ حضرت صالح علیہ السلام کی دلیل پر مبنی دعوت نے ان کے دل و دماغ میں ہلچل مچا دی تھی اور انہیں بے چین رکھنے والے شک میں مبتلا کر دیا تھا۔
63	۱۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کے جواب پر کیا فرمایا؟	۱۔ میں اللہ ﷻ کی طرف سے واضح دلیل پر ہوں اور اللہ ﷻ نے مجھ پر رحمت

COPYRIGHT © RESERVED WITH THE UMEED FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION

		فرمائی ہے اور اگر میں بالفرض تمہاری بات مان کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر بیٹھوں تو کون مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچائے گا اور اِس صورت میں مجھے نقصان کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ **نوٹ:** معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا لازمی نتیجہ عذاب جیسے شدید نقصان کی صورت میں نکلتا ہے۔ **عملی پہلو:** انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مددگار نہیں سمجھتے تھے۔ ہمیں بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی پر پورا بھروسہ کرنا چاہیئے۔ نافرمان لوگوں کی جھوٹی باتوں میں آکر کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔
64	۱۔ قومِ ثمود کو حضرت صالح علیہ السلام کے ذریعے کیا معجزہ عطا کیا گیا؟	۱۔ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی۔ **نوٹ:** اس قوم نے جس معجزے یعنی اونٹنی کا مطالبہ کیا تھا وہ ان کے لئے وبالِ جان بن گئی کیونکہ جتنا پانی ان کے تمام جانور پیتے تھے اتنا وہ اونٹنی اکیلے ہی پی جاتی تھی اور ان کے ہاں پانی کی قلت بھی تھی اسی لئے پانی کی باری مقرر کی گئی تھی اور جتنا سب جانور کھاتے تھے اتنا وہ اونٹنی اکیلی کھاجاتی تھی۔
	۲۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اونٹنی کے بارے میں اپنی قوم کو کیا نصیحت کی؟	۲۔ اونٹنی اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے، اس اونٹنی کو چھوڑ دو تاکہ وہ زمین میں چرے پھرے اور انہیں خبردار کیا کہ اس اونٹنی کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے گا۔
65	۱۔ قومِ ثمود نے اللہ تعالیٰ کے معجزے کے ساتھ کیا کیا؟	۱۔ اُونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں اور اسے ہلاک کر دیا۔ **نوٹ:** قومِ ثمود ایک شخص مصدع بن مہرج نے گھات لگا کر اسے تیر مار کر زخمی کیا ایک اور بدبخت شخص قِدار بن سالف نے اونٹنی کی کونچیں (یعنی ٹانگیں) کاٹ ڈالیں اور ہلاک کر دیا۔ اونٹنی کے بچے نے اونٹنی کی چیخ سن کر تین چیخیں ماریں اور بھاگ کر معجزانہ طور پر پہاڑ میں غائب ہو گیا۔
	۲۔ قومِ ثمود کو عذاب سے پہلے کتنے دن کی مہلت دی گئی؟	۲۔ ۳ دن کی مہلت دی گئی۔ **نوٹ:** جب حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں تین دن بعد عذاب کی وعید سنائی تو بدنصیب قوم نے یہ سن کر بھی بجائے اس کے کہ توبہ و استغفار کی طرف متوجہ ہو جاتے یہ فیصلہ کیا کہ صالح علیہ السلام ہی کو قتل کر دیا جائے۔ (معاذاللہ) کیونکہ اگر یہ سچے ہیں اور ہم پر عذاب آنا ہی ہے تو ہم اپنے سے پہلے ان کا کام تمام کیوں نہ کریں اور اگر جھوٹے ہیں تو اپنے جھوٹ کا خمیازہ بھگتیں۔ (معاذاللہ)
66	۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کو کن دو چیزوں سے بچالیا؟	۱۔ i۔ اُس عذاب سے جو قومِ ثمود پر آیا۔ ii۔ قیامت کی رسوائی سے۔

	۲۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کون سی صفات بیان ہوئی ہیں؟	۲۔ دو صفات یعنی القویّ اور العزیز۔ القویّ کے معنی ہیں طاقت رکھنے والا اور العزیز کے معنی ہیں زبردست یعنی غالب رہنے والا۔ **عملی پہلو:** یہاں اللہ تعالیٰ کی ان دو صفات کا ذکر کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ رب العالمین نہایت قوت والے ہیں، وہ جو چاہیں اور جیسا چاہیں کر سکتے ہیں ان کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ وہ غالب بھی ہیں تو نہ کوئی اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نکل کر بھاگ سکتا ہے، اور نہ کوئی اس کی راہ میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔
67	ا۔ قومِ ثمود پر اللہ تعالیٰ کا کیا عذاب آیا؟	ا۔ چنگھاڑ یعنی زور دار چیخ سے ہلاک کر دیئے گئے۔ **نوٹ:** حضرت صالح علیہ السلام کو (معاذ اللہ) قتل کرنے کے متفقہ فیصلے کے ماتحت قومِ ثمود کے کچھ لوگ رات کو حضرت صالح علیہ السلام کے مکان پر قتل کے ارادہ سے گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے راستہ ہی میں ان پر پتھر برسا کر ہلاک کر کے عبرت کا نشان بنا دیا۔ ان کا ذکر سورۃ النمل کی آیات: ۴۸ تا ۵۲ میں آیا ہے۔
68	ا۔ قومِ ثمود کا عذاب کے بعد کیا حال ہو گیا؟ ۲۔ قومِ ثمود کا بُرا انجام کیوں ہوا؟ ۳۔ کفر سے کیا مراد ہے؟ ۴۔ قومِ ثمود کے لئے کس چیز سے دوری کا ذکر کیا گیا ہے؟	ا۔ وہ ایسے مٹ گئے جیسے کبھی زمین پر بسے ہی نہ تھے۔ ۲۔ کیوں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا کفر کیا تھا۔ ۳۔ کفر کا مطلب ہے حق کو چھپانا اور اس کا انکار کرنا یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو نہ ماننا۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ **عملی پہلو:** کفر و شرک تمام خرابیوں کی جڑ، بنیاد اور ہلاکت و تباہی کا باعث ہے۔ ایمان و یقین اور عقیدہ توحید و رسالت ہر خیر کی اصل، اساس اور رحمت، سلامتی و نجات کا ذریعہ ہے۔

(سورۃ الشعراء آیات: ۱۴۱ تا ۱۵۹)

آیات	سوال	جواب
141	ا۔ قومِ ثمود نے کسے جھٹلایا تھا؟ ۲۔ اس آیت میں پیغمبروں کو جھٹلانے کا ذکر کیوں کیا گیا ہے؟ ۳۔ تکذیب (جھٹلانے) کی اقسام بیان کریں؟	ا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو۔ ۲۔ ایک پیغمبر کو جھٹلانا تمام پیغمبروں کو جھٹلانے کے برابر ہے۔ کیونکہ سب کی دعوت ایک ہی تھی یعنی ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے رسول کی اطاعت۔ ۳۔ تکذیب کے معنی ہیں بات نہ ماننا۔ اس کی دو قسمیں ہیں: i۔ زبان سے انکار کرنا (مثلاً نماز کے فرض ہونے کا انکار کرنا)۔ ii۔ عمل نہ کرنا (مثلاً نماز کو فرض ماننے کے باوجود ادا نہ کرنا)۔

142	ا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟	ا۔ اللہ ﷻ سے ڈرو اور اس کے نافرمانی سے بچو۔
143	ا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟ ۲۔ امانت دار رسول سے کیا مراد ہے؟	ا۔ میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔ **نوٹ:** حضرت صالح علیہ السلام کی امانت و دیانت اور غیر معمولی قابلیت کی شہادت خود اس قوم کے لوگوں نے دی۔ "انہوں نے کہا اے صالح! اس سے پہلے تو تم ہمارے درمیان ایسے آدمی تھے جس سے ہماری بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔" (سورۂ ھود، آیت:۶۲) ۲۔ جو اللہ ﷻ کے پیغام کو بغیر کسی کمی بیشی کے لوگوں تک پہنچادے۔ **عملی پہلو:** امانت داری ایک مومن کی لازمی صفت ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ "اس کا کوئی ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں"۔ (بیہقی)
144	ا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟	ا۔ اللہ ﷻ کی نافرمانی سے بچو اور میری فرماں برداری کرو۔ **نوٹ:** اللہ ﷻ کی اطاعت کے ساتھ رسول علیہم السلام کی اطاعت بھی ضروری ہوتی ہے کیوں کہ رسول کی اطاعت ہی اللہ ﷻ کی اطاعت ہے۔ (النساء، آیت:۸۰) مثلاً زکوۃ ادا کرنا اللہ ﷻ کا حکم ہے مگر اس کا طریقہ نبی کریم ﷺ نے بتایا۔
145	ا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟	ا۔ میں اپنی اس دعوت و تبلیغ پر تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اللہ ﷻ کے ذمہ ہے۔ **نوٹ:** رسول دعوت کا عمل صرف اللہ ﷻ کی رضا اور اسی سے اجر و ثواب کی امید پر کرتے ہیں۔ کوئی دنیاوی مقصد، مال اور شہرت ان کا مقصد نہیں ہوتا۔ **عملی پہلو:** ہمیں بھی دوسروں کو اچھائی کی دعوت صرف اللہ ﷻ کو راضی کرنے کے لئے دینی چاہیئے۔
146	ا۔ کیا دنیا کی نعمتیں ہمیشہ کے لئے ہیں؟	ا۔ نہیں، یہ عارضی ہیں اور امتحان کے لئے ہیں۔
147	ا۔ قومِ ثمود کو اللہ ﷻ نے کیا نعمتیں عطا کیں تھیں؟	ا۔i۔ باغات ii۔ چشمے
148	ا۔ قومِ ثمود کو اللہ ﷻ نے اور کیا نعمتیں عطا کیں تھیں؟	ا۔iii۔ کھیت iv۔ عمدہ کھجوریں
149	ا۔ قومِ ثمود کو اللہ ﷻ نے مزید کیا نعمتیں عطا کیں تھیں؟ ۲۔ انہیں کس بات پر غرور تھا؟	ا۔v۔ پہاڑوں کو تراش کر گھر بنانے کی صلاحیت۔ ۲۔ اپنی صلاحیتوں اور ہنر پر۔ **عملی پہلو:** ہمیں اللہ ﷻ کی عطا کردہ نعمتوں پر غرور، گھمنڈ اور تکبر نہیں کرنا چاہیئے۔ انہیں اللہ ﷻ کا فضل سمجھتے ہوئے اس کی مرضی کے مطابق استعمال کرنا چاہیئے۔
150	ا۔ نعمتوں کی یاد دہانی کروانے کے بعد حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو کیا سمجھایا؟	ا۔ اللہ ﷻ سے ڈرو اور میری فرماں برداری کرو۔
151	ا۔ قومِ ثمود حضرت صالح علیہ السلام کے بجائے کس کی اطاعت کرتے تھے؟	ا۔ حد سے بڑھنے والے سرکش لوگوں کی۔

	۲۔ مفسدین سے کیا مراد ہے؟	۲۔ فساد مچانے والے اور بگاڑ پیدا کرنے والے۔
152	۱۔ مفسدین کی کیا علامات بیان کی گئیں ہیں؟ ۲۔ زمین میں سب سے بڑا فساد کیا ہے؟	۱۔ i۔ زمین میں فساد مچانا۔ ii۔ برائی کی اصلاح نہ کرنا۔ ۲۔ اللہ ﷻ کے احکامات کو چھوڑ کر اپنی مرضی سے زندگی کے معاملات طے کرنا۔
153	۱۔ قومِ ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام پر کیا الزام لگایا؟	۱۔ آپ (علیہ السلام) جادو زدہ ہیں۔ (معاذ اللہ)
154	۱۔ قومِ ثمود نے کیا کہہ کر حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کو مسترد کر دیا؟ ۲۔ قومِ ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے کیا مطالبہ کیا؟	۱۔ کہ وہ ہم جیسے انسان ہیں۔ ۲۔ اگر وہ سچے ہیں تو کوئی معجزہ دکھائیں۔ یعنی ہماری آنکھوں کے سامنے اس پہاڑ سے اونٹنی نکلے تب ہم ایمان لائیں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھایا کہ دیکھو اپنے منہ سے مانگا ہوا معجزہ فیصلہ کن ہوتا ہے اگر اونٹنی تمہارے مطالبہ پر پہاڑ سے نکل آئی اور پھر بھی ایمان نہ لائے تو سمجھ لو کہ پھر جلدی ہی عذاب آجائے گا۔
155	۱۔ حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ ﷻ نے کیا معجزہ عطا فرمایا؟ ۲۔ معجزہ کسے کہتے ہیں؟ ۳۔ اونٹنی کے بارے میں حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو کس بات کا پابند کیا؟	۱۔ پہاڑ سے ایک زندہ اونٹنی نکال کر دکھائی۔ **نوٹ:** یہ اونٹنی دیگر اونٹنیوں جیسی نہ تھی بلکہ وہ اُونٹنی اس قدر بڑی جسامت اور ڈیل ڈول کی تھی کہ جس جنگل میں چرتی دوسرے مویشی ڈر کر بھاگ جاتے اور اپنی باری کے دن جس کنویں سے پانی پیتی کنواں خالی کر دیتی۔ گویا جیسے اس کی پیدائش غیر معمولی طریقہ سے ہوئی تو اسی لحاظ سے اس کا کھانا پینا وغیرہ سب کچھ غیر معمولی اور مختلف تھا۔ ۲۔ اللہ ﷻ کی طرف سے ایسی نشانی جو انسانی عقل کو عاجز کر دے۔ ۳۔ ایک دن اونٹنی کے پانی پینے کے لئے مقرر ہے اور ایک دن تمہارے لئے مقرر ہے۔
156	۱۔ اونٹنی کے بارے میں حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو کیا نصیحت کی؟	۱۔ اُسے تکلیف نہ پہنچانا ورنہ اللہ ﷻ کا عذاب آجائے گا۔
157	۱۔ اللہ ﷻ کی اونٹنی کے ساتھ قومِ ثمود نے کیا سلوک کیا؟	۱۔ اس کی ٹانگیں کاٹ کر اسے ہلاک کر دیا۔ **نوٹ:** قومِ ثمود کے باہمی مشورے اور اتفاق رائے سے ان میں سے ایک تنومند اور سب سے زیادہ بدبخت انسان نے اس بات کا ذمہ لیا کہ اس اونٹنی کو وہ ٹھکانے لگائے گا۔ چنانچہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبہ کے دوران فرمایا کہ "یہ شخص اپنی قوم کا ایک زور آور، شریر، مضبوط شخص تھا جو اونٹنی کو زخمی کرنے کی مہم پر اٹھ کھڑا ہوا اس کا نام قدار تھا"۔ (بخاری) **عملی پہلو:** اگرچہ مارا ایک شخص نے تھا، جیسا کہ سورۃ القمر اور سورۃ الشمس میں ارشاد ہوا ہے، لیکن چونکہ پوری قوم اس مجرم کی پشت پر تھی اور وہ قوم کی مرضی سے یہ قتل کر رہا تھا اس لئے الزام پوری قوم پر عائد کیا گیا ہے۔ ہر وہ گناہ

		جو قوم کی خواہش کے مطابق کیا جائے، یا جس کے کرنے پر قوم کی رضا اور پسندیدگی حاصل ہو، ایک قومی گناہ ہے، خواہ اس کا کرنے والا ایک فرد ہی کیوں نہ ہو۔ صرف یہی نہیں، بلکہ قرآن حکیم کہتا ہے کہ جو گناہ قوم کے درمیان علی الاعلان کیا جائے اور قوم اسے گوارا کرے وہ بھی قومی گناہ ہے۔
158	ا۔ اونٹنی کے ہلاک کرنے کا کیا نتیجہ نکلا؟ ۲۔ یہ قصّہ اللہ تعالیٰ نے کیوں بیان فرمایا؟ ۳۔ قوم ثمود کے اکثر لوگوں کا کیا حال تھا؟	ا۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا۔ ۲۔ اس میں لوگوں کے لئے عبرت کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے۔ ۳۔ ان میں سے اکثر ایمان نہیں لائے تھے۔ **عملی پہلو:** جس قوم کا بُرا وقت آجاتا ہے اس کے لئے کوئی نصیحت و تنبیہ کارگر نہیں ہوتی۔ حضرت صالح علیہ السلام کے ان کو کئی بار عذاب کی وعید سنانے کے باوجود انہوں نے کوئی اثر نہیں لیا بلکہ اس ارشاد پر بھی ان بدبخت لوگوں نے مذاق اُڑانا شروع کیا اور کہنے لگے کہ یہ عذاب کیسے اور کہاں سے آئے گا اور اس کی علامت کیا ہوگی۔
159	ا۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کتنی صفات بیان ہوئی ہیں؟ ۲۔ اللہ تعالیٰ کی صفت العزیز کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ ۳۔ اللہ تعالیٰ کی صفت الرّحیم کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟	ا۔ دو صفات یعنی العزیز اور الرّحیم۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندوں سے کہ اللہ تعالیٰ ان پر غالب ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بندوں سے کہ وہی اللہ تعالیٰ کی مستقل رحمت کے مستحق ہیں۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

الف	ب
حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ	شرک کرنا تھا۔
قومِ عاد کے بعد	بڑے بڑے محل بناتی تھی۔
قومِ ثمود کا جرم	عذاب سے پہلے تین دن کی مہلت دی۔
قومِ ثمود	اُونٹنی تھا۔
حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو	قومِ ثمود آئی۔

سوال ۲: مندرجہ ذیل جملوں کے بارے میں بتائیے کہ وہ کس کا قول ہے۔

نمبر شمار	جملے	اللہ ﷻ کا	صالح علیہ السلام کا	قوم کا
۱	یہ اللہ ﷻ کی اُونٹنی ہے (جو) تمہارے لئے ایک نشانی ہے۔		✓	
۲	یقیناً تم اس سے پہلے ہماری امیدوں کا مرکز تھے۔			✓
۳	پھر جب ہمارا حکم (یعنی عذاب) آگیا (تو) ہم نے صالح (علیہ السلام) کو نجات عطا فرمائی۔	✓		
۴	ہم اُن کی عبادت کریں گے جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔			✓
۵	تم اس اُونٹنی کو نقصان نہ پہنچانا ورنہ تم پر عذاب آجائے گا۔		✓	

سوال ۳: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱۔ حضرت صالح علیہ السلام کے بارے میں تین باتیں تحریر کریں۔

i۔ حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔
ii۔ حضرت صالح علیہ السلام امانت دار رسول تھے۔
iii۔ حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ ﷻ نے اونٹنی کا معجزہ عطا فرمایا۔
iv۔ حضرت صالح علیہ السلام پر چند لوگ ایمان لائے۔

COPYRIGHT ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

v۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو شرک سے منع کیا۔ vi۔ حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود ہی کے ایک فرد تھے۔

vii۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام اور اہل ایمان کو عذاب سے بچالیا۔

viii۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی۔

۲۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے قومِ ثمود کو عطا کی جانے والی تین نعمتیں بیان کریں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اُنہیں مویشی، بیٹے، باغات اور چشموں جیسی بہترین نعمتیں عطا فرمائی تھیں۔

۳۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی ہلاک شدہ قوم پر افسوس کا اظہار کن الفاظ میں کیا؟

حضرت صالح علیہ السلام نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچادیئے تھے اور تمہاری بھلائی چاہی تھی لیکن تم بھلائی چاہنے والوں کو پسند ہی نہیں کرتی۔

سوال ۴: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) قومِ صالح علیہ السلام کے ایک بُرے آدمی نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اُونٹنی کی ______ کاٹ کر ہلاک کیا۔ (ٹانگیں)

(۲) حضرت صالح علیہ السلام کی قوم حجاز اور ______ کے درمیانی علاقے میں آباد تھی۔ (شام)

(۳) قومِ ثمود کو عادِ ثانی اور ______ بھی کہا گیا ہے۔ (اصحابُ الحجر)

(۴) قومِ ثمود کے ______ آج بھی عبرت کے لئے موجود ہیں۔ (کھنڈرات)

(۵) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ______ کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ (رسول)

سوال ۵: مندرجہ ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (×) کا نشان لگائیں:

نمبر شمار	جملے	صحیح	غلط
۱	قومِ ثمود ایک نہر سے پانی حاصل کرتے تھے۔		✓
۲	قومِ ثمود نے نہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور نہ اسی کی عبادت کی۔		✓
۳	قومِ ثمود پر اُن کی نافرمانیوں کی وجہ سے زلزلہ کا عذاب آیا۔	✓	
۴	قومِ ثمود کے کھنڈرات موجود نہیں ہیں۔	✓	
۵	قومِ ثمود، قومِ نوح علیہ السلام سے بچ جانے والے لوگوں پر مشتمل تھی۔		✓

سوال ۶: نیچے دیئے گئے جملوں کے ساتھ بنے ہوئے خانوں میں قصے کی ترتیب کے لحاظ سے نمبر ڈالیئے:

(۴) حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو خبر دار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کو نقصان نہ پہنچانا۔

(۳) قومِ ثمود نے پہاڑ سے زندہ اونٹنی نکالنے کا مطالبہ کیا۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام اور اہلِ ایمان کو عذاب سے بچالیا۔

(۵) حضرت صالح علیہ السلام نے اونٹنی کے پانی پینے کے دن مقرر فرمائے۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو قومِ ثمود کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

(۲) قومِ ثمود نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا۔

(۹) قومِ ثمود کے عالی شان محلات کھنڈرات بن گئے۔

(۶) قومِ ثمود کے ایک بہت ہی بُرے آدمی نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔

(۸) قومِ ثمود پر تین دن بعد اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا۔

(۷) حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو تین دن کی مہلت دی۔

عملی سرگرمی:

ا۔ مویشیوں، باغات اور چشموں کی نعمتوں سے ہمیں کیا کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟ ان کی تصاویر جمع کر کے ہر ایک کے الگ الگ فائدوں کی فہرست بنائیے۔

۲۔ مدائن صالح علیہ السلام کے کھنڈرات کی تصاویر تلاش کر کے ایک چارٹ پر لگائیں۔ مدائن صالح علیہ السلام ویڈیو بھی دکھائی جاسکتی ہے۔
(http://playit.pk/watch?v=Byaq9PNIz7s)

۳۔ حضرت صالح علیہ السلام کے واقعہ کو کارڈز پر جملوں کی سورت میں لکھیں۔ طلبہ کے گروپ بنا کر ترتیب وار جوڑنے کے لئے کہیں۔ جلدی جوڑنے والے گروپ کی حوصلہ افزائی کریں۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

قصہ حضرت شعیب علیہ السلام

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس قصہ کا مختصر خلاصہ عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس قصہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۸۵ سے ۸۷) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: اس قصہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الاعراف ۸۸ سے ۹۳) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: اس قصہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۸۴ سے ۸۸) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: اس قصہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ ھود ۸۹ سے ۹۵) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۶: اس قصہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۷۶ سے ۱۸۴) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۷: اس قصہ کا قرآنی متن اور ترجمہ (سورۃ الشعراء ۱۸۵ سے ۱۹۱) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۸: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس قصہ کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ قومِ شعیب علیہ السلام کون تھی اور کہاں آباد تھی؟

۲۔ اللہ ﷻ نے قومِ شعیب علیہ السلام کو کیا کیا نعمتیں عطا فرمائی تھیں؟

۳۔ قومِ شعیب علیہ السلام کے جرائم کیا تھے؟

۴۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟

۵۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو کیا دھمکی دی؟

۶۔ زمین میں فساد کیسے پھیلتا ہے؟

۷۔ قومِ شعیب علیہ السلام کا کیا انجام ہوا؟

۸۔ عذاب سے بچنے کی شرائط کیا ہیں؟

۹۔ امانت داری اور تقویٰ کی اہمیت کیا ہے؟

۱۰۔ سابقہ قوموں کے انجام میں کیا سبق ہے؟

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

آیت بہ آیت تشریحی نکات

سورۃ الاعراف آیات: ۸۵ تا ۹۳

آیات	سوال	جواب
85	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو کس قوم کی طرف بھیجا گیا تھا؟	ا۔ اہل مدین کی طرف۔ **نوٹ:** یہ لوگ دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے مدین کی طرف منسوب ہیں جو ان کی تیسری بیوی قطورا کے بطن سے تھے۔ پھر انہی کی نسل پر مبنی قبیلے کو مدین کہا جانے لگا اور جس بستی میں یہ رہائش پذیر تھے اس کا نام بھی مدین پڑ گیا۔ یوں اس کا اطلاق قبیلے اور بستی دونوں پر ہوتا ہے۔ مدین کا علاقہ بھی اس زمانے کی بین الاقوامی تجارتی شاہراہ پر واقع تھا۔ یہ شاہراہ شمالاً جنوباً فلسطین سے یمن کو جاتی تھی۔ اس لحاظ سے اہل مدین بہت خوشحال لوگ تھے۔ نتیجتاً ان میں بہت سی کاروباری اور تجارتی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ لہٰذا ان کی اصلاح کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا۔
	۲۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کو کیا نصیحت فرمائی؟	۲۔ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ہدایت کے لئے دلیل آچکی ہے۔ ناپ اور تول پورا کرو اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ مچاؤ۔ **عملی پہلو:** ناپ تول میں کمی کرنا بہت خطرناک گناہ ہے اس گناہ میں ملوث ہونے سے قوم کی اخلاقی پستی کا پتہ چلتا ہے۔ یہ بدترین خیانت ہے کہ پیسے پورے لیئے جائیں اور چیز کم دی جائے۔ اس لئے سورۃ المطففین، آیات: ۱ تا ۶ میں ایسے لوگوں کی ہلاکت کی خبر دی گئی ہے۔
86	ا۔ اہل مدین کے جرائم پر حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں کیا نصیحت فرمائی؟	ا۔ لوٹ مار نہ کرو، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے نہ روکو، دین میں ٹیڑھ نہ نکالو، اللہ تعالیٰ کا احسان یاد کرو کہ اس نے تمہیں تعداد میں کثرت دی اور فساد کرنے والوں کے بھیانک انجام سے عبرت حاصل کرو۔
	۲۔ نافرمان لوگ لوٹ مار کے کیا کیا طریقے اختیار کرتے ہیں؟	۲۔ لوٹنا کئی قسم کا ہوتا ہے: i۔ ایک تو عام صورت ہے کہ جیسے کوئی رہزن، چور ڈاکو کسی کمزور کا مال چھین لیتا ہے۔ ii۔ تجارتی منڈی میں پہنچنے سے پہلے ہی مال کا سودا کر لینا جبکہ اس تاجر کو منڈی

	۳۔ دین میں ٹیڑھ تلاش کرنے سے کیا مراد ہے؟	کے بھاؤ کی خبر نہ ہو اس طرح فریب کے ساتھ تاجر سے سستا مال لے لینا بھی لوٹنے کے مترادف ہے۔ اس سے نبی کریم ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ iii۔ تیسرا یہ کہ اپنی سیاسی پوزیشن کی بنا پر تاجروں کو بلیک میل کرنا۔ ۳۔ اہل ایمان کو ڈرانا دھمکانا یا ان کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کر کے نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے سیدھے راستے سے ہٹا دینا۔ **نوٹ:** اللہ ﷻ کے راستے سے روکنے کے لئے اللہ ﷻ کے راستے میں کمی تلاش کرنا اور چالیں چلنا ہر دور کے نافرمانوں کا طریقہ رہا ہے۔ **عملی پہلو:** اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کے نافرمان ہر طرح سے لوگوں کو دین سے روکنے، اسلامی احکام میں خرابیاں نکالنے اور شبہ پیدا کرنے میں لگے رہتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے کہ یہ سیدھا نہیں بلکہ غلط راستہ ہے، ایسے لوگ اسلام کے احکام کو مذاق اُڑانے اور ان کو غلط ثابت کرنے کی آئے روز ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں ہرگز ایسے لوگوں کی باتوں میں نہیں آنا چاہیئے۔
87	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے نافرمانوں کو کس بات سے خبردار کیا؟ ۲۔ اللہ ﷻ کے فیصلے سے کیا مراد ہے؟	ا۔ آپ علیہ السلام نے انہیں کفر پر صبر کرنے کا نہیں کہا بلکہ عذاب سے ڈرایا ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا "اور اے میری قوم! تم اپنی جگہ عمل کرو، بے شک میں (بھی) عمل کرنے والا ہوں۔ تم جلد ہی جان لو گے کہ کون ہے جس پر وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا اور کون ہے جو جھوٹا ہے، اور انتظار کرو، بے شک میں (بھی) تمھارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔" (سورۂ ھود، آیت: ۹۳) اسی طرح کا مفہوم سورۃ التوبہ، آیت: ۵۲ میں بھی ہے۔ ۲۔ اللہ ﷻ کے فرماں برداروں پر رحمت اور نافرمانوں پر عذاب۔
88	ا۔ سرداروں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو کیا دھمکی دی؟ ۲۔ سرداروں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کیا مطالبہ کیا؟ ۳۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کفر میں لوٹنے کا مطالبہ کس بنیاد پر کیا (معاذ اللہ)؟	ا۔ انہیں اور اہل ایمان کو بستی سے نکالنے کی دھمکی دی۔ ۲۔ کفر میں لوٹنے کا۔ (معاذ اللہ) **نوٹ:** تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام اللہ ﷻ کی خاص توفیق اور حفاظت کی وجہ سے نبوت ملنے سے پہلے بھی کفر و شرک کی ہر صورت سے بالکل پاک اور بیزار ہوتے ہیں۔ ۳۔ چونکہ نبوت ملنے سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام ایک قسم کی خاموش زندگی گزارتے ہیں اور اس دوران ان کی طرف سے حق کی کوئی دعوت و تبلیغ نہیں ہوتی اس لئے ان کی اس خاموشی کی بناء پر منکرین و مشرکین اپنے طور پر یہ

COPYRIGHTS © RESERVED WITH ... SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

	۳۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اس مطالبہ کا کیا جواب دیا؟	سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ یہ حضرات بھی انہی کے دین کفر و شرک اور انہی کی ملت پر ہیں۔ لیکن جب نبوت کے بعد یہ انبیاء کرام علیہم السلام ان لوگوں کو حق کی دعوت دیتے ہیں تو اس وقت وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ ان کے دین اور طریقہ سے الگ ہوگئے ہیں۔ ۳۔ ہمیں تمہارا یہ مطالبہ ہرگز پسند نہیں ہے۔ **عملی پہلو:** دین کے راستے پر چلنے والوں کو اکثر و بیشتر مخالفت اور مختلف دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ مستقل مزاجی کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے دین پر قائم رہنا چاہیئے۔ ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر ہم سے زیادہ آزمائشیں آئی ہیں اور یہی حق پر ہونے کی دلیل ہیں۔
89	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے مطالبہ کا کیا جواب دیا؟ ۲۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے کس احسان کا ذکر فرمایا؟ ۳۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے مطالبہ کے مزید کیا جوابات دیئے؟ ۴۔ اہل ایمان کو کُفر کے غلبہ کی صورت میں کیا کرنا چاہیئے؟	ا۔ اگر ہم بالفرض کفر اختیار کرلیں (معاذ اللہ) تو یہ حق کو جھٹلانا ہوگا۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا کہ اس نے ہدایت عطا فرما کر کفر و شرک سے نجات دی۔ **نوٹ:** ملتِ کفر سے نجات اور سلامتی اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان احسان ہے کیونکہ کفر و شرک کے اندھیرے دونوں جہانوں میں تباہی کا سبب ہیں اور ان سے نجات اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت کے بغیر ممکن نہیں۔ ۳۔ i۔ ہمارے لئے ہدایت مل جانے کے بعد کُفر اختیار کرنا ممکن نہیں۔ ii۔ ہم نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا ہے۔ iii۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے گا۔ ۴۔ i۔ اللہ تعالیٰ پر توکل۔ ii۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں۔ **نوٹ:** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگتے تھے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ ”اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ“۔ ہمیں بھی اس کو پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ **عملی پہلو:** ایک بندۂ مومن کی سوچ اور طرزِ عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے فکر و فلسفہ اور عقل و استقامت کے بجائے اللہ تعالیٰ کی توفیق، رحمت اور فضل پر توکل و بھروسہ کرتا ہے اس لئے کوئی بھی نیکی کرتے وقت بھروسہ اپنے عزم اور عمل کے بجائے اللہ تعالیٰ پر کرنا چاہیئے۔
90	ا۔ سرداروں نے اپنی قوم کو حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت سے	ا۔ سرداروں نے کہا کہ اگر تم نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بات مانی تو نقصان

	روکنے کی کس طرح کوشش کی؟ ۲۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی کیا دعوت تھی جس سے سردار روک رہے تھے؟	اُٹھاؤ گے۔ ۲۔ قوم کے سردار دراصل اپنی قوم کو اس بات کا یقین دلا رہے تھے کہ شعیب علیہ السلام کی دعوت کو اگر مان لیا جائے اور ان کے بتائے ہوئے اخلاقی اصولوں کی پابندی کی جائے تو وہ تباہ ہو جائیں گے۔ **عملی پہلو:** ہر دور میں بگڑے ہوئے لوگوں نے حق و صداقت اور دیانت و امانت کے راستہ پر چلنے میں ایسے ہی خطرات محسوس کیئے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق تجارت، سیاست اور دوسرے دنیاوی معاملات جھوٹ، بے ایمانی، دھوکہ دہی اور بد اخلاقی کے بغیر نہیں چل سکتے۔ ہر جگہ دعوتِ حق کے مقابلہ میں یہ بھی عذر اور بہانہ پیش کیا گیا کہ دنیا میں چلتی ہوئی بے ایمانی، سود خوری، دغابازی کو چھوڑ کر صاف صاف اور سچی بات کہنے سے کاروبار تباہ ہو جاتے ہیں اور قومیں بھاری نقصان اُٹھاتی ہیں۔
91	ا۔ قومِ شعیب علیہ السلام کا انجام کیا ہوا؟	ا۔ زلزلہ میں سب ہلاک ہو گئے۔ **عملی پہلو:** جو قومیں اپنے دینی اور نیاوی معاملات میں حق و صداقت کے راستہ کو چھوڑ کر جھوٹ، مکر و فریب، بددیانتی اور دھوکہ اور خیانت کی راہ پر چل پڑتی ہیں ان کا بالآخر یہی انجام ہوتا ہے۔
92	ا۔ قومِ شعیب علیہ السلام کا انجام کیا ہوا؟ ۲۔ اصل خسارہ اُٹھانے والے کون تھے؟	ا۔ وہ ایسے اجڑے گویا کہ کبھی بسے ہی نہ تھے۔ ۲۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلانے والے۔ **نوٹ:** نافرمانوں کے عبرت ناک انجام سے یہ بتایا گیا کہ نقصان اُٹھانے والے تو یقیناً وہ لوگ خود تھے نہ کہ اہلِ ایمان جن کو نافرمان یہ کہہ کر ورغلانے کی کوشش کرتے تھے کہ شعیب (علیہ السلام) کی باتوں پر عمل کرنے میں نقصان ہے۔ (معاذاللہ) اور اپنی بستیوں سے نکالنے اور نقصان اُٹھانے کی دھمکیاں دے رہے تھے۔ **عملی پہلو:** انبیاء کرام علیہم السلام کی بات نہ ماننے والے اور ان کے احکامات پر عمل نہ کرنے والے دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھاتے ہیں۔
93	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے انجام پر کیا تبصرہ فرمایا؟ ۲۔ حضرت شعیب نے یہ تبصرہ کیوں فرمایا؟	ا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات اور رسولوں سے رُخ موڑنے والوں کی تباہی پر کیوں غم کیا جائے۔ ۲۔ کیوں کہ آپ علیہ السلام نے ان لوگوں تک رب کے پیغامات پہنچا دیئے تھے، اُن کی خیر خواہی کی پوری کوشش کی تھی لیکن ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کی

		بات پر کوئی توجہ نہ دی اور اپنا نقصان کرنے پر تُل گئے۔ اس لئے ان کافروں کے اس ہولناک انجام پر آپ علیہ السلام کہاں تک افسوس کرتے۔ وہ لوگ کفر پر ڈٹے رہنے اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اپنے آخری انجام کو پہنچ گئے۔ **نوٹ:** حضرت شعیب علیہ السلام کے اِن الفاظ سے واضح ہو رہا ہے کہ آپ علیہ السلام کو اپنی قوم کے انجام پر شدید رنج وغم اور صدمہ تھا اور ایسے موقع پر ایسے الفاظ کہنا اپنے دل کی ڈھارس بندھانے کا ایک انداز ہے۔ بہر حال حقیقت یہ ہے کہ نبی اپنی قوم اور بنی نوع انسان کے لئے بہت شفیق، مہربان اور ہمدرد ہوتے ہیں اور اپنی قوم پر عذاب آنے پر انہیں بہت زیادہ صدمہ ہوتا ہے۔

سورۃ ھود آیات: ۸۴ تا ۹۵

آیات	سوال	جواب
84	ا۔ اہلِ مدین کی طرف کسے رسول بنا کر بھیجا گیا؟ ۲۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا نصیحت فرمائی؟ ۳۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ ﷻ کے کس احسان کی یاد دہانی کرائی؟ ۴۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس بات سے خبردار کیا؟	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو۔ ۲۔ صرف ایک اللہ ﷻ کی عبادت کرو اور ناپ اور تول پورا کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں تمہارے بارے میں عذاب سے ڈرتا ہوں۔ **نوٹ:** انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت دو اہم بنیادوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ i۔ حقوق اللہ کی ادائیگی۔ ii۔ حقوق العباد کی ادائیگی۔ ۳۔ اللہ ﷻ کی طرف سے مال واسباب کے ذریعے خوشحالی عطا ہونے کا ذکر فرمایا۔ ۴۔ کفرانِ نعمت پر روزِ قیامت اللہ ﷻ کے عذاب سے خبردار کیا۔ **عملی پہلو:** اللہ ﷻ کی نعمتوں کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے رب کو پہچانے جس نے اس پر اتنا فضل و کرم فرمایا۔ لہٰذا اس کی عبادت کرنا اور اپنے تمام معاملات میں اس کے احکامات پر عمل کرنا اللہ ﷻ کی نعمتوں پر شکر کے اظہار کا ذریعہ ہے۔
85	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا نصیحت فرمائی؟	ا۔ ناپ اور تول پورا کرو، لوگوں کو ان کی چیزوں میں نقصان مت پہنچاؤ اور زمین میں فساد نہ مچاؤ۔ **نوٹ:** حقوق العباد کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے معاشرے میں فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ **عملی پہلو:** ناپ تول کا وسیع تصور یہ ہے کہ اشیاء کے ناپ تول کے علاوہ

		ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں کمی نہیں کرنی چاہیئے۔ انسان جو بات اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے پسند کرنی چاہیئے۔
86	ا۔ اللہ ﷻ کی طرف سے عطا فرمائے ہوئے نفع سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ رسول کی ذمہ داری کیا ہوتی ہے؟	ا۔ جائز منافع جو صحیح ناپ تول کے بعد حاصل ہو۔ **نوٹ:** جائز منافع چونکہ حلال اور پاک ہوتا ہے اور اس میں خیر و برکت ہوتی ہے اس لئے اسے اللہ ﷻ کا عطا فرمائے ہوئے نفع کہا گیا ہے۔ ۲۔ رسول کی ذمہ داری حکم منوانے کی نہیں بلکہ پہنچانے کی ہوتی ہے۔
87	ا۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر کس طرح کیا؟ ۲۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو کیا طعنہ دیا؟	ا۔ ان کے نمازی ہونے کا ذکر کیا۔ ۲۔ کیا تمہاری نماز بتوں کی پوجا سے روکتی ہے جن کی پوجا ہمارے باپ دادا کرتے رہے ہیں۔ اور کیا ہم اپنے مال اپنی مرضی سے استعمال نہ کریں۔ **عملی پہلو:** اللہ ﷻ کی عبادت کو نماز تک محدود نہیں سمجھنا چاہیئے۔ نماز تو تمام زندگی میں اللہ ﷻ کی بندگی کی یاد دلاتی ہے۔ ہمیں ہر وقت اور ہر معاملہ میں اللہ ﷻ کے حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔
88	ا۔ یہاں رزقِ حسن سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا نصیحت فرمائی؟ ۳۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے کس پر بھروسہ کا اظہار فرمایا؟	ا۔ نبوت / وحی۔ **نوٹ:** رزق کا لفظ عربی میں صرف مال کے لئے ہی نہیں بلکہ دیگر نعمتوں کے لئے بھی آتا ہے۔ ۲۔ جن بُرے کاموں سے میں تمہیں روک رہا ہوں میں خود بھی ان سے بچتا ہوں۔ اپنی استطاعت کے مطابق یہ ساری دعوت اور محنت میں تمہاری اصلاح کے لئے کر رہا ہوں اور اس کی توفیق اللہ ﷻ نے مجھے دی ہے۔ ۳۔ اللہ ﷻ پر **عملی پہلو:** ہمیں اپنے کاموں کو پورا کرنے کے لئے اسباب ضرور اختیار کرنے چاہئیں مگر امید اور بھروسہ صرف اللہ ﷻ پر کرنا چاہیئے۔
89	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کن قوموں کے انجام سے ڈرایا؟	ا۔ انہوں نے فرمایا کہ میری دشمنی میں وہ کام نہ کرو جو قومِ نوح علیہ السلام، قومِ ھود علیہ السلام، قومِ صالح علیہ السلام اور قومِ لوط علیہ السلام کے بُرے انجام کا سبب بنے۔ **نوٹ:** جو قومیں تاریخ سے عبرت حاصل کر کے اپنی اصلاح نہیں کرتیں ان کا بھی وہی انجام ہوتا ہے جو سابقہ نافرمان قوموں کا ہوا۔ **عملی پہلو:** بعض اوقات لوگ اچھائی کی دعوت دینے والے کے ساتھ ذاتی بغض و عناد اور دشمنی کی وجہ سے اس کی اصولی دعوت کو بھی ٹھکرا دیتے ہیں۔ یہ انسانی رویّے کا ایک بہت خطرناک پہلو ہے کیونکہ اس میں اس

		دعوت دینے والے کا تو کوئی نقصان نہیں ہوتا مگر صرف ذاتی تعصب کی بنیاد پر اس کی دعوتِ حق کو ٹھکرانے والے خود کو برباد کر لیتے ہیں۔
90	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس بات کی تلقین کی؟ ۲۔ عذاب سے بچنے کی دو شرائط کیا ہیں؟ ۳۔ استغفار کا کیا مطلب ہے؟ ۴۔ توبہ کا کیا مفہوم ہے؟ ۵۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کے ساتھ کیا معاملہ فرماتے ہیں؟	ا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ اور استغفار کرنے کی تلقین فرمائی تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکیں۔ ۲۔ i۔ استغفار کرنا ii۔ توبہ کرنا۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش مانگنا تاکہ وہ اپنی رحمت سے ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے۔ ۴۔ پلٹنا اور لوٹنا۔ یعنی گناہوں سے پلٹ آنا اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اختیار کرنا۔ ۵۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو معاف فرمادیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر انتہائی رحم فرمانے اور مدد فرمانے والے ہیں۔ **عملی پہلو:** توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے گزشتہ گناہوں اور جرائم کی اس سے معافی مانگیں۔ آئندہ کے لئے اپنے رویّے کی عملی طور پر اصلاح کریں، صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔
91	ا۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کے سمجھانے پر کیا کہا؟ ۲۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو کیا دھمکی دی؟ ۳۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کے قبیلہ کا کیوں لحاظ رکھا؟	ا۔ i۔ ہمیں تمہاری باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ ii۔ تم کمزور ہو۔ ۲۔ i۔ تمہارا خاندان نہ ہوتا تو ہم تمہیں رجم کر دیتے۔ (معاذ اللہ) ii۔ تم ہم پر غالب نہیں ہو سکتے۔ ۳۔ حضرت شعیب علیہ السلام کا قبیلہ آپ علیہ السلام کا حمایتی اور مددگار نہیں تھا۔ لیکن وہ قبیلہ چونکہ کفر و شرک میں اپنی ہی قوم کے ساتھ تھا، اس لئے اپنے ہم مذہب ہونے کی وجہ سے اس قبیلے کا لحاظ رکھتے ہوئے حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ سخت رویہ اختیار نہیں کر رہے تھے۔ پھر نافرمانوں کو ایسے موقعوں پر اللہ تعالیٰ کا ڈر تو نہیں ہوتا مگر لوگوں کا خوف ہوتا ہے۔
92	ا۔ قوم نے اللہ تعالیٰ کے بجائے کس کو اہمیت دی؟	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان کو۔ **نوٹ:** گزشتہ اقوام کے واقعات میں ان باتوں کو نمایاں کیا گیا ہے جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل ایمان کے لئے رہنمائی اور دلجوئی کا سامان موجود ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان اور قبیلے کی حمایت کی بات اس لئے ہوئی ہے کہ مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کچھ ایسے ہی حالات کا سامنا تھا۔ اس زمانے میں بنو ہاشم کے سردار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب تھے گویا یہ سمجھایا گیا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مکہ میں بنو ہاشم کی حمایت سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک

		محفوظ قلعہ مہیا فرما دیا ہے، بالکل اسی نوعیت کی ظاہری حفاظت اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کے خاندان کی حمایت کی صورت میں بھی عطا فرمائی تھی۔ **عملی پہلو:** ہمیں دعوتِ دین کے معاملہ میں اس وجہ سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے کہ کسی کی برادری، قبیلہ بہت طاقت ور ہے یا اس کا اثر ورسوخ ہے۔ اصل خوف تو اس اللہ تعالیٰ کا رکھنا چاہیئے جس کے قبضہ قدرت میں کائنات کی ایک ایک چیز ہے۔
93	۱۔ قوموں کی مسلسل نافرمانی پر رسولوں کی طرف سے آخری حجت کیا ہوتی ہے؟ ۲۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کو کس چیز کے انتظار کا کہا؟	۱۔ جب رسول دعوتِ توحید ورسالت کا فریضہ پوری طرح مکمل کر لیتے ہیں تو وہ قوم کی مسلسل ہٹ دھرمی اور انکارِ رسالت پر بالآخر پکار اُٹھتے تھے کہ اے قوم! تم اپنا کام یعنی کفر و شرک کرتے رہو ہم اپنا کام یعنی ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسی کی طرف دعوت دیتے رہیں گے عنقریب سب کو معلوم ہو جائے گا کہ عذاب کس پر آتا ہے۔ ۲۔ اچھے اور بُرے انجام کا انتظار کرنے کو کہا۔ **نوٹ:** انجام سے مراد یہ ہے کہ جو سچا ہو گا اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے نجات عطا فرمائے گا اور جو جھوٹا ہو گا اس پر اللہ تعالیٰ کا دردناک اور عبرت ناک عذاب آئے گا۔
94	۱۔ قوم شعیب علیہ السلام کا کیا انجام ہوا؟ ۲۔ جٰثِمِیۡنَ سے کیا مُراد ہے؟	۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام اور اہل ایمان کو بچا لیا اور نافرمانوں کو ایک زوردار چیخ کے عذاب سے ہلاک کر دیا۔ ۲۔ گھٹنوں کے بل گرے ہوئے یعنی لاچار اور بے بس لوگ۔ **عملی پہلو:** نیک لوگوں کے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہوتی ہے بُرے لوگ دنیا و آخرت میں ذلیل ورسوا ہونے والے ہیں۔
95	۱۔ قوم شعیب علیہ السلام کا کیا انجام ہوا؟ ۲۔ قومِ شعیب علیہ السلام کے لئے دوری سے کیا مُراد ہے؟	۱۔ وہ ایسے برباد کئے گئے گویا زمین میں کبھی بسے ہی نہیں تھے۔ ۲۔ یعنی وہ قوم ثمود کی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیئے گئے۔ **عملی پہلو:** نجات ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے ملتی ہے۔ نیکی اور بدی کا نتیجہ لازمی نکلتا ہے۔ ہمیں سابقہ قوموں کے انجام کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیشہ اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے۔

سورۃ الشعراء آیات: ۱۷۶ تا ۱۹۱

آیات	سوال	جواب
176	ا۔ اصحابُ الایکہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ ۲۔ اس آیت میں پیغمبروں کو جھٹلانے کا ذکر کیوں کیا گیا ہے؟ ۳۔ تکذیب (جھٹلانے) کا مطلب بیان کریں؟	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے لوگ۔ ۲۔ کیونکہ ایک پیغمبر کو جھٹلانا گویا تمام پیغمبروں کو جھٹلانا ہے۔ ۳۔ بات نہ ماننا۔ اس کی دو قسمیں ہیں: i۔ زبان سے انکار (مثلاً اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کتاب کو ماننے سے انکار کرنا) ii۔ عمل نہ کرنا (مثلاً اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کتاب کو ماننا مگر اس کے احکامات پر عمل نہ کرنا)
177	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟	ا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرو اس کے نافرمانی سے بچو۔ **عملی پہلو:** ہر نبی نے اپنی قوم کو یہی بنیادی دعوت دی۔ ہمیں خود بھی تقویٰ یعنی پرہیز گاری اختیار کرنی چاہیئے، گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیئے اور دوسروں کو بھی پرہیز گاری اختیار کرنے کی دعوت دینی چاہیئے۔
178	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟ ۲۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے امانت دار ہونے کے بارے میں قوم کو کیوں بتایا؟ ۳۔ امانت دار رسول کسے کہتے ہیں؟	ا۔ میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔ ۲۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے لئے رسول امین کا لفظ بول کر یہ واضح کیا کہ نبوت کا دعویٰ کرنے اور اس کا پیغام پہنچانے میں وہ پوری طرح ذمہ دار اور امانت دار ہیں اور پھر اگر لوگ انہیں کردار اور امانت کے حوالے سے امین تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان کی دعوت کو ماننے میں کیوں پس و پیش کرتے ہیں۔ **نوٹ:** انبیاء کرام علیہم السلام کا ہمیشہ سے یہ کردار رہا ہے کہ وہ ظہورِ نبوت سے پہلے بھی اپنی قوم میں صادق یعنی سچے اور امین یعنی امانت دار سمجھے جاتے تھے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم نے آغازِ وحی سے پہلے ہی صادق اور امین کا لقب دیا۔ ۳۔ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پیغام کو بغیر کسی کمی بیشی کے لوگوں تک پہنچا دیں۔ **عملی پہلو:** امانت داری ایک مومن کی لازمی صفت ہے۔ اہل جنت کی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ "وہ اپنی امانتوں اور وعدوں کی حفاظت کرتے ہیں"۔ (سورۃ المعارج: آیت: ۳۲)
179	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟	ا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرو اور میری فرماں برداری کرو۔ **نوٹ:** اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت بھی ضروری ہوتی ہے کیوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ "جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہی عظیم کامیابی حاصل کرے گا"۔ (سورۃ الاحزاب: آیت: ۷۱)

	۲۔ تقویٰ یعنی پرہیز گاری سے کیا مراد ہے؟	۲۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے تقویٰ کے متعلق سوال کیا تو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ کبھی خار دار راستے پر نہیں گزرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ کیوں نہیں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کہنے لگے تو اس وقت آپ کیا کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں کپڑے سمیٹ کر اور کانٹوں سے بچتے ہوئے اس راستہ سے گزرتا ہوں۔ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ نے کہا یہی تقویٰ ہے۔" (بیہقی)
	۳۔ اسلام میں تقویٰ کی کیا اہمیت ہے؟	۳۔ "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا، مجھے نصیحت کیجیے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے مجھ سے اس چیز کا سوال کیا ہے جس کے متعلق میں نے تم سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ تقویٰ ہر خیر کا سرچشمہ ہے۔" (مسند احمد)
180	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟	ا۔ میں اپنی اس دعوت و تبلیغ پر تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ **نوٹ:** رسول دعوت کا عمل صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسی سے اجر و ثواب کی امید پر کرتے ہیں۔ کوئی دنیاوی مقصد، مال اور شہرت ان کا مقصد نہیں ہوتا۔ **عملی پہلو:** ہمیں بھی دوسروں کو اچھائی کی دعوت صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور آخرت کے اجر و ثواب کے حصول کے لئے دینی چاہیئے۔
181	ا۔ قومِ شعیب علیہ السلام کے کیا جرم تھے؟	ا۔ ناپ تول میں کمی کرنا۔ **عملی پہلو:** ناپ تول کا وسیع تصور یہ ہے کہ اشیاء کے ناپ تول کے علاوہ ایک دوسرے کے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں کمی نہیں کرنی چاہیئے۔ لینے اور دینے کا معیار ایک جیسا ہونا چاہیئے۔
182	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟	ا۔ سیدھے ترازو کے ساتھ پورا تولا کرو۔ **عملی پہلو:** انسان جو بات اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے پسند کرنی چاہیئے۔
183	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟	ا۔ لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو۔ **عملی پہلو:** حقوق العباد پورے نہ کرنے سے معاشرے میں بدامنی اور فتنہ و فساد پھیلتا ہے۔
184	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے اور کیا فرمایا؟	ا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔
185	ا۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟	ا۔ تم جادو زدہ لوگوں میں سے ہو۔

	۲۔ جادوزدہ ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۳۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام نے کو ایسا کیوں کہا؟	۲۔ جس پر جادو کیا گیا ہو اور وہ اپنے ہوش وحواس میں نہ ہو بلکہ اس کی دماغی کیفیت کسی دوسرے کے زیر اثر ہو جس نے جادو کیا ہو۔ ۳۔ نافرمان قوموں کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ رسولوں کی دعوت کو ماننے کے بجائے ضد اور ہٹ دھرمی میں انہیں بُرا بھلا کہنا شروع کر دیتی تھیں۔ شعیب علیہ السلام کی قوم نے وہی زبان اور انداز اختیار کیا جو قوم نوح علیہ السلام اور قوم ثمود نے اختیار کیا تھا۔ انہوں نے کہا اے شعیب! تم پر جادو ہو گیا ہے اس وجہ سے بہکی بہکی باتیں کرتے ہو۔ (معاذاللہ)
186	ا۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟	ا۔ i۔ تم تو صرف ہم جیسے انسان ہو۔ ii۔ تم جھوٹے ہو۔ (معاذاللہ) **نوٹ:** قوم کے خیال میں کسی نورانی مخلوق یعنی فرشتوں وغیرہ کو نبی بن کر آنا چاہیئے۔ جو انسانوں سے ہر لحاظ سے مختلف ہو۔ گویا ان کے خیال میں کوئی بشر یعنی انسانوں میں سے کوئی شخص نبی بن ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا آپ علیہ السلام کے نبوت کے دعویٰ کو جھوٹا کہتے تھے۔ (معاذاللہ)
187	ا۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟	ا۔ عذاب لے آؤ اگر تم سچے ہو۔
188	ا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے کیا فرمایا؟	ا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔ **عملی پہلو:** اللہ تعالیٰ ہماری تمام باتوں اور کاموں سے واقف ہے۔ قیامت کے دن ہمیں ان کا جواب اللہ تعالیٰ کے سامنے دینا ہو گا۔
189	ا۔ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟ ۲۔ قومِ شعیب علیہ السلام کا کیا انجام ہوا؟ ۳۔ ان پر عذاب کس شکل میں آیا؟	ا۔ قوم نے ان کی دعوت کا انکار کیا۔ ۲۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا اور وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ ۳۔ سائبان یعنی بادل کی شکل میں۔
190	ا۔ یہ قصّہ اللہ تعالیٰ نے کیوں بیان فرمایا؟ ۲۔ قوم مدین کے اکثر لوگوں کا کیا حال تھا؟	ا۔ اس میں لوگوں کے لئے عبرت کی نشانی ہے۔ ۲۔ ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے۔
191	ا۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کتنی صفات بیان ہوئیں اور کون سی؟ ۲۔ اللہ تعالیٰ کی صفت "العزیز" کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ ۳۔ اللہ تعالیٰ کی صفت "الرّحیم" کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟	ا۔ دو یعنی العزیز اور الرّحیم۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندوں سے کہ اللہ تعالیٰ ان پر غالب ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بندوں سے کہ وہی اللہ تعالیٰ کی مستقل رحمت کے مستحق ہیں۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ا: مندرجہ ذیل جملوں کے بارے میں بتائیے کہ وہ کس کا قول ہے:

نمبر شمار	جملے	اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا	شعیب علیہ السلام کا	قوم کا
۱-	میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی کی۔		✓	
۲-	کیا تمہاری نماز حکم دیتی ہے کہ ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کو چھوڑ دیں؟			✓
۳-	یقیناً آپ علیہ السلام کا رب بہت غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	✓		
۴-	تم ناپ تول میں کمی نہ کرو اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم کر کے نہ دو۔		✓	
۵-	اگر تمہارا خاندان نہ ہوتا تو ہم تمہیں ہلاک کر دیتے۔			✓

سوال ۲: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

الف	ب
قومِ شعیب علیہ السلام کا ایک اور نام	مدین تھا۔
قومِ شعیب علیہ السلام کا علاقہ	گھنے باغات عطا کیئے۔
قومِ شعیب علیہ السلام کا ایک جُرم	قومِ ایکہ ہے۔
اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قومِ شعیب علیہ السلام کو	عذاب سے خبر دار کیا۔
شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو	ناپ تول میں کمی بھی تھا۔

سوال ۳: مندرجہ ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (×) کا نشان لگائیں:

نمبر شمار	جملے	صحیح	غلط
۱-	قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو بستی سے نکال دیا۔		✓
۲-	قومِ شعیب علیہ السلام طوفان میں غرق کر دی گئی۔		✓
۳-	قومِ شعیب علیہ السلام دوسروں کا مال گھٹا کر دیتی تھی۔	✓	
۴-	حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کو ۹۵۰ برس دعوت دی۔		✓
۵-	قومِ شعیب علیہ السلام میں سے ظلم کرنے والے لوگوں کو زور دار چیخ نے آ پکڑا۔	✓	

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION

سوال۴: آیئے ہم اپنا جائزہ لیں: (نوٹ: اس سوال کے کالموں کو اس لیئے نہیں بھرا گیا کیونکہ یہ بچوں کا اپنا احتساب ہے)

سوال۵: درج ذیل الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کیجیے۔

اللہ تعالیٰ، فساد، ناپ، رجم، نماز، معبودوں، اطاعت اصلاح، خاندان، تول

(۱) حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تم ______ اور ______ کم نہ کرو۔ (ناپ، تول)

(۲) قوم نے کہا اے شعیب! کیا تمہاری ______ تمہیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم اپنے ______ کو چھوڑ دیں۔ (نماز، معبودوں)

(۳) قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا اگر تمہارا ______ نہ ہوتا تو ہم تمہیں ______ کر دیتے۔ (خاندان، رجم)

(۴) حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے فرمایا تم ______ سے ڈرو اور میری ______ کرو۔ (اللہ تعالیٰ، اطاعت)

(۵) حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے فرمایا تم زمین میں اس کی ______ کے بعد ______ نہ کرو۔ (اصلاح، فساد)

سوال۶: درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

۱- حدیث شریف میں ناپ تول میں کمی کرنے پر کیا سزا بتائی گئی ہے؟

"جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو وہ قحط اور مصائب اور بادشاہوں (یعنی حکمرانوں) کے ظلم و ستم میں مبتلا کر دی جاتی ہے۔"
(سنن ابن ماجہ)

۲- مدین قبیلہ کون تھا؟

قبیلہ مَدْیَنْ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے "مَدْیَنْ" کی نسل سے تھا جو ان کی بیوی "قطورا" سے پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ خاندان بنی قطورا کہلاتا ہے۔ جس بستی میں یہ رہتے تھے اس کا نام بھی قبیلہ کے نام سے مَدْیَنْ پڑ گیا۔

۳- لوگوں کو آزمائشوں میں کیوں مبتلا کیا جاتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو سختیوں اور آزمائشوں میں اس لئے مبتلا کیا جاتا ہے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔

۴- حلال رزق کس مال سے بہتر ہے؟

اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا حلال رزق اس مال سے بہت بہتر ہے جو ناجائز طریقہ پر کمایا جائے۔

۵- قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو کیا دھمکیاں دیں؟

قوم نے آپ علیہ السلام کو رَجم کرنے اور بستی سے نکال دینے کی دھمکیاں دیں۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰت

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (صفحہ نمبر ۲۰۴) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (صفحہ نمبر ۲۰۶،۲۰۷) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (صفحہ نمبر ۲۰۸،۲۱۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (صفحہ نمبر ۲۱۱،۲۱۲) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)۔

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)۔

مقاصدِ مطالعہ:

اس قصہ کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ فرشتوں کی قسم کیوں کھائی گئی اور وحی کی حفاظت کا کیسے انتظام کیا گیا؟

۲۔ آخرت کے لئے کیا دلائل دیئے گئے ہیں؟

۳۔ "مُخْلَص" بندوں سے کون مراد ہیں؟

۴۔ جنتیوں اور جہنمیوں کا کیا حال بیان ہوا ہے؟

۵۔ جنتی اور جہنمی شخص کا کیا قصہ بیان ہوا ہے؟

۶۔ جنتی اور جہنمی شخص کا آپس میں کیا مکالمہ ذکر ہوا؟

۷۔ نُزل، قلبِ سلیم اور زَقُّوم سے کیا مراد ہے؟

۸۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی کیا تفصیل ہیں؟

۹۔ قربانی کی اہمیت کیا ہے؟

۱۰۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں برکت رکھنے سے کیا مراد ہے؟

۱۱۔ حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ کی کیا تفصیل ہے؟

۱۲۔ جنات اور فرشتوں کی کیا حقیقت ہے؟

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت	سوال	جواب
1		**نوٹ:** سُوْرَةُ الصّٰفّٰت سے قرآنِ حکیم کی چھٹی منزل کا آغاز ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کے دور میں قرآنِ حکیم کو سات منازل میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روزانہ ایک منزل تلاوت کرتے اور اس طرح ایک ہفتہ میں ایک دفعہ قرآنِ حکیم کی تلاوت مکمل کر لیتے تھے۔
	۱۔ اس سورت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے کس کی قسمیں کھائی ہیں؟	۱۔ فرشتوں کی۔
	۲۔ قرآنِ حکیم میں اور کتنی سورتیں ہیں جن کا آغاز قسمیں کھا کر کیا گیا ہے؟	۲۔ پانچ سورتیں ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ i۔ سُوْرَةُ الصّٰفّٰت۔ ii۔ سُوْرَةُ الذّٰرِیٰت۔ iii۔ سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰت۔ iv۔ سُوْرَةُ النّٰزِعٰت۔ v۔ سُوْرَةُ الْعٰدِیٰت۔ **نوٹ:** اللہ تعالیٰ کو اپنی کسی بات کی تصدیق کے لئے قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے مختلف چیزوں کی جو قسمیں کھائی ہیں وہ اول تو عربی زبان کی فصاحت وبلاغت کا ایک اسلوب ہے جس سے کلام میں زور اور تاثیر پیدا ہوتی ہے، دوسرے جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے، ان پر اگر غور کیا جائے تو وہ اس دعوے کی دلیل ہوتی ہے جو ان قسموں کے بعد مذکور ہوتا ہے۔ تیسرا بعد میں آنے والی بات کی عظمت اور اہمیت ظاہر کرنے کے لئے قسم کھائی جاتی ہے۔
	۳۔ اس آیت میں فرشتوں کی کیا کیفیت بیان فرمائی گئی ہے؟	۳۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے صفیں بنا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ **نوٹ:** اس سورت کی آیت: ۱۶۵ میں بھی فرشتوں کے صفیں باندھ کر کھڑے ہونے کا ذکر ہے۔ ایک حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "تم لوگ ایسے صفیں بنایا کرو جیسے فرشتے بناتے ہیں، پہلے اگلی صفیں مکمل کرو پھر خوب مل مل کر کھڑے ہوا کرو۔" (صحیح مسلم)
2	۱۔ اس آیت میں کن فرشتوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں؟	۱۔ ڈانٹ ڈپٹ کرنے والے فرشتوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں۔ **نوٹ:** اس سے مراد یا تو وہ فرشتے ہیں جو اپنے گھوڑوں کو ڈانٹتے ہیں، یا وہ فرشتے ہیں جو کافروں کی جان نکالتے وقت انھیں ڈانتے ہیں، جیسے قریب الموت کافروں کو ڈانٹنے کا ذکر قرآن حکیم میں کئی جگہ آیا ہے۔ مثلاً سورۃ الانعام، آیت: ۹۳ اور سورۃ الانفال، آیت: ۵۰ میں ذکر ہے۔

	۲۔ فرشتے کن کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں؟ ۳۔ فرشتوں کا ڈانٹنا اور روکنا کیا ہے؟	**نوٹ:** گھوڑے کو ڈانٹنے کا ذکر بھی ایک حدیث میں ملتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (غزوۂ بدر میں) ایک مسلمان ایک کافر کا تعاقب کر رہا تھا، اس نے کافر کے اوپر سے کوڑے کی آواز سنی اور سوار کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے حیزوم! آگے بڑھ، یہ کہنا تھا کہ کافر زمین پر بُری طرح گر پڑا۔ مسلمان نے آگے بڑھ کر دیکھا تو اس کافر کی ناک زخمی تھی اور اس کا چہرہ پھٹ گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے کوڑا مارا گیا ہے اور اس کافر کا سارا بدن (کوڑے کے زہر کی وجہ سے) سبز ہو چکا تھا۔ وہ انصاری مسلمان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تو نے سچ کہا، یہ تیسرے آسمان سے (فرشتوں کے ذریعے) آئی ہوئی مدد تھی۔" (صحیح مسلم) ۲۔ فرشتے انسانوں اور جنّات کو ڈانٹتے ہیں۔ ۳۔ اس سے مراد یہ ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندوں اور جنّات کو گناہوں سے روکتے ہیں اور ان کے دل میں خیر کی باتیں ڈالتے ہیں اور شیاطین کو وسوسے ڈالنے اور عالم بالا تک پہنچنے سے روکتے ہیں۔
3	۱۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کن فرشتوں کی قسم کھائی ہے؟ ۲۔ ابتدائی تین آیات کا آپس میں کیا ربط ہے؟	۱۔ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو خود بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور انسانوں کی روحانی غذا یا ہدایت کا واسطہ بھی بنتے ہیں، پیغمبروں پر اللہ تعالیٰ کا حکم لاتے ہیں اور نیک لوگوں کے دلوں میں خیر کی باتیں ڈالتے ہیں۔ ۲۔ ان آیات پر غور کرنے سے فرشتوں کے اعمال کی یہ ترتیب سمجھ میں آتی ہے کہ "فرشتے صف در صف کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہیں۔ پھر شیطانوں کو جھڑکتے اور روکتے ہیں۔ پھر جو حکم اتر چکا ہوتا ہے اسے خود بھی پڑھتے ہیں اور دوسروں کو بھی سناتے ہیں۔
4	۱۔ یہ تمام قسمیں کس حقیقت کے بیان پر کھائی گئی ہیں؟ ۲۔ بندے کس کی قسم کھا سکتے ہے؟ ۳۔ اللہ تعالیٰ کا مخلوقات میں سے کسی کی قسم کھانے سے کیا مراد ہے؟	۱۔ اس بات پر قسمیں کھائی گئی ہیں کہ سب کا معبود ایک ہی ہے۔ ۲۔ بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ نے جو مخلوقات کی قسم کھائی ہے تو وہ محض گواہی اور شہادت کے لئے ہے کیونکہ مخلوقات میں سے جن کی قسم کھائی جاتی ہے وہ گویا اس حقیقت پر گواہ ہیں جس کا بیان کیا گیا ہے دوسری وجہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے کی یہ ہے کہ اس سے بات میں تاکید اور زور پیدا کرنا ہوتا ہے۔ **نوٹ:** اس سورت میں خاص طور پر فرشتوں کی قسم کھانے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس سورت کا مرکزی موضوع شرک کی اس خاص قسم کی تردید ہے جس کے تحت اہل مکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔ چنانچہ سورت کی ابتداء ہی میں

		فرشتوں کی قسم کھا کر ان کے وہ اوصاف بیان کر دیئے گئے جن سے ان کی مکمل بندگی کا اظہار ہوتا ہے۔ گویا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کے ان اوصافِ بندگی پر غور کرو گے تو وہ خود تمہارے سامنے اس بات کی گواہی دیں گے کہ اللہ ﷻ کے ساتھ ان کا بیٹی باپ رشتہ کا نہیں، بلکہ بندہ و آقا کا ہے۔ یعنی یہ فرشتے اللہ ﷻ کے بندے ہیں اور وہ ان کا مالک اور معبود ہے۔
5	۱۔ اللہ ﷻ کی شانِ ربوبیت کیسے بیان فرمائی گئی ہے؟ ۲۔ رب کے کیا معنی ہیں؟ ۳۔ آسمان اور زمین کے درمیان کیا ہے؟ ۴۔ کئی مشرقوں سے کیا مراد ہے؟	۱۔ اللہ ﷻ آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے۔ ۲۔ "اِنْشَاءُ شَیْءٍ حَالاً فَحَالاً اِلٰی حَدِّ تَمَامٍ" کسی شے کو رفتہ رفتہ اس کی تمام ضرورتیں پوری کرتے ہوئے اس کے عروج تک پہنچانے والا۔ اللہ ﷻ ہی تمام مخلوقات کی ہر ہر حاجت کو پوری فرمانے والا ہے۔ ۳۔ پوری کائنات۔ ہم سے قریب ترین شے زمین ہے، ہم سے دور ترین شے آسمان ہے۔ زمین اور آسمان کے درمیان گویا کل کائنات ہے۔ اللہ ﷻ اس پوری کائنات کا اور اس میں بسنے والی تمام مخلوقات کا رب ہے۔ ۴۔ سال بھر میں سورج ۳۶۵ جگہوں سے نکلتا ہے اس لئے اللہ ﷻ کو رب المشارق کہا گیا ہے کہ ان تمام سمتوں کا رب اللہ ﷻ ہے۔ **نوٹ:** "رَبُّ الْمَشَارِقِ" میں ایک اور نکتہ بھی ہے کہ سورج اپنی روزانہ کی گردش میں اس زمین کے مختلف حصوں پر ایک دوسرے کے بعد پے در پے طلوع ہوتا ہے۔ جہاں زمین کا کوئی حصہ سورج کے سامنے آتا ہے وہی اس کا مشرق ہے۔ اس لحاظ سے بھی نہ مشرقوں کا شمار ہے نہ مغربوں کا۔
6	۱۔ ساتوں آسمانوں میں آسمانِ دنیا کو کیا امتیاز حاصل ہے؟ ۲۔ آسمان کو ستاروں سے سجانے کا کیا مقصد ہے؟	۱۔ اللہ ﷻ نے آسمانِ دنیا کو ستاروں سے سجایا ہے اور زینت بخشی ہے۔ ۲۔ اللہ ﷻ نے ان گنت ستاروں کے ذریعہ آسمانِ دنیا کو سجادیا ہے۔ یہ ستارے خوبصورتی، رات میں ہلکی روشنی اور انسانوں کے لئے راستہ تلاش کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔
7	۱۔ ستاروں کو بنانے کی کیا حکمت بیان فرمائی گئی ہے؟	۱۔ ستارے اللہ ﷻ کی ہی بنائی ہوئی چوکیاں ہیں جہاں سے فرشتے آسمانوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ہر سرکش جن کو آسمانوں میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ **نوٹ:** نبی کریم ﷺ نے فرمایا تارے اللہ ﷻ نے تین کاموں کے لئے پیدا کئے ہیں۔ i۔ ان سے آسمان کی رونق ہے۔ ii۔ ان تاروں میں سے شعلے لے کر آسمان کی باتیں سننے والے شیاطین پر اللہ ﷻ کے فرشتے انگارے برساتے ہیں۔ iii۔ تاروں کے حساب سے مسافر لوگ راستہ کا حال معلوم کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

8	ا۔ سرکش شیاطین آسمانوں میں کیوں داخل ہونا چاہتے ہیں؟ ۲۔ کیا سرکش جنّات عالمِ بالا کی باتیں سن سکتے ہیں؟ ۳۔ فرشتے آسمانوں کی کیسے حفاظت کرتے ہیں؟	ا۔ وہ عالمِ بالا کی باتیں سننا چاہتے ہیں۔ **نوٹ:** رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے شیاطین نے ایک دھندہ بنا رکھا تھا وہ اوپر آسمانوں کی طرف جاتے اور باتیں سنتے۔ پھر یہی باتیں لا کر کاہنوں کے کانوں میں ڈالتے تھے وہ اس میں کئی جھوٹ ملا کر آگے بڑھاتے، پھر اگر یہ سنی سنائی بات سچ نکل آتی تو لوگ کاہنوں کا اعتقاد کر لیتے کہ دیکھو یہ غیب کی باتیں بتاتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو وہاں پہرہ لگ گیا، اب شیاطین اوپر جاتے ہیں تو مار کھاتے ہیں۔ ۲۔ جی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مامور فرمایا ہے جو آسمانوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان سرکش جنّات کو آسمانوں میں داخل نہیں ہونے دیتے۔ ۳۔ جب سرکش شیاطین آسمانوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو فرشتے ہر جانب سے ان پر شہابِ ثاقب یعنی تیز روشن شعلے برساتے ہیں جو میزائل کی طرح ان کا پیچھا کرتے ہیں اور انہیں آسمانوں میں داخل نہیں ہونے دیتے۔
9	ا۔ سرکش جنّات پر شہابِ ثاقب برسانے کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟ ۲۔ سرکش شیاطین کو کیا سزا دی جائے گی؟	ا۔ سرکش شیاطین کو آسمانوں سے بھگانے کے لئے۔ ۲۔ دنیا میں ان پر شہابِ ثاقب برسائے جاتے ہیں اور آخرت میں انہیں ہمیشہ کے لئے جہنم کا عذاب دیا جائے گا۔
10	ا۔ سرکش شیطانوں کے کس عمل کا ذکر ہے؟ ۲۔ سرکش شیطانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟ ۳۔ شہابِ ثاقب کیا ہیں؟	ا۔ آسمانوں سے کسی بات کے اچانک اُچک لینے کا۔ ۲۔ ان کے پیچھے شہاب ثاقب چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ ۳۔ شہاب کے معنی بلند شعلہ کے ہیں۔ ثاقب کے معنی اتنا روشن کہ جس چیز پر اس کی کرنیں پڑیں اس میں چھید کرتی پار گذر جائیں۔ الثاقب اصل میں ثقبہ سے ہے جس کے معنی سوراخ کے ہیں۔ شہاب ثاقب ایک تیز روشن شعلہ۔
11	ا۔ اس آیت میں قیامت کے واقع ہونے کی کیا عقلی دلیل دی گئی ہے؟ ۲۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے کس شے سے پیدا فرمایا ہے؟ ۳۔ انسان کی تخلیق قیامت کے واقع ہونے کی عقلی دلیل کس طرح ہے؟	ا۔ وہ اللہ تعالیٰ جو عظیم الشان کائنات کو پیدا کر سکتا ہے اور اس میں موجود عظیم مخلوقات کو بنا سکتا ہے۔ وہ انسان کو اس کی موت کے بعد بھی دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ **نوٹ:** آسمان، زمین، ستارے، فرشتے، شیاطین وغیرہ مخلوقات کا پیدا کرنا منکرین قیامت کے خیال میں زیادہ مشکل کام ہے یا خود ان کا پیدا کرنا اور وہ بھی ایک مرتبہ پیدا کر چکنے کے بعد۔ ظاہر ہے جو اللہ تعالیٰ ایسی عظیم الشان مخلوقات کا بنانے والا ہے اسے ان کا دوبارہ بنا دینا کیا مشکل ہو گا۔ ۲۔ چپکتی مٹی کے گارے سے پیدا فرمایا ہے۔ ۳۔ وہ اللہ تعالیٰ جو حقیر سی مٹی سے انسان کو بنا سکتا ہے وہ اس پر قادر ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کھڑا کر سکے۔ کسی شے کو پہلی دفعہ بنانا مشکل ہے جب کہ اسے دوبارہ بنانا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔

		نوٹ: ایک حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی لاش کے جلا دینے اور آدھی مٹی کو دریا میں بہا دینے اور آدھی کو ہوا میں اڑا دینے کی وصیت کی تھی۔ اس شخص کے مرجانے کے بعد وصیت کے موافق عمل ہوا۔ اللہ ﷻ نے ہر جگہ سے اس شخص کی مٹی کے جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور وہ مٹی جمع ہوئی اور اس کا پتلا بنایا گیا۔ اس حدیث شریف سے مردہ کی رواں دواں مٹی کے جمع ہو جانے کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے (صحیح بخاری، صحیح مسلم)
12	ا۔ آپ ﷺ کس شے پر تعجب فرماتے تھے؟ ۲۔ نبی کریم ﷺ کیوں تعجب فرماتے تھے؟ ۳۔ آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دینے پر مشرکین مکہ کا کیا طرزِ عمل بیان فرمایا گیا ہے؟	ا۔ مشرکین کی طرف سے قدرتِ خداوندی اور دوبارہ زندہ کیئے جانے کا انکار پر آپ ﷺ حیرت فرماتے تھے۔ ۲۔ اتنے واضح دلائل کے باوجود مشرکین دوبارہ اُٹھائے جانے کا انکار کیوں کرتے ہیں۔ **نوٹ:** آپ ﷺ کے اسی تعجب فرمانے کا دوسری جگہ یوں ارشاد ہوا "اور اگر آپ (کسی بات پر) تعجب کریں تو اِن کی یہ بات عجیب ہے (کہ) کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے (تو) کیا ہم نئے سرے سے پیدا کیئے جائیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور یہی لوگ ہیں کہ اِن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔" (سُوْرَةُ الرَّعْد، آیت:۵) ۳۔ وہ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے۔ انہیں یقین نہیں تھا کہ انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا ممکن ہے اور قیامت کا دن آئے گا اور انہیں اپنے کیئے ہوئے کا حساب دینا پڑے گا۔
13	ا۔ منکرینِ آخرت کے کس برے طرزِ عمل کا ذکر کیا گیا ہے؟	ا۔ جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ نصیحت قبول نہیں کرتے۔ **عملی پہلو:** نصیحت اسی شخص پر کارگر ہوتی ہے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے ورنہ کوئی دلیل، تذکیر اور تنبیہ فائدہ مند نہیں ہوتی۔
14	ا۔ اللہ ﷻ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کو دیئے جانے والے معجزات کو دیکھ کر منکرینِ آخرت کیا طرزِ عمل اختیار کرتے تھے؟	ا۔ وہ ان معجزات کا مذاق اڑاتے تھے۔ (معاذاللہ) **عملی پہلو:** جب انسان کا ذہنی سانچہ غلط تربیت، غلط ماحول اور باطل عقائد سے تبدیل ہو جائے تو پھر بڑے سے بڑا معجزہ بھی اس فرسودہ اور بگڑی ہوئی فکر اور دل کو بدل نہیں سکتا۔ ایسی فکر رکھنے والے لوگ ہمیشہ سے اہل حق کے دلائل کا مذاق اُڑاتے آئے ہیں۔
15	ا۔ معجزاتِ انبیاء کے بارے میں منکرینِ آخرت کی کیا رائے تھی؟	ا۔ وہ کہتے تھے یہ کھلا ہوا جادو ہے۔ (معاذاللہ) **عملی پہلو:** آخرت کی جواب دہی کا احساس نہ ہونے سے انسان کے رویوں اور کردار میں کوئی مثبت تبدیلی نہیں آتی۔ ایسے لوگ اگر اللہ ﷻ کی نشانیوں میں

		سے کسی عظیم نشانی کو دیکھنے کا موقع پاتے بھی ہیں تو اس سے کوئی سبق سیکھنے کی بجائے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ تو ایک کھلا ہوا جادو ہے جس سے ہماری عقلوں کو شکار کیا جا رہا ہے۔(معاذ اللہ)
16	ا۔ منکرینِ آخرت کا آخرت کے بارے میں کیا اعتراض بیان کیا گیا ہے؟	ا۔ وہ کہتے تھے جب ہم مر جائیں گے، مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیسے دوبارہ اٹھائے جا سکیں گے؟ **نوٹ:** مشرکین کا یہ قول قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔ سورۃ الرعد، آیت: ۵، سورۃ المومنون، آیت: ۳۵، سورۃ النحل، آیت: ۶۷، سورۃ ق، آیت: ۳، سورۃ الواقعہ، آیت: ۴۷ اور اس سورت میں دو مقامات پر اس موقف کا ذکر ہے: اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم زمین میں رَل مل چکے ہوں گے تو کیا ہم پھر نئے سرے سے پیدا کیئے جائیں گے بلکہ یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔(سُوْرَةُ السَّجْدَة، آیت: ١٠)
17	ا۔ آخرت کے بارے میں مشرکین مکہ کس تعجب کا اظہار کرتے تھے؟ ۲۔ آباؤ اجداد کے زندہ کیئے جانے کے بارے میں وہ کیوں پوچھ رہے تھے؟	ا۔ وہ کہتے تھے کیا ہمارے باپ دادا جو مر کھپ گئے جن کی ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں کیا وہ بھی زندہ کیئے جائیں گے؟ ۲۔ کیونکہ آباؤ اجداد کا زندہ کیا جانا مشرکین کو بہت مشکل معلوم ہوتا تھا اس لئے کہ وہ برسوں پہلے مر چکے تھے۔
18	ا۔ منکرینِ آخرت کے اعتراضات کا کیا جواب دیا گیا؟	ا۔ منکرینِ آخرت کو کہا گیا کہ ہاں وہ سب زندہ کیئے جائیں گے اور اس دن وہ اپنے انکارِ آخرت کے سبب ذلیل و خوار ہوں گے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا گیا" اور سب اس کے حضور بے بس ہو کر حاضر ہوں گے۔" سُوْرَةُ النَّمْل، آیت: ۸۷ موت کے بعد جی اٹھنے کے دلائل: ا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے مقتول کو زندہ فرمایا۔(سُوْرَةُ الْبَقَرَة، آیت: ۷۳) ۲۔ حضرت عزیر علیہ السلام کو سو سال کے بعد زندہ فرمایا۔(سُوْرَةُ الْبَقَرَة، آیت: ۲۵۹) ۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے سامنے ان کے ذبح کیے ہوئے چار پرندوں کو زندہ فرمایا۔(سُوْرَةُ الْبَقَرَة، آیت: ۲۶۰) ۴۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اپنے رب کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ (سُوْرَةُ آلِ عِمْرٰن، آیت: ۴۹)،(سُوْرَةُ الْمَآئِدَة، آیت: ۱۱۰) ۵۔ اصحاب کہف کو تین سو سال کے بعد اٹھایا۔(سُوْرَةُ الْكَهْف، آیت: ۲۵) ۶۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ہزاروں لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا۔ (سُوْرَةُ الْبَقَرَة، آیت: ۲۴۳)

		نوٹ: چونکہ منکرین کا سوال مذاق اُڑانے اور طنز کے انداز میں تھا اس وجہ سے اس کا جواب بھی نہایت روکھے انداز میں دیا گیا ہے۔ فرمایا کہ ہاں! تم اور تمہارے پہلے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے اور اس وقت تم سب نہایت ذلیل بھی ہو گے!
19	ا۔ اس آیت میں وقوعِ قیامت کی کیا کیفیت بیان فرمائی گئی ہے؟ ۲۔ زور کی آواز سے کیا مراد ہے؟	ا۔ اللہ ﷻ کے لئے قیامت کو برپا کرنا بہت آسان ہے اور بس ایک زور کی آواز ہو گی اور تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا۔ **نوٹ:** یعنی منکرین آخرت اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ ان کو دوبارہ اٹھا کھڑا کرنے کے لئے اللہ ﷻ کو کوئی خاص اہتمام وانتظام کرنا پڑے گا۔ یہ کام صرف ایک ڈانٹ میں انجام پائے گا۔ سورۃ النّٰزعٰت، آیات: ۱۴، ۱۳ میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ ۲۔ نفخت القیامہ۔ یعنی دوسری مرتبہ کا صور جو حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے۔
20	ا۔ قیامت کے دن منکرینِ آخرت کیا حسرت کریں گے؟	ا۔ وہ کہیں گے ہائے ہماری بربادی کیا یہی ہے بدلے کا دن۔ **نوٹ:** موجودہ دنیا میں اگلی زندگی کا معاملہ ایک خبر کے طور پر بتایا جارہا ہے۔ آدمی اس خبر کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ مگر آخرت میں اگلی زندگی کا معاملہ ایک سنگین حقیقت بن کر لوگوں کے اوپر ٹوٹ پڑے گا۔ اس وقت آدمی اپنی سرکشی بھول کر اپنے آپ کو اللہ ﷻ کے سامنے ڈال دے گا۔ یہ ناقابل بیان حد تک ہولناک منظر ہو گا۔ اس وقت میدان حشر میں لوگوں کا جو حال ہو گا اس کا ایک نقشہ آگے کی آیتوں میں دیا گیا ہے۔
21	ا۔ منکرینِ آخرت کو قیامت کے دن کیا جواب دیا جائے گا؟ ۲۔ قیامت کے دن کو فیصلے کا دن کیوں قرار دیا گیا ہے؟	ا۔ ان سے کہا جائے گا کہ یہی ہے فیصلہ کا دن جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ ۲۔ کیوں کہ تمام معاملات کا بالآخر فیصلہ اللہ ﷻ ہی فرمائیں گے اور وہ قیامت کا دن ہو گا جب ہر معاملے کا صحیح صحیح فیصلہ فرما دیا جائے گا۔ **نوٹ:** قیامت کے بہت نام ہیں۔ اور یہ نام اس دن کے کاموں کے لحاظ سے ہیں، چونکہ اس دن بدلہ دیا جائے گا اور انصاف کیا جائے گا لہذا وہ "یوم الدین" ہے اور چونکہ لوگوں کا فیصلہ یا ان میں فاصلہ وجدائی ہو جائے گی لہذا "یوم الفصل" بھی ہے۔
22	ا۔ قیامت کے دن اللہ ﷻ فرشتوں کو کیا حکم دیں گے؟ ۲۔ ظالموں کے جوڑوں سے کون مراد ہیں؟	ا۔ قیامت کے دن اللہ ﷻ فرشتوں کو ظالموں اور ان کے جوڑوں کو جمع کرنے کا حکم دیں گے۔ ۲۔ مفسرین کرام نے اس سے تین قسم کے لوگ مراد لیئے ہیں۔ i۔ مشرکین و کفار کی پیروی کرنے والے۔ ii۔ کافروں کی مشرک بیویاں جو کفر میں ان کی پیروکار تھیں۔ ۳۔ ایک ہی گروہ والے یعنی سود خور، سود خوروں کے ساتھ، شرابی، شرابیوں کے ساتھ۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

نمبر	سوال	جواب
	۳۔ کفار ومشرکین کے معبودوں سے کون مراد ہے؟	**نوٹ:** ظالم سے مراد کافر ہیں اور جوڑے سے مراد وہ شیطان جس نے انہیں بہکایا، ہر کافر اپنے شیطان کے ساتھ زنجیر میں جکڑ کر دوزخ میں جائے گا، یا ظالم سے مراد کافر اور جوڑے سے مراد اس کی جنس کا دوسرا کافر، مشرک مشرک کے ساتھ، آتش پرست آتش پرست کے ساتھ دہریہ دہریہ کے ہمراہ وغیرہ۔ ۳۔ کفار کے پوجا کے پتھر، درخت سورج چاند بھی دوزخ میں جائیں گے، مگر عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ عذاب دینے کے لئے، لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بتوں نے کیا قصور کیا جو وہ دوزخ میں جائیں گے۔ **نوٹ:** حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام جن کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے کر اُن کی پوجا کی جاتی رہی وہ اس میں داخل نہیں، کیونکہ لفظِ "ما" سے مراد غیر عقل والی چیزیں ہوتی ہیں۔
23	۱۔ قیامت کے دن ظالموں کا کیا انجام ہو گا؟	۱۔ ان سب کو جہنم کے راستے کی طرف ہانکا جائے گا۔ **عملی پہلو:** ظلم کا معنی ہے کسی غیر کی ملکیت واختیار میں تصرف کرنا، یا کسی چیز کو اس کے اصل مقام کے خلاف دوسری جگہ رکھنا، یہاں ظلم سے مراد کفر اور شرک ہے۔ یعنی وہ لوگ جو غیر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ قرآن حکیم میں ہے: شرک کرنا سب سے بڑا ظلم ہے۔ (سورۃ لقمٰن، آیت:۱۳) اور کافر ہی ظالم ہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۲۵۴)
24	۱۔ جہنم کے راستے کی طرف ہانکتے ہوئے ظالموں سے کیا معاملہ کیا جائے گا؟	۱۔ ان ظالموں کو راستے میں روک کر ان کے بُرے عقائد اور ان کے برے اعمال کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ **عملی پہلو:** اس حدیث کی روشنی میں ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن کسی شخص کے قدم اللہ تعالیٰ کے پاس سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے متعلق نہیں پوچھ لیا جائے گا۔ i۔ اس نے عمر کس چیز میں صرف کی۔ ii۔ جوانی کہاں خرچ کی۔ iii۔ مال کہاں سے کمایا۔ iv۔ مال کہاں خرچ کیا۔ v۔ جو کچھ سیکھا اس پر کتنا عمل کیا۔" (ترمذی)
25	۱۔ فرشتے ظالموں کی مذمت کیسے کریں گے؟ ۲۔ فرشتے ظالموں سے یہ سوال کیوں کریں گے؟	۱۔ ان سے پوچھیں گے کہ کیا ہو گیا آج تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ دنیا میں تو تمہارا ایک جتھا یعنی ایک ہی گروہ تھا اور تم ایک دوسرے کا بڑا ساتھ دیتے تھے۔ ۲۔ اعمال کے محاسبے کے ساتھ ساتھ انھیں ذلیل کرنے کے لئے اور ان کے جھوٹے معبودوں کی بے بسی ظاہر کرنے کے لئے یہ سوال ہو گا۔ جیسا کہ سورۃ القمر، آیت: ۴۴ میں بھی یہ ہے کہ تم تو کہا کرتے تھے: "ہم ایک جماعت ہیں جو بدلا لے کر رہنے

		والے ہیں۔" یا جیسا کہ تمھارا دعویٰ تھا کہ قیامت کے دن ہمارے معبود ہمیں بچا لیں گے، اب تمھیں کیا ہوا کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کر رہے ؟
26	ا۔ فرشتوں کی مذمت پر ظالم لوگ کیا جواب دیں گے ؟ ۲۔ قیامت کے دن منکرینِ آخرت کی کیا کیفیت ہوگی ؟	ا۔ وہ کوئی جواب نہیں دے سکیں گے۔ ۲۔ وہ بالکل عاجز اور مکمل فرماں بردار ہوں گے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا گیا: "اور اس دن وہ اللہ ﷻ کے سامنے فرماں بردار ہونا پیش کریں گے اور ان سے گم ہو جائے گا جو وہ جھوٹ باندھا کرتے تھے۔" (سورۃ النحل، آیت:۸۷)
27	ا۔ اس آیت میں کن لوگوں کے باہم مکالمہ کرنے کا ذکر فرمایا گیا ہے ؟	ا۔ گمراہ اور دنیا دار لیڈروں اور کارکنوں کے باہم مکالمے کا بیان ہے۔ مراد مشرکین کا ان کے سرداروں سے باہم مکالمہ کرنا ہے۔ یعنی گمراہ لوگ اور انہیں گمراہ کرنے والے ایک دوسرے سے مخاطب ہو کر ایک دوسرے پر گمراہی کی ذمہ داری ڈالیں گے۔ **نوٹ:** اللہ ﷻ نے اہل جہنم کی باہمی گفتگو، ان کا ایک دوسرے کو ملامت کرنا اور گمراہ کرنے والوں کا اپنی پیروی کرنے والوں سے بری ہونے کے اعلان کا ذکر کئی مقامات پر فرمایا ہے۔ مثلاً سورۃ البقرہ، آیات: ۱۶۶، ۱۶۷، سورۃ ابراہیم، آیات: ۲۱، ۲۲، سورۃ الاعراف، آیات: ۳۸، ۳۹، سورۃ سبا، آیات: ۳۱ تا ۳۳ اور سورۃ المومن، آیات: ۴۷، ۴۸۔
28	ا۔ مشرکین اپنے سرداروں سے کیا شکوہ کریں گے ؟ ۲۔ کمزور لوگ سرداروں پر اپنی گمراہی کی ذمہ داری کیوں ڈالیں گے ؟	ا۔ مشرکین اپنے اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ ہمیں تم نے گمراہ کیا، تم ہم پر خوب زور ڈال کر ہمیں گمراہ کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ **نوٹ:** "الیَمِین" کا معنی قسم بھی ہے، دایاں ہاتھ بھی اور دائیں جانب بھی۔ اگر اس کا معنی قسم لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ تم ہی قسمیں کھا کھا کر اپنے آپ کو ہمارا خیر خواہ ظاہر کرتے تھے اور یہ باور کراتے تھے کہ حق وہی ہے جو تم پیش کر رہے ہو اور رسول کی تعلیم باطل ہے۔ (معاذاللہ) اور اگر اس کا معنی دایاں ہاتھ لیا جائے تو اس سے مراد قوت وطاقت ہوگی، مطلب یہ ہوگا کہ تم زور اور قوت دکھلا کر ہمیں مرعوب کرتے تھے اور اگر دائیں جانب معنی ہو تو مراد خیر اور نیکی کی جانب ہوگی اور مطلب یہ ہوگا کہ تم آ کر ہمیں خیر خواہی، نیکی اور دینِ حق کی راہ سے بہکاتے تھے اور کہتے تھے کہ جس چیز کا ہم تمھیں حکم دے رہے ہیں نیکی اور حق وہی ہے۔ آیت کے الفاظ میں بیک وقت تینوں معنوں کی گنجائش ہے اور یہ کلامُ اللہ کا معجزہ ہے، کیونکہ ان کے سردار گمراہ کرنے کے یہ تینوں طریقے استعمال کرتے تھے۔ ۲۔ کمزور لوگوں کا اپنی گمراہی کی پوری ذمہ داری سرداروں پر ڈالنے کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ عذاب سے کسی طرح بچ سکیں۔ لیکن وہ ہرگز نہیں بچ سکیں گے۔

29	ا۔ گمراہ لیڈر اپنے پیروکاروں کے شکوے کا کیا جواب دیں گے؟	ا۔ سرداراس کا پہلا جواب یہ دیں گے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے تھے، اور ہم پر ناحق الزام لگاتے ہو۔
30	ا۔ گمراہ لیڈر قیامت کے دن اپنے پیروکاروں کے سامنے اور کیا کیا صفائی پیش کریں گے؟	ا۔ گمراہ سرداراپنے پیروکاروں کو دوسرا جواب یہ دیں گے کہ ہمارا تم پر کوئی ایسا غلبہ نہ تھا جو تمھیں کفر پر قائم رہنے پر مجبور کرتا۔ تم اپنی مرضی سے کفر پر مطمئن اور خوش تھے۔ تیسرا جواب وہ یہ دیں گے کہ تم خود حد سے تجاوز اور سرکشی کرنے والے تھے۔ اس لئے تم حق کو چھوڑ کر ہمارے پیچھے لگ گئے اور انبیاء کی مخالفت کرتے رہے۔
31	ا۔ گمراہ لیڈراور ان کے پیروں کار قیامت کے دن کس حقیقت کا اعتراف کریں گے؟ ۲۔ قیامت کے دن گمراہ لیڈر اور ان کے پیروکار مزید کس حقیقت کا اعتراف کریں گے؟	ا۔ وہ کہیں گے کہ آج ہم پر اللہ ﷻ کا عذاب ثابت ہو کر رہے گا۔ ۲۔ وہ کہیں گے کہ بے شک اللہ ﷻ کا عذاب ہم چکھ کر رہیں گے۔ یہ پہلے تینوں جوابوں کے نتیجے میں گمراہ سرداروں کا چوتھا جواب ہو گا، یعنی ہم نے کفر پر قائم رکھنے کے لئے تم پر کوئی زبردستی نہیں کی، بلکہ اصل میں نہ تم ایمان والے تھے نہ ہم، جیسے ہم مجرم تھے ویسے ہی تم مجرم تھے، لہٰذا یہی انجام ہوا کہ دونوں عذاب کے مستحق ٹھہرے۔
32	ا۔ قیامت کے دن گمراہ لیڈر اپنے پیروکاروں کو گمراہ کرنے کا کیا سبب بیان کریں گے؟	ا۔ وہ کہیں گے کہ ہم خود بھی گمراہ تھے تو ہم نے تمہیں بھی گمراہ کیا۔ یہ گمراہ سرداروں کا پانچواں جواب ہو گا کہ ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا، مگر ہم خود گمراہ تھے اور ظاہر ہے ایک گمراہ شخص سے گمراہی کی طرف بلانے ہی کی توقع ہو سکتی ہے۔ **عملی پہلو:** گمراہ شخص لازماً یہ چاہتا ہے کہ دوسرے بھی اس جیسے ہو جائیں، تاکہ کوئی کسی کو ملامت کرنے والا نہ رہے۔ لہٰذا ہمیں خود عقل سے کام لینا چاہیئے اور ایسے لوگوں کی بات نہیں ماننی چاہیئے۔ ورنہ ہم روزِ قیامت اپنی گمراہی کا ذمہ دار ان کو نہیں ٹھہرا سکیں گے۔
33	ا۔ قیامت کے دن گمراہ لیڈروں اور ان کے پیروکاروں میں سے کسے عذاب دیا جائے گا؟	ا۔ وہ سب قیامت کے دن عذاب میں شامل ہوں گے۔ **عملی پہلو:** قیامت کے دن عوام کا یہ عذر ان کو کچھ بھی کام نہ آئے کہ ان کی گمراہی کے ذمہ دار دوسرے لوگ تھے۔ کیونکہ اللہ ﷻ نے ہر شخص کو اتنی عقل دی ہے کہ وہ حق اور باطل کے درمیان فرق و امتیاز کر سکے۔ خاص کر ایسی صورت میں جبکہ باطل کے مقابلے میں حق کی دعوت دینے والے بھی موجود ہوں۔ اس لئے ایسے عوام اور ان کے لیڈر دونوں ہی عذاب میں شریک اور حصے دار ہوں گے۔ جیسا کہ سورۃ الزخرف، آیت:۳۹ میں بیان ہوا ہے کہ ” جب تم ظالم ٹھہر چکے ہو تو آج تم سب کا عذاب میں شریک ہونا کوئی نفع نہ دے گا۔“

34	۱۔ قیامت کے دن بُرا انجام کن لوگوں کا ہوگا؟ ۲۔ مجرموں سے مراد کون لوگ ہیں؟	۱۔ مجرموں کا۔ ۲۔ کفار و مشرکین **عملی پہلو:** مجرموں کے ساتھ اللہ ﷻ یہ سلوک اس لئے کریں گے کہ قرآنِ حکیم کا فرمان ہے کہ "بھلا جو مومن ہو وہ فاسق کی طرح ہو سکتا ہے؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔" (سورۃ السجدہ، آیت:۱۸) جب ان دونوں کا برابر ہونا ممکن نہیں ہے تو مومن کو ثواب نہ دینا اور کافر کو عذاب نہ دینا ممکن نہیں ہے۔
35	۱۔ اس آیت میں اللہ ﷻ کے عذاب کا کیا سبب بیان کیا گیا ہے؟	۱۔ توحید کا انکار کرنا۔ یعنی کفار و مشرکین کو پتھر کے سامنے جھکنے میں عار نہیں آتا تھا بلکہ وہ رب العالمین کی وحدانیت کا اقرار کرنے میں اس لئے تکبر کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر وہ کلمہ توحید کا اقرار کیوں کریں!
36	۱۔ اس آیت میں مشرکین کے لئے عذابِ جہنم کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟ ۲۔ مشرکینِ مکہ نے نبی کریم ﷺ کی شان میں کیا گستاخی کرتے تھے؟ ۳۔ مشرکینِ مکہ آپ ﷺ کو شاعر یا مجنون (معاذ اللہ) کیوں کہتے تھے؟	۱۔ مشرکین رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے تھے۔ ۲۔ مشرکینِ مکہ آپ ﷺ کو (معاذ اللہ) شاعر یا مجنون کہتے تھے۔ ۳۔ کیونکہ آپ ﷺ ان کے سامنے قرآن پیش فرماتے تھے اور وہ لوگ قرآن کو شاعری قرار دے کر شاعر کہتے تھے۔ (معاذ اللہ) **نوٹ:** کفار و مشرکین رسول اللہ ﷺ کا کہا ماننے سے تکبر محسوس کرتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں عاجز اور کمتر پاتے تھے۔ اس احساس کمتری، حقارت اور حسد کی وجہ سے وہ جذبہ انتقام سے لبریز رہتے تھے۔ ان کے جذبات و احساسات کا ردِ عمل تکبر کی صورت میں سامنے آیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے دیگر حربوں کا استعمال بھی جاری رکھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جو کلام پیش فرمایا اسے شعر اور خود رسول اللہ ﷺ کو شاعر اور مجنون کہنا (معاذ اللہ) اس احساس حقارت و کمتری کا انتقامی حربہ تھا ورنہ وہ بہتر طریقے سے جانتے تھے کہ یہ کلام شعر ہے اور نہ یہ رسول مجنون۔
37	۱۔ مشرکین کے آپ ﷺ پر لگائے گئے الزامات کا اللہ ﷻ نے کیا جواب دیا ہے؟ ۲۔ اس آیت میں اللہ ﷻ نے نبی کریم ﷺ کی کیا شان بیان فرمائی ہے؟ ۳۔ تصدیق فرمانے سے کیا مراد ہے؟	۱۔ اللہ ﷻ نے ان تمام الزامات کو رد فرما دیا۔ ۲۔ آپ ﷺ دینِ حق کو لانے والے ہیں اور تمام رسولوں کی تصدیق فرمانے والے ہیں۔ ۳۔ یعنی آپ ﷺ وہی دعوت پیش فرما رہے ہیں جسے پچھلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام پیش کرتے رہے ہیں یا اس تصدیق سے مراد یہ ہے کہ گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام نے نبی

		آخر الزمان ﷺ کی جو صفات بیان کی تھیں وہ سب کی سب آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔
38	۱۔ اس آیت میں اللہ ﷻ نے منکرین رسالت کو کیا وعید سنائی ہے؟	۱۔ اس آیت میں اللہ ﷻ نے منکرین رسالت اور گستاخ لوگوں کو دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے۔
39	۱۔ قیامت کے دن مجرموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟	۱۔ قیامت کے دن مجرموں کو ان برے اعمال کی سزا دی جائے گی جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔
40	۱۔ قیامت کے دن اللہ ﷻ کے عذاب سے کون لوگ محفوظ رہیں گے؟ ۲۔ "مُخْلَصْ" بندوں سے کون مراد ہے؟	۱۔ اللہ ﷻ کے مُخْلَصْ یعنی چنے ہوئے بندے۔ ۲۔ مُخْلِصْ بندے وہ ہوتے ہیں جن کے عمل، ارادوں اور خواہش میں غیر اللہ ﷻ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ "مُخْلَصْ" وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ ﷻ نے خالص بنایا ہے اور "مُخْلِصْ" وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ ﷻ کے لئے خالص بنایا ہے۔ جب انسان مُخْلِصْ ہوتا ہے اور اس کے اخلاص کو اللہ ﷻ قبول فرماتا ہے تو اس کے بعد اللہ ﷻ اسے اپنے لئے مُخْلَصْ بناتا ہے۔ پہلے مُخْلِصْ ہوتا ہے، بعد میں مُخْلَصْ۔ گویا مُخْلَصْ لوگ وہ ہوتے ہیں جنہیں اللہ ﷻ اپنی رحمت کیلئے خاص کر لیا ہوتا ہے اور اللہ ﷻ اپنی رحمت کیلئے خاص ان ہی لوگوں کو کرتا ہے جو اپنے ایمان اور عمل سے اسکا حق پیدا کرتے ہیں۔ لفظ مُخْلَصْ صرف اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے کہ جس کو جو کچھ بھی ملے گا اللہ ﷻ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت و عنایت ہی سے ملے گا۔
41	۱۔ اللہ ﷻ کے ان مخلص بندوں کا قیامت کے دن کیا انجام ہوگا؟ ۲۔ معلوم رزق سے کیا مراد ہے؟	۱۔ انہیں معلوم رزق دیا جائے گا۔ ۲۔ جنت اور اس کی وہ نعمتیں جن کا ذکر قرآنِ حکیم اور احادیث میں کیا گیا ہے۔ **نوٹ:** حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ ﷻ فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل پر اس کا تصور ہی گزرا۔" (صحیح بخاری اور صحیح مسلم)
42	۱۔ قیامت کے دن اللہ ﷻ کے نیک بندے کس کیفیت میں ہوں گے؟	۱۔ ان کے سامنے انواع و اقسام یعنی نفیس و لذیذ نعمتیں، خوش ذائقہ، خوشبودار اور خوش منظر جنتی میوے نہایت اعزاز و اکرام سے پیش کیئے جائیں گے۔ مزید یہ کہ انہیں صرف کھانے پینے کی اشیاء ہی نہیں ملیں گی بلکہ عزت و سرفرازی بھی حاصل ہوگی۔ **نوٹ:** جنت میں جسم کو قائم رکھنے اور زندہ رہنے کے لئے غذا کی ضرورت نہیں ہوگی

COPYRIGHTS RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION
SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION

		کیونکہ انہیں ایسے جسم مل چکے ہوں گے جن میں کوئی نقص پیدا ہونے والا نہیں۔ وہاں کھانا پینا لذت اور سرور حاصل کرنے کے لئے ہو گا۔ اسی لئے میووں کا ذکر خصوصیت کے ساتھ ہوا ہے۔
43	ا۔ اس آیت میں جنت کی کیا تعریف بیان فرمائی گئی ہے؟	ا۔ جنت کو نعمتوں کے باغات قرار دیا گیا ہے۔ **نوٹ:** جنت کی نعمتوں کی یہ خصوصیت ہو گی کہ صرف ارادے سے میسر آجائیں گی ان کے حصول کے لئے کسی محنت مشقت اور دوڑ دھوپ یا کسی سے سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔
44	مومنین جنت میں کس حال میں ہوں گے؟	ا۔ وہ تختوں پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ **نوٹ:** ان نعمتوں میں سے ایک اہم نعمت کا ذکر ہے کہ دوستوں کی محفل برپا ہو گی اور مسندوں پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ کر مختلف موضوعات پر گفتگو کرنے میں بھی ایک خاص لطف ہے۔ خصوصاً یہ گفتگو اللہ ﷻ کے فضل و کرم اور انعامات و احسانات، گزشتہ دنیوی زندگی کی مختلف آزمائش میں کامیابیوں کے ذکر پر ہو اور دیگر ایسے لوگوں کا بھی ذکر آئے جو دنیا میں ان کے ساتھ اس دن کے بارے میں ان سے اختلاف کرتے تھے اور ان سے دشمنی رکھتے تھے۔
45	ا۔ جنت میں مومنین کو کیا مشروب پلایا جائے گا؟ ۲۔ دنیا کی شراب میں عموماً کیا کیا برائیاں پائی جاتی ہیں؟	ا۔ بہتی ہوئی شراب کے جام پلائے جائیں گے۔ یہ شراب دنیا کی شراب جیسی ہرگز نہیں ہو گی۔ ۲۔ مثلاً دنیا کی شراب انتہائی کڑوی، بدبودار، بدمزہ، عقل کو ساکت کرنے والی، ہوش اڑا دینے والی، سر میں درد کرنے والی، پیٹ میں مروڑ، پیشاب میں جلن، الٹیاں لانے والی اور طبیعت میں بگاڑ پیدا کرنے والی ہوتی ہے جبکہ جنت کی شراب ان تمام خرابیوں اور بُرائیوں سے پاک ہو گی۔ **نوٹ:** بِكَاْسٍ: جس پیالے میں شراب موجود ہو عربی میں اسے کاس کہتے ہیں اور جس میں شراب نہ ہو اسے قدح کہتے ہیں۔ لہٰذا لفظ کاس، ساغر یا جام کہنے سے شراب خود ذہن میں آتی ہے مَّعِيْنٍ: جاری کے معنوں میں ہے۔ شراب کے چشمے جاری ہوں گے جن سے جام بھرنے کی بھی ضرورت نہ ہو گی بلکہ جام پھرائے جا رہے ہوں گے۔
46	ا۔ اس آیت میں جنت کی شراب کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟	ا۔ وہ پینے والوں کے لئے نہایت خوش رنگ، دودھ سے زیادہ سفید اور خوب لذت والی ہو گی۔
47	ا۔ اس آیت میں جنت کی شراب کے کیا اثرات بیان	ا۔ نہ تو اسے پی کر سر میں درد ہو گا اور نہ ہی عقل ساکت ہو گی۔

	فرمائے گئے ہیں؟	**نوٹ:** "غول" کے معنی نشہ، دردِ سر، مدہوشی، طبیعت میں بگاڑ پیدا ہونا اور اچانک ہلاک کر دینے کے ہیں۔
48	ا۔ اس آیت میں جنت کی کس نعمت کا بیان فرمایا گیا ہے؟ ۲۔ حوروں کی کیا سیرت بیان فرمائی گئی ہے؟ ۳۔ نیچی نگاہ والیوں سے کیا مراد ہے؟	ا۔ اس آیت میں جنت کی ایک نعمت یعنی حوروں کا بیان فرمایا گیا ہے۔ ۲۔ وہ نیچی نگاہوں والیاں یعنی شرم وحیا کا پیکر ہوں گی اور نیک سیرت ہوں گی۔ ۳۔ وہ اپنے شوہروں کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھیں گی اور اس سے ایک مراد شرم وحیا ہے جو مردوں اور عورتوں کا حسین زیور ہے۔ جس کے بارے میں قرآنِ حکیم اور حدیث میں تلقین کی گئی ہے۔ **عملی پہلو:** معلوم ہوا کہ جنت میں پردہ ہوگا، تاکہ کوئی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے، متقی پرہیز گار سے بھی پردہ ہے کہ جنت میں سارے متقی ہوں گے، مگر جنتی عورتیں، حوریں ان سے بھی پردہ کریں گی، جن گھروں میں آج پردہ ہے وہ جنتی گھر ہیں اور جہاں بے پردگی بے حیائی ہے وہ دوزخی گھر۔
49	ا۔ حوروں کی صورت کا کیا ذکر فرمایا گیا ہے؟	ا۔ وہ صفائی اور خوبصورتی میں گرد وغبار سے محفوظ رکھے ہوئے انڈوں کی مانند ہوں گی۔ یعنی رنگت صاف، دلکش، دھول سے بالکل پاک صاف ہوں گی۔ **نوٹ:** سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب اسی آیت کی تفسیر رسول اللہ ﷺ سے پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ان کی نرمی ونزاکت اس جھلّی جیسی ہوگی جو انڈے کے چھلکے اور اس کے گودے کے درمیان ہوتی ہے۔ (ابن جریر)
50	ا۔ اس آیت میں کن لوگوں کے باہم گفتگو کرنے کا بیان فرمایا گیا ہے؟	ا۔ اہل جنت کا۔ **نوٹ:** اہل جنت کی باہمی گفتگو کا ایک مقصد غافلوں اور سرکشوں کو بروقت متنبہ کرنا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم آخرت میں دیکھنے اور سننے کی قوتوں کا کیا حال ہوگا۔ جنت میں بیٹھا ہوا ایک جنتی لاکھوں میل بلکہ غیر محدود مسافت پر دوزخ میں ایک دوزخی کو دیکھ بھی لے گا اور اس سے بات بھی کر لے گا اور اس کا جواب بھی سن لے گا۔ وہاں ریڈیو، ٹیلی ویژن یا کوئی اور جدید ترین مواصلاتی آلہ کار فرما نہ ہوگا۔
51	ا۔ اہل جنت جب آپس میں گفتگو کر رہے ہوں گے تو ان میں سے ایک شخص کس کا ذکر کرے گا؟	ا۔ اپنے ایک دوست کا۔ **نوٹ:** ایک جنتی مومن اپنی دنیوی زندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے ایک کافر ساتھی کا ذکر چھیڑے گا جو اس بات پر اس کا مذاق اڑاتا تھا کہ وہ مؤمن قیامت اور آخرت کا معتقد تھا اور وہ کافر اسی بات کی رٹ لگاتا تھا جو ہر کافر اور منکر لگاتا ہے کہ جب ہم خاک ہو جائیں گے تو کسی جزا سزا کے لئے کیسے اٹھائے جائیں گے۔ آگے کی

		آیات میں اس واقعہ کا تذکرہ ہے۔ **نوٹ:** مختصر قصّہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے یہ دونوں آدمی مومن اور کافر کسی کام میں ایک دوسرے کے شریک تھے اور ان کے پاس آٹھ ہزار دینار جمع ہو گئے، انہوں نے آپس میں ان کو تقسیم کر لیا پھر وہ ایک دوسرے سے الگ ہو گئے، ایک نے ۴ہزار عیش و عشرت میں خرچ کر دیئے اور ایک نے اللہ ﷻ کی راہ میں صدقہ کر دیئے۔ دونوں کی موت کے بعد اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنے والے کو جنت میں داخل فرمایا اور دوسرے کو جو آخرت کا منکر تھا دوزخ میں ڈال دیا گیا۔ جنت میں جانے والا شخص اچانک اپنے دنیا والے دوست کے متعلق فرشتے سے پوچھے گا تو فرشتہ اس کو دکھائے گا وہ دوزخ میں جل رہا ہو گا پھر وہ جنتی اس دوزخی کو ملامت کرے گا اور کہے گا اللہ ﷻ کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے بھی ہلاک کر دیتا' اگر مجھ پر میرے رب کا احسان نہ ہوتا۔
52	ا۔ اہلِ جنت جس شخص کی بات کر رہے تھے کیا وہ مومن تھا؟ ۲۔ اس شخص کا عقیدہ کیا تھا؟	ا۔ جی نہیں۔ ۲۔ وہ کافر تھا اور اہلِ ایمان کا مذاق اڑاتا تھا۔
53	ا۔ وہ شخص ایمان بالآخرت پر کیا اعتراض کرتا تھا؟	ا۔ وہ کہتا تھا کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی یا ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں کوئی زندہ کر سکے گا اور ہمیں کیسے بدلہ دیا جا سکے گا؟ گویا وہ آخرت کا منکر تھا۔
54	ا۔ اللہ ﷻ اپنے دوست کا ذکر کرنے والے اس جنتی شخص سے کیا فرمائیں گے؟ ۲۔ جنتی شخص کیا اظہار کرے گا؟	ا۔ کیا تم اسے دیکھنا چاہو گے؟ ۲۔ وہ اپنے اس کافر دوست کو دیکھنا چاہے گا۔
55	ا۔ جنتی شخص اپنے کافر دوست کو کس حال میں پائے گا؟	ا۔ وہ اسے جہنم کے بیچوں بیچ دیکھے گا۔
56	ا۔ جنتی شخص اپنے اس کافر دوست کو دیکھ کر کیا کہے گا؟ ۲۔ بُری دوستیوں کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟	ا۔ وہ کہے گا کہ اللہ ﷻ کی قسم تم نے تو مجھے ہلاک ہی کر دیا تھا۔ ۲۔ تباہی اور بربادی اور جہنم کا عذاب۔ **عملی پہلو:** ہمیں اپنے حلقۂ احباب کا جائزہ لے کر یہ دیکھنا چاہیئے کہ ان میں کوئی ایسا شخص تو نہیں ہے جو ہمیں دوزخ کی طرف لے جا رہا ہو۔ بسا اوقات کسی نافرمان شخص سے تعلقات قائم کرنے کے بعد انسان غیر محسوس طریقے پر اس کے بُرے افکار و نظریات اور طرزِ زندگی سے متاثر ہوتا چلا جاتا ہے اور یہ چیز آخرت کے انجام کے لئے خطرناک ہوتی ہے۔
57	ا۔ اس آیت میں جہنم سے بچنے کا کیا سبب بیان فرمایا گیا؟	ا۔ اللہ ﷻ کا فضل۔ **نوٹ:** ہر نعمت اور ہر خوبی و کمال اللہ ﷻ ہی کے فضل و کرم کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اس

COPYRIGHT © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CRIMINAL ACTION.

		لئے اس کو اپنی کسی لیاقت و قابلیت کا نتیجہ سمجھنے کی بجائے اللہ ﷻ کا احسان مانتے ہوئے دل و جان سے اس کا شکر بجالانا چاہیئے۔
58	ا۔ اہلِ جنت کس بات پر خوش ہوں گے؟	ا۔ جنت کی دائمی نعمتوں میں موت کے دوبارہ نہ آنے پر وہ خوش ہوں گے کہ انہیں اب کبھی دوبارہ انہیں موت نہیں آئے گی۔ **نوٹ:** اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ وہ مومن یہ بات اپنے اس کافر دوست کو کہے گا جو قیامت کا منکر تھا اور وہ دنیا میں کہا کرتا تھا: "کہ یہ ہماری اس پہلی موت کے سوا کوئی (موت) نہیں اور نہ ہمیں کبھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔" (سورۃ الدخان، آیت:۳۵) مومن اس کافر کو مخاطب کر کے کہے گا، اب دیکھ لو! کیا تمہاری وہ بات کہ ہم نہ کبھی مرنے والے ہیں اور نہ ہمیں کوئی عذاب دیا جائے گا۔ درست نکلی یا غلط۔ یعنی اب تم آگ میں پڑے ہو جس سے ثابت ہو گیا کہ تمہاری بات غلط تھی۔
59	ا۔ اہلِ جنت کس بات کا آپس میں خوش ہو کر ذکر کر رہے ہوں گے؟	ا۔ وہ کہتے ہوں گے کہ دنیا کی پہلی موت کے بعد اب ہم پر کبھی موت نہیں آئے گی اور کبھی ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ **نوٹ:** ایک حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ میں تو موت کو مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور اسے جنت اور دوزخ کے بیچ میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے جنت والو! اب موت نہیں اور اے دوزخ والو! اب موت نہیں۔ جنت والوں کو یہ سن کر خوشی پر خوشی حاصل ہو گی اور دوزخ والوں کا رنج مزید زیادہ ہو گا۔" (صحیح مسلم)
60	ا۔ اس آیت میں کس حقیقت کو عظیم کامیابی قرار دیا گیا ہے؟	ا۔ اللہ ﷻ کے عذاب سے بچ جانا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نعمتوں بھری جنت میں داخل کر دیئے جانے کو عظیم کامیابی قرار دیا گیا ہے۔ **عملی پہلو:** انسان کو اپنا حقیقی نصب العین اسی کامیابی کو بنانا چاہیئے۔ یہی ہے حقیقی کامیابی۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر اس بارے ارشاد فرمایا گیا۔ "پس جو آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل فرمایا گیا تو وہی کامیاب ہوا"۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت:۱۸۵)
61	ا۔ ہمارے لئے مقابلے کا اصل میدان کیا ہے؟	ا۔ جنت جیسی عظیم کامیابی کے لئے عمل کرنا اور محنت کرنا۔ اس راستے میں ہر طرح کی مشقتیں، تکلیفیں، رکاوٹیں صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کرنا اور ہر طرح کی قربانی کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK SHOULD ENTAIL CRIMINAL ACTION.

62	ا۔ نزل کے کیا معنی ہیں؟	ا۔ نزل کا معنی ہے کسی چیز کا بلندی سے نیچے گرنا مہمان جیسے ہی گھر میں داخل ہوتا ہے تو میزبان جو فوراً اکرام کرتا ہے، کھانے پینے کی جو چیزیں پیش کی جاتی ہیں اسے عربی میں نزل کہتے ہیں۔ جیسے سردیوں میں گرم گرم مشروب دینا یا گرمیوں میں کوئی ٹھنڈا شربت پلانا۔ گھر میں داخل ہونے والے مہمان کو "نزیل" کہا جاتا ہے۔ جب مہمان کو کچھ دیر گزر جاتی ہے تو اسے ضیف کہتے ہیں اور اس کے لئے پھر ضیافت ہوتی ہے کھانے میں کئی کئی چیزوں کا اہتمام ہوتا ہے۔
	۲۔ جنت کی نعمتوں کو نزل کیوں کہا گیا ہے؟	۲۔ قرآنِ حکیم اور احادیث میں جنت کی جن نعمتوں کا بیان کیا گیا ہے انہیں غالباً نزل (یعنی ابتدائی مہمان نوازی والی) اس لئے کہا گیا ہے کہ اہل جنت کو یہ نعمتیں ابتدائی طور پر پیش کی جائیں گی۔ اس کے بعد کیا کیا عطا ہو گا اس کو سمجھنے سے ہماری عقل قاصر ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارک کے مطابق جنت کی حقیقی نعمتیں وہ ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)
	۳۔ جنت کی نعمتوں کے مقابلے میں جہنم کے کس عذاب کا ذکر فرمایا گیا ہے؟	۳۔ زقوم کے درخت کا۔
	۴۔ زقوم کا درخت کیا ہے؟	۴۔ یہ درخت عرب میں اپنی تلخی اور کڑواہٹ کے لئے مشہور تھا۔ اسے Cactus یا انڈین انجیر cactus indica اور چھتر تھوہر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ذائقہ میں انتہائی کڑوا، دیکھنے میں بدصورت اور اثر میں زہریلا ہوتا ہے۔ یہ جہنم کی تہہ میں پیدا ہونے والا ایک درخت ہے۔ جس میں نہایت زہریلے سانپ کے پھنوں کی شکل کے پھل اگیں گے اور یہ اہلِ جہنم کے لئے بدترین عذاب ہو گا۔ اس کا زہریلا پھل نہ ان سے نگلا جائے گا نہ اگلا جائے گا۔ وہ سخت تکلیف میں رہیں گے۔ **نوٹ:** ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ دُنیا کے سمندروں میں انڈیل دیا جائے تو اس کی بدبو اور ذائقہ کی وجہ سے ساری دنیا کی معیشت برباد ہو کر رہ جائے تو ان کی حالت کیسی ہو گی جن کا کھانا ہی یہ ہو گا۔ (سنن ترمذی)
63	ا۔ اللہ ﷻ نے زقوم کے درخت کو پیدا کرنے کی کیا وجہ بیان فرمائی ہے؟	ا۔ اللہ ﷻ نے زقوم کے درخت کو ظالموں کے لئے فتنہ بنایا ہے۔
	۲۔ فتنے سے کیا مراد ہے؟	۲۔ فتنے سے ایک مراد تو فتنہ فساد یعنی بہت بڑی مصیبت اور دوسری اس سے مراد امتحان ہے۔ مثلاً بعض گمراہ لوگ اللہ ﷻ کی قدرت پر یقین نہیں رکھتے اور اعتراض کرتے ہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ جہنم میں درخت اگ سکے جبکہ اللہ ﷻ کو ماننے والے

		جانتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی قدرت سے کوئی چیز بعید نہیں۔
64	ا۔ زقوم کے درخت کا کیا محل و مقام بیان کیا گیا ہے؟ ۲۔ زقوم کا درخت آگ میں کیسے اگ سکتا ہے؟	ا۔ زقوم کا درخت جہنم کی جڑ سے اگتا ہے۔ ۲۔ جو اللہ ﷻ سمندر کی تہہ میں نباتات اگا سکتا ہے وہ اللہ ﷻ آگ میں بھی درخت پیدا کر سکتا ہے۔ اللہ ﷻ کی قدرت سے کوئی چیز ناممکن نہیں۔
65	ا۔ زقوم کے درخت کا پھل دیکھنے میں کیسا ہوگا؟ ۲۔ شیطان کے سروں سے تشبیہ دینے سے کیا مراد ہے؟	ا۔ جیسے شیطانوں کے سر ہوں۔ ۲۔ جس طرح کسی خوبصورت، پاکیزہ اور اچھی چیز کو فرشتہ سے تشبیہ دی جاتی ہے اور بدصورت، ناپاک اور بری چیز کو شیطان سے تشبیہ دی جاتی ہے اسی طرح زقوم کی شاخوں کو ان کی بدبو، کڑواہٹ اور بدصورتی کی وجہ سے شیاطین کے سروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کچھ مفسرین کی رائے یہ بھی ہے کہ اس سے مراد انتہائی ہولناک اور بھیانک شیاطین سانپ ہیں۔ **نوٹ:** ممکن ہے کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ نہ کسی نے شیطان کو دیکھا اور نہ اس کے سر کو۔ تو پھر زقوم کو اس سے تشبیہ دینے کا کیا فائدہ۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہر زبان میں ایسی چیزوں سے تشبیہ دینے کا رواج رہا ہے جن کا تعلق سراسر خیال سے ہو حقیقت سے نہیں۔ لیکن تشبیہ اس لئے دی جاتی ہے کہ عوام کے ذہنوں میں بعض دفعہ تخیلی چیزوں کا تصور حقیقت سے گہرا ہوتا ہے۔ اور وہ حقیقی چیزوں سے زیادہ ذہنوں پر اثر ڈالتی ہیں۔ مثلاً ایک عورت کی انتہائی خوبصورتی کا تصور دلانے کے لئے کہا جاتا ہے کہ وہ تو پری کی طرح ہے اور انتہائی بدصورتی کو بیان کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ وہ تو چڑیل ہے۔ آپ بھی کسی پراگندہ حال اور پراگندہ بال شخص کو دیکھتے ہیں تو بے ساختہ کہتے ہیں کہ تم نے کیا بھوت جیسی شکل بنا رکھی ہے۔ حالانکہ نہ کسی نے چڑیل کو دیکھا، نہ پری کو اور نہ بھوت کو۔ لیکن ذہنوں پر اس کے اثرات ہمیشہ محسوس کیے گئے ہیں۔ یہاں بھی یہی حال ہے۔ زقوم کے پتوں اور کانٹوں کو شیطان کے سروں سے تشبیہ دے کر اس کی بدنمائی اور ہولناکی میں آخر حد تک اضافہ کر دیا ہے۔
66	ا۔ قیامت کے دن مجرموں کو کھانے کے لئے کیا دیا جائے گا؟	ا۔ زقوم کے درخت کا پھل جسے وہ کھائیں گے اور جس سے اپنا پیٹ بھریں گے۔ وہ مجبور ہوں گے کہ اسی زہریلے پھل سے اپنے پیٹ بھریں۔
67	ا۔ قیامت کے دن مجرموں کو پینے کے لئے کیا دیا جائے گا؟	ا۔ پیپ ملا ہوا کھولتا ہوا پانی۔
68	ا۔ قیامت کے دن مجرموں کو زقوم کا زہریلا پھل اور پیپ ملا ہوا کھولتا ہوا پانی پلانے کے بعد کیا کیا جائے گا؟	ا۔ انہیں جہنم کے آگ کے عذاب میں ڈال دیا جائے گا کیونکہ ان کا مستقل ٹھکانا جہنم کی آگ ہی ہے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

		نوٹ: گرم پانی کا مقام جحیم سے باہر ہو گا۔ جہنمی جس وقت پیاسے ہوں گے تو ان کو آگ سے باہر نکال کر یہ کھولتا پانی پلایا جائے گا پھر جہنم کی طرف ان کو لوٹایا جائے گا تو پانی جس مقام پر ہو گا وہاں آگ نہ ہو گی۔ جہنم میں کئی درجے ہیں ہر جگہ ایک الگ قسم کا عذاب۔ یہ مضمون سورۃ الرحمٰن، آیت:۴۴ میں یوں بیان ہوا۔ "وہ (جہنمی) چکر کاٹتے رہیں گے دوزخ اور گرم کھولتے ہوئے پانی کے درمیان۔"
69	۱۔ مشرکین مکہ کے باپ دادا کیسے لوگ تھے؟	۱۔ وہ گمراہ لوگ تھے اور شرک پر اڑے ہوئے تھے۔
70	۱۔ مجرموں کے جہنم میں ڈالے جانے کا پہلا سبب اس آیت میں کیا بیان فرمایا گیا ہے؟	۱۔ آباء پرستی یعنی گمراہ باپ دادا کی اندھی تقلید کرنا۔ **نوٹ:** امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ آباؤاجداد کی اندھی تقلید کی مذمت میں اگر کوئی اور آیت قرآن میں نہ بھی ہوتی تو یہی ایک آیت کافی تھی۔
71	۱۔ مشرکین مکہ سے پہلے بھی بہت سی قوموں کے گمراہ ہونے کا سبب کیا بیان کیا گیا ہے؟	۱۔ گمراہ باپ دادا کی اندھی تقلید۔
72	۱۔ لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کیا اہتمام فرمایا؟	۱۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر قوم میں لوگوں کو گمراہی سے بچانے اور ان کے رہنمائی کے لئے انبیاء کرام اور رسولوں علیہم السلام کو بھیجا جو لوگوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نافرمانی پر عذاب سے ڈرانے اور خبردار کرنے والے تھے۔
73	۱۔ انبیاء کرام رضی اللہ عنہم کے ڈرانے کے باوجود ہدایت پر نہ آنے والوں کا کیا انجام ہوا؟	۱۔ وہ دنیا اور آخرت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب کے مستحق ہو گئے۔
74	۱۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے کیسے لوگ بچیں گے؟ ۲۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان مومنین کو اس آیت میں کیا خاص لقب عطا فرمایا ہے؟	۱۔ مومنین۔ ۲۔ عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے مُخلَص بندے۔ **نوٹ:** "مخلص" کی مزید وضاحت اس سورت کی آیت:۴۰ میں ملاحظہ فرمائیں۔
75	۱۔ اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کس مخلص بندے کی مثال بیان فرمائی گئی ہے؟ ۲۔ اس سورت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کن مخلص بندوں کا ذکر فرمایا گیا ہے؟ ۳۔ اس آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کی کس فریاد کا ذکر ہے۔	۱۔ حضرت نوح علیہ السلام۔ ۲۔ اس سورت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نو انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ i۔ حضرت نوح علیہ السلام۔ ii۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ iii۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ iv۔ حضرت اسحاق علیہ السلام۔ v۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ vi۔ حضرت ہارون علیہ السلام۔ vii۔ حضرت الیاس علیہ السلام۔ viii حضرت لوط علیہ السلام۔ ix۔ حضرت یونس علیہ السلام۔ ۳۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی سرکشی سے تنگ آکر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو پکارا۔ جیسا کہ (سورۃ القمر، آیت:۱۰) میں ہے: اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ "بے شک میں مغلوب ہوں پس آپ ہی بدلہ لیں۔"

	۴۔ اس آیت میں اللہ ﷻ کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟	۴۔ اللہ ﷻ بروقت فریاد سننے والے اور خوب فریاد رسی فرمانے والے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی فریاد سنی اور انہیں ان کی سرکش قوم سے نجات عطا فرمائی۔
76	ا۔ اللہ ﷻ نے حضرت نوح علیہ السلام کی فریاد کا کیا جواب دیا؟	ا۔ اللہ ﷻ نے ان کی فریاد رسی فرمائی اور انہیں اور ان کے گھر والوں کو بڑی مصیبت سے بچا لیا۔
77	ا۔ اس آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کے کس اعزاز کا ذکر فرمایا گیا ہے؟	ا۔ اللہ ﷻ نے حضرت نوح علیہ السلام کے تین صاحبِ ایمان بیٹوں سے ہی انسانوں کی نسل آگے بڑھائی۔ **نوٹ:** اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان سے نافرمانوں کی ہلاکت کے بعد ساری دنیا کی نسل حضرت نوح علیہ السلام ہی کے تین بیٹوں حام، سام اور یافث سے چلی۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام کو آدمِ ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ سام سے اہل عرب اور اہل فارس وغیرہ حام سے افریقی ممالک کی آبادیاں، بعض حضرات نے ہندوستان کے باشندوں کو بھی اسی نسل میں شامل کیا ہے۔ یافث سے ترک، منگول اور یاجوج و ماجوج کی نسلیں نکلی ہیں۔ جو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہو کر طوفان سے بچ گئے تھے ان میں سے حضرت نوح علیہ السلام کے ان تین بیٹوں کے سوا کسی اور سے کوئی نسل نہیں چلی۔ **نوٹ:** ایک حدیث شریف میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سام اہل عرب کا باپ ہے، حام اہل حبشہ کا باپ ہے، اور یافث اہل روم کا۔" (جامع ترمذی، مستدرک حاکم)
78	ا۔ اللہ ﷻ نے حضرت نوح علیہ السلام پر کیا انعام فرمایا؟ ۲۔ ذکر باقی رکھنے کا کیا مطلب ہے؟	ا۔ اللہ ﷻ نے ان کے بعد آنے والے لوگوں میں ان کا ذکر باقی رکھا۔ ۲۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جو لوگ پیدا ہوئے ان کی نظر میں حضرت نوح علیہ السلام کو ایسا معزز و مکرم بنا دیا کہ وہ قیامت تک حضرت نوح علیہ السلام کے لئے سلامتی کی دعا کرتے رہیں گے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ تمام وہ مذاہب جو اپنے آپ کو آسمانی کتابوں سے منسوب کرتے ہیں سب کے سب حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت اور تقدس کے قائل ہیں، مسلمانوں کے علاوہ یہودی اور نصرانی بھی آپ علیہ السلام کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔
79	ا۔ اس آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کیا فضیلت بیان فرمائی گئی ہے؟	ا۔ تمام جہانوں میں ان پر سلام ہو گا۔ **عملی پہلو:** وفات کے بعد کسی کا ذکرِ خیر دنیا میں رہنا اللہ ﷻ کی بہت بڑی رحمت ہے۔ ہمیں بھی ایسے اعمال اور کام کرنے چاہئیں جن سے لوگ ہمیں اچھے الفاظ میں یاد کریں۔ مثال کے طور پر صدقہ جاریہ کے کام، خدمتِ قرآن کے حوالہ

		سے کوئی کام، مساجد، دینی مکاتب، مسافر خانوں اور کنوؤں کی تعمیر اور خدمتِ خلق کے دیگر کام وغیرہ۔
80	ا۔ اللہ ﷻ اپنے نیک بندوں کو کیسا صلہ عطا فرماتے ہیں؟ ۲۔ محسنین کسے کہتے ہیں؟	ا۔ اللہ ﷻ اپنے نیک بندوں کو دنیا میں بھی عزت عطا فرماتے ہیں اور آخرت میں بھی عزت اور بلند مرتبہ عطا فرمائیں گے۔ ۲۔ "محسنین سے مراد احسان کرنے والے ہیں۔ کسی کام کے اچھی طرح انجام دینے کو احسان کہا جاتا ہے۔" احسان اللہ ﷻ کی عبادت میں بھی ہوتا ہے اور بندوں کے ساتھ بھی۔ اللہ ﷻ کی عبادت میں احسان کا ذکر حدیثِ جبریل میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "(احسان یہ ہے) کہ تُو اللہ ﷻ کی عبادت اس طرح کرے گویا تُو اسے دیکھ رہا ہے، تو اگر تُو اسے نہیں دیکھتا تو (یہ خیال کر کہ) یقیناً وہ تجھے دیکھ رہا ہے"۔ (صحیح بخاری) بندوں کے ساتھ احسان کا ذکر قارون کو اس کی قوم کی نصیحت میں ہے، فرمایا: "جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان کیا تو بھی احسان کر۔" یعنی کسی معاوضے کی خواہش کے بغیر ان سے نیکی کر۔ (سورۃ القصص، آیت: ۷۷) **عملی پہلو:** اللہ ﷻ نے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کو جزا دی، ان کی دعا قبول کی، انہیں اور ان کے ساتھ اہل ایمان کو بہت بڑی مصیبت سے نجات دی اور ان پر سلام کو تا قیامت جاری رکھا، ایسے ہی اللہ ﷻ سب احسان کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں۔ اس آیت میں رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور تمام مومنین و مومنات کے لئے بہت بڑی خوش خبری ہے۔
81	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ ﷻ کے کیسے بندوں میں سے تھے؟ ۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کو فضیلت اور مرتبہ دیئے جانے کی بنیاد کسے قرار دیا گیا ہے؟ ۳۔ ایمان کی اللہ ﷻ کے ہاں کیا اہمیت ہے؟	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ ﷻ کے کامل صاحبِ ایمان بندوں میں سے تھے۔ ۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کو اعلیٰ مرتبہ اور فضیلت اس ایمانی مرتبے کی وجہ سے ملی جس پر وہ فائز تھے۔ ۳۔ ایمان کی اللہ ﷻ ہاں بہت اہمیت ہے کیونکہ اس میں دین کے تمام عقائد و اعمال آ جاتے ہیں۔ ایمان اور یقین وہ بنیاد ہے جس پر محبت، نیکی، جہاد، فنا فی اللہ ﷻ کا جذبہ وجود میں آتا ہے۔ پھر جیسے جیسے ایمان کامل ہو گا ویسے ہی جزا کامل ہو گی۔
82	ا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نافرمان لوگوں کا کیا انجام ہوا؟	ا۔ اللہ ﷻ نے ان سب کو طوفان کے عذاب میں غرق کر دیا۔
83	ا۔ اللہ ﷻ کے مخلص بندوں کی دوسری مثال کس کی بیان کی جا رہی ہے؟ ۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کس طریقہ پر چلنے والے تھے؟	ا۔ آیت نمبر ۸۳ سے ۱۱۳ تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال بیان فرمائی جا رہی ہے۔ ۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی طرح اسلام کے طریقہ پر چلنے والے تھے۔
84	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام انتہائی اخلاص کے ساتھ اللہ ﷻ کی وحدانیت کا اقرار کرنے

	۲۔ قلبِ سلیم سے کیا مراد ہے؟	والے تھے۔ ۲۔ صحیح سلامت اور بے لوث، پاک دل۔ **نوٹ:** قلبِ سلیم یعنی سلامتی والے پاک دل سے مراد ایسا دل ہے جو کفر و شرک، نفاق، شکوک و شبہات اور ہر قسم کے اخلاقی، اعتقادی یا عملی خرابی سے پاک ہو۔ قلبِ سلیم کے اندر صفائی، اخلاص، سیدھا پن اور پاکیزگی کے مفاہیم شامل ہیں۔ ایسا دل میں جس میں نافرمانی، سرکشی کا کوئی جذبہ نہ ہو۔ اللہ ﷻ کی محبت میں کوئی دوسری محبت حائل نہ ہو۔ وہ دل سے محبت الٰہی کے حصول کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کرے۔ بقول شاعر: ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی **عملی پہلو:** اللہ ﷻ نے ہر شخص کو فطرتِ سلیمہ پر پیدا فرمایا ہے فطرتِ سلیمہ انسانی دل کی وہ کیفیت جس میں اس کی روح اور فطرت اپنی اصلی حالت میں ہو اس کے اصل خدوخال صحیح سلامت ہوں، اس پر غفلت اور مادیت کے پردے نہ پڑ چکے ہوں اور وہ مسخ (perverted) نہ ہو چکی ہو۔ اللہ ﷻ نے فطری طور پر انسانی دل میں توحید، نیکی، برائی کی پہچان، ہر طرح کی سلامتی، راستی اور سچائی رکھی ہے۔ دنیاوی ماحول میں شیطان اور نفس انسان کے اندر ٹیڑھ پیدا کر دیتے ہیں اب ہمارا کام ہے کہ اب ہم فطرت کی اس درستگی پر اپنے آپ کو برقرار رکھیں اپنے قلبِ سلیم کی حفاظت کریں۔ **نوٹ:** ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ صحیح ہے تو پورا جسم صحیح رہتا ہے اور اس میں فساد پیدا ہو جائے تو تمام جسم میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سن لو اور وہ دل ہے۔ (صحیح مسلم)
85	ا۔ اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کس اہم کردار کا ذکر کیا گیا ہے؟	ا۔ وہ اپنے باپ اور اپنی قوم کو توحید کی دعوت دینے والے تھے۔ **نوٹ:** ایک رائے کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعوت آزر کو دی جو آپ علیہ السلام کے چچا تھے۔ آپ علیہ السلام کے والد نام تارخ تھا جو توحید باری تعالیٰ کے قائل تھے۔ چچا کو عربوں کے ہاں والد بھی کہا جاتا ہے۔ **عملی پہلو:** حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس مکالمہ میں ہمارے لئے یہ رہنمائی ہے کہ کلمہ حق کہنے میں انسان کو جھجک نہیں ہونی چاہیئے اور بزرگوں کو حق کی دعوت دیتے وقت اُن کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سچ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرنا

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

		چاہیئے اور نہ ہی پیچھے ہٹنا چاہیئے۔ حق کا اظہار بے خوف وخطر ہو کر کرتے رہنا چاہیئے اور نتیجہ اللہ ﷻ پر چھوڑ دینا چاہیئے۔
86	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اور ان کی قوم کس گمراہی میں مبتلا تھے؟	ا۔ وہ ایک اللہ ﷻ کو چھوڑ کر جھوٹے معبودوں کی عبادت کرتے تھے۔
87	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد اور قوم کو کیا بات سمجھاتے تھے؟	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد اور قوم کو سمجھانا چاہتے تھے کہ وہ ایک اللہ ﷻ کی عبادت کریں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔
88	ا۔ اس آیت کا کیا پس منظر ہے؟	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم خوشی کا ایک تہوار منانے کے لئے آبادی سے دور جارہی تھی اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتے تھے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے ساتھ جانے کو تیار نہ تھے۔
	۲۔ ایک ستارے کو غور سے دیکھنے کا کیا معاملہ تھا؟	۲۔ یہ ایک تدبیر تھی تاکہ ان کی قوم ان کے ساتھ چلنے کے لئے زیادہ اصرار نہ کرے اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دے۔
	۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ تدبیر کیوں اختیار کی؟	۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم بُت پرست ہونے کے ساتھ ستارہ پرست بھی تھی اور وہ لوگ اپنے معاملات میں ستاروں سے شگون اور مدد لیتے تھے۔ وہ لوگ ستاروں کی تاثیر کے قائل تھے۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے معمول کے مطابق ستاروں کی طرف دیکھا ستاروں کی طرف دیکھنے سے قوم سمجھی کہ آپ ستاروں سے آئندہ کی خبر معلوم کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ طریقہ اختیار کرتے ہوئے انہی کے علم کی رو سے کلام کیا تاکہ ان کی قوم ان سے چلنے پر اصرار نہ کرے۔
89	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم سے تہوار میں نہ جانے کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔
	۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا بیماری تھی؟	۲۔ ویسے تو ہر انسان کچھ نہ کچھ بیمار ہوتا ہی ہے۔ البتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کا کفر اور شرک دیکھ کر شدید رنج اور غم میں بیمار تھے اور اپنے دل پر قوم کے کفر کا بوجھ محسوس کرتے تھے۔ یوں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو سمجھانے کے لئے ایک تدبیر اختیار کی۔
90	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تدبیر کا کیا نتیجہ نکلا؟	ا۔ ان کی قوم کے لوگ آپ علیہ السلام کو چھوڑ کر خود تہوار منانے کے لئے چلے گئے اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پر اصرار نہیں کیا۔
91	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے جانے کے بعد کیا تدبیر اختیار کی؟	ا۔ وہ چپکے سے قوم کے بت خانے میں چلے گئے۔
	۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کی حقارت اور بے بسی کا	۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں سے کہا کہ کھانے اور چڑھاوے جو تمہارے سامنے

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

	اظہار کیسے کیا؟	رکھے ہیں تم انہیں کھاتے کیوں نہیں؟
92	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کی بے بسی کو مزید کیسے واضح کیا؟	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں سے کہا کہ تم بولتے کیوں نہیں؟ **نوٹ:** حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے کہ وہ بُت نہ کھا سکتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں ایسا درحقیقت انہوں نے بتوں کی بے بسی اور ان سے اپنی نفرت اور سخت غصے کا اظہار کے لئے بولا تھا۔ جیسا کہ عام طور پر ایسے موقعوں پر یہی کیفیت ہوتی ہے۔
93	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے بتوں کی بے بسی ظاہر کرنے کے لئے کیا تدبیر اختیار فرمائی؟	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دائیں ہاتھ کی چوٹ لگا کر تمام بتوں کو توڑ دیا تاکہ ان کی قوم جان سکے کہ جو بُت اپنی حفاظت نہیں کر سکے وہ تمہاری حفاظت کیا کریں گے۔
94	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم جب میلے سے واپس آئی اور اپنے بتوں کو ٹوٹا ہوا پایا تو انھوں نے کیا طرزِ عمل اختیار کیا؟	ا۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف گئے اور ان سے پوچھ گچھ کی۔
95	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا نصیحت کی؟	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا تم انہیں پوجتے ہو جنہیں تم خود اپنے ہی ہاتھوں سے تراش کر بناتے ہو۔
96	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس بات کی دعوت دی؟	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ہی تمہیں پیدا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ان تمام چیزوں کا خالق ہے جن کی تم پوجا کرتے ہو خواہ وہ سورج، چاند اور ستارے ہوں یا وہ پتھر جن کو تراش کر تم بت بناتے ہیں۔ لہٰذا تمہیں مخلوق کے بجائے اس خالق اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنی چاہیئے۔ **نوٹ:** تمام اعمال اور افعال کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہر عمل کے لئے قدرت دینے والا اور اس کے لئے تمام اسباب مہیا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن بندہ اپنے اختیار کو استعمال کر کے ہی اعمال کو انجام دیتا ہے خواہ وہ فرماں برداری والے کام کرے یا سرکشی والے کام۔ اسی اختیار کی بنیاد پر بندہ کا دنیا میں امتحان ہے اور اس کے اعمال کی ہی کی بنا پر آخرت میں اس کا اچھا یا برا انجام ہو گا۔
97	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کا ان کی قوم پر کیا اثر ہوا؟ ۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے کیا سزا تجویز کی؟	ا۔ قوم نے ان کی دعوت کو رد کر دیا اور ان کے لئے سزا تجویز کرنے لگے۔ (معاذ اللہ) ۲۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کا ایک بہت بڑا اَلاؤ بناؤ اور اس میں انہیں ڈال دو۔ (معاذ اللہ)
98	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف ان کی قوم کی سازش کا کیا انجام نکلا؟	ا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور ان کی قوم کو رسوا کر دیا۔ جیسا کہ سورۃ الانبیاء، آیت:۶۹ میں فرمایا گیا "اے آگ! ابراہیم پر سلامتی والی بن کر ٹھنڈی ہو جا۔
99	ا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگ سے نکل جانے کے بعد	ا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ان کی جان کی دشمن ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر

	حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا کیا؟ ۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کس علاقے کے رہنے والے تھے؟ ۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس ملک کی طرف ہجرت فرمائی؟ ۴۔ ہجرت کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کون تھا؟ ۵۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کے وقت کس کی رہنمائی پر بھروسہ کیا؟	حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ملک سے ہجرت فرمائی۔ ۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق کے رہنے والے تھے۔ ۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملک شام کی طرف ہجرت فرمائی۔ ۴۔ ہجرت کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام اوران کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام بھی تھے۔ ۵۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے وطن سے نکلے تو انھیں معلوم نہ تھا کہ کہاں جانا ہے، مگر انھیں اپنے رب پر بھروسے کی وجہ سے یقین تھا کہ وہ ضرور ان کی رہنمائی فرمائے گا۔ **علمی پہلو:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو اللہ کا دھیان رکھ وہ تیرا دھیان رکھے گا" (جامع ترمذی) اور یہ بات یقینی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر کوئی چیز چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر چیز عطا فرماتا ہے۔
100	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کے وقت اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی؟	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کے وقت اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کی دعا مانگی۔
101	ا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا بشارت عطا فرمائی؟ ۲۔ صاحبِ حلم بیٹے سے کون مراد ہیں؟ ۴۔ حضرت حاجرہ علیہا السلام کون تھی؟ ۵۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات کیسے ہوئی؟ ۶۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک کیا تھی؟ ۷۔ اس آیت میں کیا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے؟	ا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک صاحبِ حلم بیٹے کی بشارت عطا فرمائی۔ ۲۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ **نوٹ:** حلم کے معنی بردبار، صبر و تحمل، قوت برداشت رکھنے کے ہیں۔ بلاشبہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے اپنی زندگی میں بردبار ہونے کا ثبوت ایک بار نہیں بار بار پیش فرمایا۔ ۴۔ حضرت حاجرہ علیہا السلام بادشاہِ مصر کی بیٹی تھی۔ ۵۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام سے بھی ہجرت فرمائی اور مصر تشریف لے گئے وہاں مصر کا بادشاہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت متاثر ہوا اور اس نے اپنی بیٹی حضرت حاجرہ علیہا السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے کر دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجرہ علیہا السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے بیٹے یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام عطا فرمائے۔ ۶۔ اکثر مفسرین کے مطابق ان کی عمر مبارک ۸۷ سال تھی۔ ۷۔ اس آیت میں تاریخ انسانی کی عظیم ترین قربانی کا ذکر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

102	ا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظیم الشان قربانی کی تفصیل کیا ہے؟	ا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے نو مولود بیٹے اور اپنی بیوی حضرت حاجرہ علیہا السلام کو مکہ کی ویران اور بنجر وادی میں بیت المحرم کے پاس چھوڑ آئے۔ (سورۃ ابراہیم، آیت: ۳۷) حضرت حاجرہ علیہا السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام مکہ میں رہنے لگے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین تشریف لے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کبھی کبھی ملاقات کے لئے مکہ تشریف لاتے رہتے تھے۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے والد کے ساتھ کام کاج کے لیے چلنے پھرنے کی عمر تقریباً ۱۳ سال کو پہنچ گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عمر انہی دنوں میں تقریباً سو سال ہو گئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے ذبح کر رہے ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے مشورہ کیا کہ مجھے خواب میں تمہیں ذبح کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس پر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا اے ابا جان! آپ وہ کر لیجئے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو حکم دیا اور آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔
103	ا۔ اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی استقامت کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟	ا۔ دونوں باپ بیٹے نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم پر مکمل رضامندی کا اظہار کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منیٰ لے گئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے پیشانی کے بل لٹایا۔ دونوں باپ اور بیٹا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کے معاملہ میں کسی بھی مرحلہ پر تردد سے دوچار نہیں ہوئے۔ **نوٹ:** حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو پیشانی کے بل اس لئے لٹایا تا کہ چھری پھیرتے وقت ان کی صورت دیکھ کر شفقتِ پدری کے فطری جذبہ کے تحت ارادے میں کوئی تزلزل نہ آ جائے۔
	۲۔ پیشانی کے بل لٹانے کے بعد کیا ہوا؟	۲۔ اس سوال کا جواب یہاں ذکر نہیں کیا گیا، کیونکہ یہ بات بیان میں آنا مشکل ہے کہ اس وقت باپ کے دل پر کیا گزری تھی، فرشتوں کی حیرانی کا کیا عالم تھا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس کے حکم پر وہ عزیز بیٹے کو ذبح کر رہے تھے، کس قدر خوش اور مہربان ہو رہا تھا۔
104	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی استقامت پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟	ا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں پکار کر اپنی خوشخبری کی بشارت دی۔
105	ا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کامیابی کا کیسے اعلان فرمایا؟	ا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا "اے ابراہیم! آپ علیہ السلام نے اپنا خواب سچ کر دکھایا"۔
	۲۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نیکوکاروں کو کیسے بدلہ عطا فرماتے ہیں؟	۲۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نیک و کاروں کو دنیا اور آخرت میں عزت اور سربلندی عطا فرماتے ہیں۔
106	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ کیسا امتحان تھا؟	ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ بہت مشکل امتحان تھا کہ یہ خود ممتحن پکار رہا ہے کہ یہ یقیناً بہت مشکل امتحان تھا۔ یہ تحسین اور شاباش کی انتہا ہے۔

		عملی پہلو: تاریخ امتحان میں ایک نمایاں امتحان تھا کہ عشقِ الٰہی کے سامنے دنیا کا سب سے عزیز ترین وجود حائل ہو سکتا ہے۔ فرزند بھی وہ جو برسوں کے ارمانوں کے بعد پیدا ہوا۔ امتحان بھی وہ کہ اپنے جگر کے ٹکڑے کا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ دو۔ اس عظیم قربانی کا حکم ملنے پر نہ تردد ہوتا ہے، نہ اس میں تاخیر کرنے تک کی درخواست کی جاتی ہے۔ بیٹے کی آزمائش بھی والد سے کم نہ تھی۔ اپنے والد کے ہاتھ موت کی آغوش میں جانے کے لیے آمادہ ہونا بھی نمایاں امتحان ہے۔ انسان کی عظمت، امتحان کی عظمت سے وابستہ ہے۔
107	۱۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے کس کی قربانی کی گئی؟ ۲۔ اس قربانی کو ذبح عظیم کیوں قرار دیا گیا ہے؟ ۳۔ اس آیت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کیا فضیلت بیان فرمائی گئی ہے؟	۱۔ جنت کے ایک دُنبے کی قربانی کی گئی جسے اللہ تعالیٰ نے ذبح عظیم قرار دیا۔ ۲۔ اسے بڑی قربانی اس لئے فرمایا کہ قربانی کی یہ رسم حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسے عظیم شخص کا فدیہ تھا جو عظیم الشان یادگار کے طور پر اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے قائم فرمادی۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ نے اس طریقے کو پسند کیا اور قربانی کی اس عبادت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یادگار کے طور پر ہمیشہ کے لئے جاری فرمانے کا حکم فرمادیا۔ **عملی پہلو:** اللہ تعالیٰ نے سنتِ ابراہیمی کو قیامت تک قربِ الٰہی کے حصول کا ایک ذریعہ اور عید الاضحیٰ کے روز سب سے پسندیدہ عمل قرار دے دیا گیا۔
108	۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کیا انعام فرمایا؟ ۲۔ ذکرِ خیر باقی رکھنے کا کیا مطلب ہے؟	۱۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد آنے والے لوگوں میں ان کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔ ۲۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا تذکرہ آپ علیہ السلام کے بعد کی ساری قوموں اور شریعتوں میں بدستور ہوتا آیا ہے اور نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور اس طرح ان کا ذکر تاقیامِ قیامت دنیا والوں میں چلتا ہی رہے گا، بلاشبہ یہ پیش گوئی تھی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی اور آپ علیہ السلام کا ذکرِ خیر جدِّ انبیاء کرام علیہم السلام کے طور پر ہوتا چلا آیا ہے اور بدستور ہوتا رہے گا۔ (ان شاء اللہ)
109	۱۔ اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کیا فضیلت بیان فرمائی گئی ہے؟	۱۔ تمام جہانوں میں ان پر سلام ہو گا۔ **نوٹ:** یہودی، نصرانی اور مسلمان سبھی ان کا نام عزت و احترام سے لیتے ہیں، ان کے لیے سلامتی اور رحمت کی دعا کرتے ہیں اور قیامت تک ان کا ذکر جمیل تمام قوموں میں باقی رہے گا۔ **نوٹ:** مسلمان ہر نماز میں درودِ ابراہیمی کے ذریعہ آپ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کی آل کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

110	ا۔ اللہ ﷻ اپنے نیک بندوں کو کیسا صلہ عطا فرماتے ہیں؟	ا۔ اللہ ﷻ اپنے نیک بندوں کو دنیا اور آخرت میں عزت اور بلند مرتبہ عطا فرماتے ہیں۔ **نوٹ:** حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی تھی "اور بعد میں آنے والوں میں میرا ذکرِ خیر جاری فرما۔" (سورۃ الشعرآء، آیت: ۸۴) اللہ ﷻ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور برابر ان کا ذکر خیر جاری ہے اور برابر ان کے لیے سلام کی دعا اہل ایمان کی زبانوں سے نکلتی ہے۔
111	ا۔ اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کیا فضیلت بیان فرمائی گئی ہے؟	ا۔ اللہ ﷻ نے انہیں اپنے مومن بندوں میں شامل فرمایا۔ **نوٹ:** قربانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سنتِ ابراہیمی کی عظیم یادگار: قربانی کرنا بھی عبادت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ اور قربانی صرف اللہ ﷻ کے نام پر کی جاتی ہے۔ ابنِ ماجہ کی روایت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے دریافت فرمایا کہ قربانی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "تمہارے والد ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے" اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اس قربانی میں ہمارے لئے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی ہے"۔ اسی طرح جامع ترمذی کی روایت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "قربانی کے دن کوئی عمل جانور کا خون بہانے سے زیادہ اللہ ﷻ کے نزدیک پسندیدہ نہیں"۔ اسی طرح ابوداؤد شریف کی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا "ذی الحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد نہ ناخن کاٹو نہ بال کاٹو بلکہ ۱۰ ذی الحجہ کو ناخن کاٹو اور بال ترشواؤ اور اسی طرح جسم کے بال صاف کرو چنانچہ ایسا کرنے پر قربانی کا ثواب دیا جاتا ہے۔" یہ عمل قربانی کرنے والوں اور قربانی نہ کرنے والوں دونوں کے لئے مستحب ہے۔
112	ا۔ اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا بشارت عطا فرمائی گئی؟	ا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام جیسے بیٹے کی بشارت دی گئی۔
	۲۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کی کیا صفات بیان فرمائی گئی ہیں؟	۲۔ وہ نبی علیہ السلام ہوں گے اور نیک لوگوں میں سے ہوں گے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں اہمیت نسب کی نہیں بلکہ کردار کی ہوتی ہے۔
	۳۔ اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام پر کیا برکت فرمائی؟	۳۔ اللہ ﷻ نے انہیں نبی علیہ السلام بنایا اور ان کی نسلوں میں نبوت رکھی، تقریباً ۲۰۰۰ سال تک مسلسل حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل میں انبیاء کرام علیہم السلام آتے رہے جو انبیاء بنی اسرائیل کہلاتے اور ان کے بعد جو آخری رسول حضرت محمد ﷺ تشریف لائے اوہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ گویا کہ اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد نبوت ان کی نسل میں رکھ دی جو ایک بہت بڑی برکت تھی۔
	۴۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کب پیدا ہوئے؟	۴۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر تقریباً ۱۰۰ سال تھی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی تقریباً ۱۳، ۱۴ سال کے تھے اس وقت حضرت سارہ علیہا السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

		دوسری اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔
113	ا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے ساتھ اور کس پر برکت کے نزول کا ذکر کیا گیا ہے؟	ا۔ اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام میں کوئی بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ البتہ اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ دونوں بیٹے یعنی حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام مراد ہیں دونوں سے بہت اولاد پھیلی، حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام گزرے ہیں اور اہلِ عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں، جن میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں۔
	۲۔ یہاں برکت سے کیا مراد ہے؟	۲۔ یہاں برکت سے کثرتِ اولاد اور اولاد میں سلسلہ نبوت کا ہونا مراد ہے۔
	۳۔ حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں کیسے لوگ گزرے۔	۳۔ کچھ تو ایمان اور نیک اعمال کرنے والے تھے اور کچھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی کر کے اپنے اوپر کھلا ظلم کرنے والے تھے۔ **نوٹ:** ایک رائے کے مطابق "نیک اور بد کہنے کا مقصد شاید یہ وہم دور کرنا ہو جو بعض لوگوں کو " وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ " سے پیدا ہو سکتا تھا کہ اس کا تقاضا ہے کہ ان کی اولاد میں بھی وہ برکت جاری رہے اور برکت مکمل تب ہوتی جب ساری اولاد نیک ہو، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتایا کہ اولاد میں سے نیک و بد ہر قسم کے لوگ ہوں گے۔" **نوٹ:** حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قصہ کی مزید تفصیلات مطالعہ قرآنِ حکیم حصہ دوم میں دی گئی ہیں۔
114	ا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام پر کیا احسان فرمایا؟	ا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان دونوں کو نبوت عطا فرمائی۔
115	ا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام اور ان کی قوم کو کس بڑی مصیبت سے نجات عطا فرمائی؟	ا۔ فرعون کے ظلم و ستم سے انہیں نجات عطا فرمائی۔
116	ا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کی کیا مدد فرمائی؟	ا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو فرعونیوں پر غلبہ عطا فرمایا۔
117	ا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو کونسی کتاب عطا فرمائی؟	ا۔ تورات۔
	۲۔ اس آیت میں تورات کی کیا صفت بیان فرمائی گئی ہے؟	۲۔ وہ ایک واضح کتاب تھی۔ **نوٹ:** واضح اور روشن کتاب سے مراد یہ ہے کہ جس میں ایمان و ہدایت کی روشنی تھی۔ تورات کو یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ اس میں شریعت ایک مرتب اور روشن کتاب کی شکل میں ہے جو پہلی مرتبہ کسی امت کو ایک واضح اور مستقل کتاب کے طور پر دی گئی تھی اس سے پہلے لوگوں کو صرف زبانی تعلیم دی گئی۔
	۳۔ تورات کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت	۳۔ تورات اگرچہ نازل حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہوئی تھی لیکن حضرت ہارون علیہ السلام کو

	ہارون علیہ السلام کی طرف کیوں کی گئی؟	بھی چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت میں شریک بنادیا گیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر ہی ایسے کیا گیا تھا اس لیے یہاں تورات کی نسبت ان دونوں ہی کی طرف فرمائی گئی۔
118	ا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام پر کیا انعام فرمایا؟	ا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرمائی۔
119	ا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام پر کیا انعام فرمایا؟	ا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد آنے والے لوگوں میں ان کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔
120	ا۔ اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی کیا فضیلت بیان فرمائی گئی ہے؟	ا۔ تمام جہانوں میں ان پر سلام ہوگا۔
121	ا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو کیسا صلہ عطا فرماتے ہیں؟	ا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دنیا اور آخرت میں عزت اور بلند مرتبہ عطا فرماتے ہیں۔
122	ا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کیسے بندوں میں سے تھے؟	ا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کامل صاحبِ ایمان بندوں میں سے تھے۔ **نوٹ:** حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصّہ کی مکمل تفصیلات مطالعہ قرآنِ حکیم حصّہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔
123	ا۔ اس آیت میں کس رسول علیہ السلام کا ذکر فرمایا گیا ہے؟	ا۔ حضرت الیاس علیہ السلام کا۔ **نوٹ:** بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے آپ علیہ السلام جن لوگوں کی طرف بھیجے گئے وہ لوگ مشرک تھے، ان لوگوں کا ایک بت دیوتا تھا جس کا نام بعل تھا یہ لوگ اس کی عبادت کرتے تھے اور اس سے حاجتیں مانگا کرتے تھے۔ **نوٹ:** روایات کے مطابق بعل دیوتا کے نام کی نسبت سے بعلبک کے شہر کا نام پڑا تھا۔ بک مخفف ہے بکہ کا، جس کے معنی شہر کے ہیں۔ تو بعلبک مطلب ہوا ''بعل دیوتا کا شہر''۔ (معاذاللہ)
124	ا۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا دعوت دی؟	ا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے یعنی پرہیزگاری اختیار کرنے کی۔ گویا انہوں نے دعوتِ توحید دی۔ **عملی پہلو:** تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو پہلی اور بنیادی دعوت ایک ہی دی اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف ایک ایسی شے ہے کہ جس معاملے میں بھی پیش نظر رہے وہ معاملہ حق اور سیدھا رہتا ہے۔
125	ا۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کے کس بُرے عمل اور اور عقیدے کا ذکر کیا؟	ا۔ بعل نامی بُت کو پوجنے اور اللہ تعالیٰ کو عبادت کو چھوڑنے کا۔

	۲۔ اس آیت میں اللہ ﷻ کی کیا صفت بیان ہوئی ہے؟	۲۔ سب سے بہترین خالق۔ **نوٹ: ایک مغالطہ کی تصحیح اور اصلاح:** معاذ اللہ احسن الخالقین کے یہ معنی نہیں کہ خالق تو بہت ہیں مگر اللہ ﷻ سب سے بہتر ہے مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ خلق کے دو معنی ہیں ایک ”ایجاد اور اختراع“ کے معنی ہیں یعنی کسی چیز کو عدم سے (یعنی نہ ہونے سے) نکال کر وجود میں لانا اس معنی کو خالق کا لفظ اللہ ﷻ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اللہ ﷻ کے سوا کوئی خالق نہیں۔ عدم سے وجود میں لانا، جان ڈالنا اور جان نکالنا سوائے اللہ ﷻ کے کسی کے اختیار میں نہیں۔ اس آیت میں خالقین کے یہ معنی مراد نہیں ہیں۔ دوسرے معنی خلق کے ”تقدیر اور اندازہ کرنے“ اور ”صنعت اور کاریگری“ کے ہیں۔ اس لحاظ سے احسن الخالقین کے معنی یہ ہوں گے کہ سب اندازہ کرنے والوں اور تمام بنانے والوں اور کاریگروں میں اللہ ﷻ سب سے بہتر اور بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اللہ ﷻ کا اندازہ ہمیشہ بالکل ٹھیک اور درست ہوتا ہے۔ اللہ ﷻ کے سوا کسی اور کا اندازہ کبھی درست ہوتا ہے اور کبھی غلط۔ دنیا میں اگرچہ صناع اور کاریگر بہت ہیں مگر اللہ ﷻ کی صنعت اور کاریگری کو کسی کی کاریگری نہ پہنچتی ہے نہ پہنچ سکے گی۔
126	ا۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے قوم کے سامنے اللہ ﷻ کی کیا صفات بیان فرمائیں؟ ۲۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے قوم کو اللہ ﷻ کے رب ہونے کی صفتِ ربوبیت سے کیا بات سمجھائی؟	ا۔ انہیں اللہ ﷻ کا رب ہونا بتایا۔ یعنی اللہ ﷻ ان کا خالق ہی نہیں بلکہ ان کی پرورش بھی فرمانے والا ہے۔ وہ ان کے آباؤ اجداد کا بھی خالق و رازق ہے۔ ۲۔ آپ علیہ السلام نے قوم کی یہ سمجھایا کہ یہ بعل دیوتا کا بت تو خود ان لوگوں نے گھڑا ہے، یہ بے جان بت ہے، اس کی حفاظت بھی وہ خود ہی کرتے ہیں، اللہ ﷻ جیسے بہترین خالق اور رب کو چھوڑ کر اپنے گھڑے ہوئے بے جان بت کے سامنے کیوں سجدہ کرتے ہو اور معبود بناتے ہو۔
127	ا۔ قومِ الیاس علیہ السلام کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟ ۲۔ حضرت الیاس علیہ السلام کو جھٹلانے کی کیا سزا بیان کی گئی ہے؟	ا۔ انہوں نے حضرت الیاس علیہ السلام کے اتنے سمجھانے کے باوجود آپ علیہ السلام کو بڑی بے باکی کے ساتھ جھٹلا دیا۔ ۲۔ جھٹلانے والوں کو عذاب میں حاضر کیا جائے گا۔ اس سے آخرت کا عذاب بھی مراد ہو سکتا ہے اور دنیا کا انجام بد بھی۔
128	ا۔ عذاب سے کون لوگ محفوظ رہیں گے؟	ا۔ اللہ ﷻ کے مخلص بندے۔ یعنی جو حضرت الیاس علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کے فرماں بردار رہے۔ **نوٹ:** ”مخلص“ کی مزید وضاحت اس سورت کی آیت: ۴۰ میں ملاحظہ فرمائیں۔
129	ا۔ اللہ ﷻ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو کیا فضیلت عطا فرمائی؟	ا۔ بعد میں آنے والوں میں آپ علیہ السلام کا ذکرِ خیر جاری رکھا۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SHARING THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

130	ا۔ اللہ ﷻ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو کیا فضیلت عطا فرمائی؟	ا۔ تمام جہانوں میں اللہ ﷻ کی طرف سے ان پر سلامتی نازل ہوگی۔ **نوٹ:** "اِلْ یَاسِیْنَ" الیاس علیہ السلام ہی کا دوسرا نام ہے، جیسے ایک ہی پہاڑ کو قرآن میں "طور سینا" بھی کہا گیا ہے اور "طور سینین" بھی۔
131	ا۔ اللہ ﷻ اپنے نیک بندوں کو کیسا بدلہ عطا فرماتے ہیں؟	ا۔ اللہ ﷻ دنیا و آخرت میں بہترین جزا عطا فرماتے ہیں۔ جیسا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ اللہ ﷻ نے دنیا میں انہیں عزت اور نیک نامی عطا فرمائی اور ان کی عظمت و رفعت کے تذکرے جاری فرمائے۔ آخرت میں بھی اللہ ﷻ انہیں مقام رفیع اور بلند درجات عطا فرمائے گا۔ **عملی پہلو:** ہمیں چاہیئے کہ ہم انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت پر عمل کریں تاکہ اللہ ﷻ کے ہاں ان کی طرح بہترین جزا کے حق دار ٹھہریں۔
132	ا۔ اللہ ﷻ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو کیا فضیلت عطا فرمائی؟	ا۔ اللہ ﷻ نے انہیں اپنے خاص صاحب ایمان بندوں میں شامل فرمایا۔ **نوٹ:** اگرچہ سب اللہ ﷻ کے بندے ہیں مگر یہ بات تقریباً سب ہی انبیاء کرام علیہم السلام کے تذکروں میں دہرائی گئی ہے کہ وہ ہمارے خاص بندوں میں سے تھے۔ تاکہ یہ بات راسخ اور پختہ ہو جائے کہ انبیاء کرام علیہم السلام انسانوں میں سے ہی ہوتے ہیں جن کو اللہ ﷻ اپنی نبوت و رسالت کے لئے چنتا اور منتخب فرماتا ہے۔ وحی اور نبوت کی وجہ سے ان کو ایک ایسا خاص شرف اور امتیاز نصیب ہوتا ہے جو کسی دوسرے عام بشر کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ اللہ ﷻ کا انہیں اپنا بندہ فرمانا دراصل تعظیم و توقیر کے اظہار کے لئے ہے جیسے "بیت اللہ" کے الفاظ میں ہے۔
133	ا۔ اس آیت میں اللہ ﷻ کے کس مخلص بندے کا ذکر فرمایا گیا ہے؟ ۲۔ حضرت لوط علیہ السلام کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟ ۳۔ حضرت لوط علیہ السلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا تعلق تھا؟ ۴۔ حضرت لوط علیہ السلام کو کس قوم کی طرف بھیجا گیا تھا؟ ۵۔ ان کی قوم کا کیا جرم تھا؟	ا۔ حضرت لوط علیہ السلام کا۔ ۲۔ وہ رسولوں میں سے تھے۔ ۳۔ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ ۴۔ عمورہ اور سدوم کی بستیوں کی طرف۔ ۵۔ وہ شرک کرتے تھے اور ایک معاشرتی برائی یعنی ہم جنس پرستی میں مبتلا تھے۔
134	ا۔ عمورہ اور سدوم کے لوگوں پر کفر و شرک اور ہم جنس پرستی کی برائی کی وجہ سے کیا عذاب آیا؟ ۲۔ اس عذاب سے اللہ ﷻ نے کن لوگوں کو بچایا؟	ا۔ ان لوگوں کو اندھا کر دیا گیا۔ ان کی بستیوں کو اُٹھا کر پٹخ دیا گیا اور ان پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوئی۔ ۲۔ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو۔
135	ا۔ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر والوں میں سے کون عذاب	ا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کیونکہ اس کی ہمدردی اپنی قوم کے ساتھ تھی اس لئے وہ

	میں مبتلا کیا گیا؟	عذاب میں اپنی قوم کے ساتھ شریک کی گئی۔
136	ا۔ اللہ ﷻ نے کن لوگوں کو ہلاک کیا؟	ا۔ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی بیٹیوں کے علاوہ باقی تمام نافرمان قوم کو ہلاک کر دیا۔
137	ا۔ کیا قریشِ مکہ قومِ لوط علیہ السلام سے واقف تھے؟ ۲۔ اہلِ مکہ کے قافلے قومِ لوط علیہ السلام کے کھنڈرات سے کس وقت میں گزرتے تھے؟	ا۔ جی ہاں۔ ان کے تجارتی قافلے اِن ویران شدہ بستیوں اور کھنڈرات کے پاس سے ہی گزرتے تھے۔ ۲۔ کبھی صبح کے اوقات میں کبھی رات کے اوقات میں۔ یعنی ملک شام کے سفر میں ان کے منازل اور مکانات پر دن رات اہلِ مکہ کا گزر ہوتا تھا۔
138	ا۔ اللہ ﷻ نے قومِ لوط علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کرنے کی کیا حکمت بیان فرمائی ہے؟	ا۔ تاکہ اہلِ مکہ قومِ لوط علیہ السلام کے انجام سے عبرت حاصل کر سکیں اور عقل سے کام لیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلانے والوں کا انجام ہلاکت ہی ہے۔ **نوٹ:** حضرت لوط علیہ السلام کے قصّہ کی مکمل تفصیلات مطالعہ قرآنِ حکیم حصّہ چہارم میں دی گئی ہیں۔
139	ا۔ اس آیت میں کس مخلص بندے کا ذکر فرمایا گیا ہے؟ ۲۔ اس آیت میں حضرت یونس علیہ السلام کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟ ۳۔ حضرت یونس علیہ السلام کو کن لوگوں کی طرف بھیجا گیا تھا؟ ۴۔ اہلِ نینویٰ کون تھے؟	ا۔ حضرت یونس علیہ السلام کا۔ ۲۔ وہ اللہ ﷻ کے رسولوں میں سے ایک رسول تھے۔ ۳۔ اہلِ نینویٰ کی طرف جو کہ موصل کے رہنے والے تھے۔ ۴۔ اہلِ نینویٰ ایک ترقی یافتہ ملک تھا جس کی آبادی ایک لاکھ بیس ہزار تھی ان کی ہدایت کے لئے اللہ ﷻ نے حضرت یونس کو بھیجا۔ لیکن یہ اللہ ﷻ پر ایمان نہیں لاتے تھے اور حضرت یونس علیہ السلام کی تعلیمات کو رد کرتے تھے چنانچہ یہ قوم اللہ ﷻ کے عذاب کی مستحق ہو گئی اور حضرت یونس علیہ السلام انہیں اللہ ﷻ کے عذاب کی وحی سنا کر بستی سے نکل آئے۔ بستی والوں نے جیسے ہی عذاب کے آثار دیکھے تو انہیں حضرت یونس علیہ السلام کی بات یاد آ گئی۔ پوری قوم اپنے بچوں سمیت میدان میں نکل آئی اور گڑ گڑا کر اللہ ﷻ سے معافی مانگی۔ اللہ ﷻ نے ان کے گناہ بخش دیے اور بھیجا ہوا عذاب ٹال دیا۔
140	ا۔ حضرت یونس علیہ السلام قوم کو اللہ ﷻ کے عذاب کی خبر دے کر کس حال میں رہے؟	ا۔ حضرت یونس علیہ السلام اہلِ نینویٰ کو چھوڑ کر باہر آئے تو انہیں بھری ہوئی کشتی ملی اور اُس میں سوار ہو گئے۔ **نوٹ:** حضرت یونس علیہ السلام غیرت دینی کی وجہ سے اس عذاب والے مقام سے دور رہنا چاہتے تھے۔ اس لئے آپ علیہ السلام وہاں سے چلے گئے۔ آپ علیہ السلام نے یہ خیال کیا کہ اب اس نافرمان قوم پر اللہ ﷻ کا عذاب آجائے گا۔ البتہ ابھی تک اللہ ﷻ کی طرف

		سے آپ علیہ السلام کے لئے ہجرت کرنے کا واضح حکم نہ آیا تھا۔
141	ا۔ حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں کیا معاملہ پیش آیا؟ ۲۔ ملّاحوں نے اپنے آقا سے بھاگ کر آنے والے غلام کو ڈھونڈنے کی کیا تدبیر اختیار کی؟ ۳۔ قرعہ اندازی میں کس کا نام نکلا؟	ا۔ کشتی جب بیچ دریا میں پہنچی تو طوفان کا شکار ہو گئی اور کشتی کے ملّاحوں نے اپنے مشاہدے سے بتایا کہ یقیناً کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگ کر اس کشتی میں سوار ہوا ہے اور اسی وجہ سے ہماری کشتی ڈوبنے کے قریب ہے۔ ۲۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی۔ ۳۔ تین دفعہ قرعہ اندازی کی گئی جس میں ہر دفعہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔
142	ا۔ کشتی میں قرعہ اندازی میں یونس علیہ السلام کا نام نکلنے پر آپ علیہ السلام نے کیا عمل کیا؟ ۲۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے آپ کو دریا میں کیوں ڈالا؟ ۳۔ مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام کی کیا کیفیت تھی؟	ا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا۔ ۲۔ تاکہ کشتی میں سوار باقی لوگ بچ جائیں۔ **نوٹ:** دریا میں ڈالتے ہی اللہ تعالیٰ کے حکم پر وہاں ایک بڑی مچھلی مامور تھی جس نے آپ علیہ السلام کو زندہ نگل لیا۔ ۳۔ اس وقت آپ علیہ السلام کو کئی طرح کے غموں نے کا سامنا تھا۔ مثلاً i۔ اپنی قوم کے کفر اور شرک کا غم۔ ii۔ قوم کو اللہ تعالیٰ کے واضح حکم سے پہلے چھوڑ کر آجانے کا غم۔ ii۔ مچھلی کے پیٹ میں چلے جانے کا غم۔
143	ا۔ مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام نے کیا عمل کیا؟ ۲۔ حضرت یونس علیہ السلام نے کن الفاظ میں اللہ تعالیٰ کو پکارا؟	ا۔ مچھلی کے پیٹ میں رہتے ہوئے حضرت یونس علیہ السلام نے کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا۔ ۲۔ "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ"۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ پاک ہیں اور میں ہی قصورواروں میں سے ہوں۔ (سورۃ الانبیاء، آیت: ۸۷)
144	ا۔ اگر حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرتے تو اس کا کیا نتیجہ نکلتا؟	ا۔ وہ مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک رہتے۔
145	ا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا کیسے قبول ہوئی؟ ۲۔ اس وقت حضرت یونس علیہ السلام کی کیا کیفیت تھی؟	ا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا اور اس نے دریا سے نکل کر ایک چٹیل میدان میں حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا۔ ۲۔ وہ نہایت کمزور ہو گئے تھے۔
146	ا۔ حضرت یونس علیہ السلام اس چٹیل میدان میں کس حال میں تھے؟ ۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی کیسے مدد فرمائی؟	ا۔ حضرت یونس علیہ السلام شدید کمزور تھے۔ اسی طرح بھوکے اور پیاسے تھے اور سورج کی تپش سے بچنے کے لئے ان کے پاس کوئی ذریعہ نہ تھا۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک کدّو کی بیل اگا دی جس کے ذریعہ ان کے جسم کو ڈھانپ دیا اور اس طرح وہ سورج کی تپش سے بچ گئے اور مچھر، مکھی، وغیرہ سے بھی۔ پھر کدّو

		سے انہیں خوراک حاصل ہونے لگی۔ یعنی اللہ ﷻ نے اس بیل کی صورت میں حضرت یونس علیہ السلام کے لئے جراثیم کُش ماحول (Anti septic environment)، سایہ، غذائیت اور مٹھاس سے بھرپور پھل کی فراہمی کا انتظام کیا اور تینوں بنیادی ضرورتیں پوری فرمادیں۔
147	ا۔ جب حضرت یونس علیہ السلام صحت مند اور تندرست ہوگئے تو اللہ ﷻ نے انہیں کیا حکم دیا؟ ۲۔ اہلِ نینویٰ کی کیا تعداد تھی؟	ا۔ اللہ ﷻ نے حضرت یونس علیہ السلام کو اہل نینویٰ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ ۲۔ اکثر مفسرین کے نزدیک وہ ایک لاکھ سے زیادہ تھے۔
148	ا۔ حضرت یونس علیہ السلام کے اہل نینویٰ کو چھوڑ کر جانے کے بعد اہل نینویٰ پر کیا بیتی؟ ۲۔ حضرت یونس علیہ السلام جب اہل نینویٰ کے پاس دوبارہ لوٹے تو اہلِ نینویٰ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ۳۔ اللہ ﷻ نے اہل نینویٰ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟	ا۔ جب اہل نینویٰ نے عذاب کے سائے دیکھے تو انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا اور جب انہیں حضرت یونس علیہ السلام کہیں نظر نہیں آئے تو انہیں یقین آگیا کہ ہم پر اللہ ﷻ کا عذاب آنے والا ہے چنانچہ انہوں نے گڑگڑا کر اللہ ﷻ سے توبہ کی اور معافی مانگی اور اللہ ﷻ نے انہیں بخش دیا۔ ۲۔ اہل نینویٰ عذاب ٹلنے پر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اللہ ﷻ کا شکر ادا کیا۔ جب حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس دوبارہ آئے تو اہل نینویٰ نے ان کا خیر مقدم کیا اور ان پر ایمان لے آئے۔ ۳۔ اہل نینویٰ خوش نصیب ترین قوموں میں سے ہے۔ جن پر اللہ ﷻ نے اپنا بھیجا ہوا عذاب ٹال دیا اور ان کے ایمان لانے پر انہیں معاف فرمادیا۔
149	ا۔ اس آیت میں کن لوگوں کے باطل عقیدے کی مذمت کی گئی ہے؟ ۲۔ مشرکین مکہ اللہ ﷻ کے ساتھ کس بات پر شرک کرتے تھے؟ ۳۔ اس آیت میں مشرکین مکہ کو کس بات پر شرم دلائی گئی تھی؟	ا۔ اس آیت میں مشرکین مکہ کے شرک کی مذمت کی گئی ہے۔ ۲۔ مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ (معاذ اللہ) ۳۔ یہود و نصاریٰ نے اللہ ﷻ کے ساتھ شرک کیا لیکن انہوں نے انبیا کرام علیہم السلام کو اللہ ﷻ کے بیٹے قرار دیئے جبکہ مشرکین مکہ نے بھی اللہ ﷻ کے ساتھ شرک کیا لیکن فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں قرار دیا جب کہ وہ خود اپنے لئے بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے تھے بلکہ بیٹوں کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ یہ کہا جارہا ہے کہ اللہ ﷻ کے ساتھ شرک کرنا بھی بہت بُرا ہے لیکن ایسی چیز کو اللہ ﷻ سے منسوب کرنا جو خود کو بھی نا پسند ہو اس سے کہیں زیادہ بھی زیادہ بُری بات ہے۔
150	ا۔ مشرکین مکہ کے باطل عقیدے کی تردید میں کیا دلیل دی جارہی ہے؟	ا۔ اللہ ﷻ فرمارہا ہے کہ جب اللہ ﷻ نے فرشتوں کو پیدا کیا تو کیا یہ وہاں موجود تھے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ فرشتے مونث یعنی عورتیں ہیں۔

	۲۔ فرشتوں کی حقیقت کیا ہے؟	۲۔ فرشتے اللہ ﷻ کے ایک حکم پر پیدا ہوئے اور ان کا تعلق عالمِ امر سے ہے اور ان کی کوئی جنس مذکر یا مؤنث نہیں اور یہ اللہ ﷻ کی عاجز مخلوق ہیں اور اللہ ﷻ کے ہر حکم کو بجالاتے ہیں اور یہ ہرگز اللہ ﷻ کی بیٹیاں یا بیٹے نہیں ہیں۔
151	مشرکینِ مکہ کے فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں قرار دینے کے عقیدے کے بارے میں اس آیت میں کیا حقیقت بیان فرمائی گئی ہے؟	ا۔ یہ عقیدہ مشرکینِ مکہ کا ایک جھوٹا اور من گھڑت عقیدہ ہے۔
152	ا۔ اللہ ﷻ کے بارے میں اولاد کا عقیدہ کیسا ہے؟ ۲۔ اللہ ﷻ کے بارے میں اولاد کا عقیدہ کیوں ایک جھوٹا عقیدہ ہے؟	ا۔ یقیناً یہ ایک جھوٹا عقیدہ ہے۔ ۲۔ اولاد کی ضرورت اسے ہوتی ہے جس پر بڑھاپا آتا ہے یا جس پر کمزوری طاری ہوتی ہے۔ انسان مر مٹ کر ختم ہو جاتا ہے جبکہ اللہ ﷻ ہمیشہ رہنے والا ہے اور ہمیشہ رہے گا اس لئے اللہ ﷻ کو اولاد کی حاجت نہیں۔ پھر اولاد اپنے ماں باپ کی ہم جنس، ہم مثل ہوتی ہے اور ہم سر ہوتی ہے جب کہ اللہ ﷻ کا نہ کوئی ہم سر ہے اور نہ ہی ہم جنس ہے اور نہ ہی اللہ ﷻ کی کوئی مثال ہے۔ اس لئے اللہ ﷻ کی کوئی اولاد نہیں۔
153	ا۔ اس آیت میں مشرکینِ مکہ کی کس بدعقیدگی کا ذکر کیا گیا ہے؟	ا۔ انہوں نے اللہ ﷻ کے لئے بیٹیاں تجویز کیں اور خود اپنے لئے بیٹے تجویز کیئے۔
154	ا۔ اس آیت میں مشرکینِ مکہ کو کس بات پر تنبیہ فرمائی جا رہی ہے؟	ا۔ ان کی عقل کے فتور پر تنبیہ فرمائی جا رہی ہے کہ وہ کس طرح کے فیصلے کرتے ہیں؟ کہ اللہ ﷻ کے لئے اولاد کا تصور رکھتے ہیں۔
155	ا۔ اس آیت میں مشرکینِ مکہ کو کس بات پر غور و فکر کی دعوت دی گئی؟	ا۔ مشرکینِ مکہ کو اس بات پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے کہ غور کریں کہ اللہ ﷻ کو اولاد کی کیا حاجت جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے جس پر کبھی موت نہیں آنی۔ کُل کائنات جس کے اختیار میں ہے اسے کیونکر اولاد کی ضرورت ہو گی؟
156	ا۔ اس آیت میں مشرکینِ مکہ سے کس بات پر دلیل طلب کی جا رہی ہے؟	ا۔ مشرکینِ مکہ سے ان کے من گھڑت شرک کے عقیدے کی دلیل طلب کی جا رہی ہے۔ **نوٹ:** دعوے کو ثابت کرنے کے لیے عینی شہادت ہوتی ہے یا کوئی تحریر شدہ مضبوط دلیل (کسی نبی علیہ السلام کی تحریر، کوئی آسمانی صحیفہ وغیرہ)۔ جب کہ مشرکین کے پاس یہ دونوں نہیں تھیں جس سے صاف ظاہر ہوا کہ ان کے عقائد من گھڑت اور جھوٹ تھے۔
157	ا۔ مشرکینِ مکہ سے ان کی بدعقیدگی پر کون سی دلیل مانگی جا رہی ہے؟	ا۔ مشرکینِ مکہ سے ان کے شرک پر کسی کتاب میں نقل یعنی تحریر شدہ دلیل مانگی جا رہی ہے۔ **نوٹ:** نقلی (تحریر شدہ) دلیل سے مراد کسی الہامی کتاب یا صحیفہ میں درج شدہ کوئی بات جسے سند کے طور پر پیش کیا جا سکے۔

	۲۔ کیا مشرکین مکہ کے پاس شرک پر کوئی دلیل موجود تھی؟	۲۔ مشرکین مکہ کے پاس اپنے مشرکانہ عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے نہ کوئی عقلی دلیل تھی اور نہ ہی نقلی دلیل تھی بلکہ یہ ان کے من گھڑت تصورات تھے جو ان کے آباؤاجداد سے چلے آرہے تھے۔
158	ا۔اس آیت میں مشرکین مکہ میں سے بعض لوگوں کے کس جاہلانہ عقیدے کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۲۔جنات کی کیا حقیقت ہے؟	ا۔ مشرکین مکہ میں سے بعض لوگوں کا جاہلانہ عقیدہ تھا کہ (معاذ اللہ) اللہ ﷻ کی جنات سے کوئی رشتہ داری ہے۔ ۲۔جنات اللہ ﷻ کی مخلوقات میں سے ایک عاجز مخلوق ہیں جو بہت لطیف پیدا کیئے گئے ہیں اور انسانوں کے حواس سے دور ہیں۔ جنات میں سے ایک مشہور جن عزازیل یعنی شیطانِ مردود ہے جو انسانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ جنات کو اللہ ﷻ نے انسانوں کی طرح صاحبِ اختیار بنایا ہے ان کے پاس بھی شریعت ہے اور ان میں بھی مسلم اور کافر ہیں اور قیامت کے دن انسانوں کی طرح ان سے بھی حساب کتاب ہوگا اور ان میں سے ایماندار اور نیکو جنات کو جنت اور بے ایمان اور بد عمل کو دوزخ کے عذاب میں داخل کیا جائے گا۔
	۳۔اس آیت میں جنات کی کس حقیقت کا ذکر فرمایا گیا ہے؟	۳۔جنات خوب جانتے تھے کہ وہ سب قیامت کے دن اللہ ﷻ کے سامنے پیش کیئے جائیں گے۔
159	ا۔اس آیت میں من گھڑت شرکیہ عقائد کے بارے میں کیا حقیقت بیان کی گئی ہے؟	ا۔اللہ ﷻ ان تمام باتوں سے پاک ہیں جو مشرکین اللہ ﷻ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔
160	ا۔ مشرکین کے مقابلہ میں اللہ ﷻ کے کن بندوں کا ذکر فرمایا گیا ہے؟ ۲۔اس آیت میں اللہ ﷻ کے مخلص بندوں کی کیا صفت بیان فرمائی گئی ہے؟	ا۔اللہ ﷻ کے مخلص بندوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ ۲۔وہ اللہ ﷻ پر کوئی بہتان نہیں لگاتے۔اور اللہ ﷻ کے بارے میں کوئی بد عقیدگی نہیں رکھتے۔ **عملی پہلو:** اللہ ﷻ کے وہ بندے جنہیں اللہ ﷻ نے چُن لیا ہے، چاہے وہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے، وہ قیامت کے دن کی پکڑ سے محفوظ ومامون رہیں گے۔ وہ نہایت اعزاز کے ساتھ جنت میں بلائے جائیں گے۔
161	ا۔اس آیت میں کن کا ذکر کیا گیا ہے؟	ا۔ مشرکین اور ان کے جھوٹے معبود۔
162	ا۔ مشرکین اور جھوٹے معبودوں کا کس ارادے کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۲۔ کیا مشرکین ان کے جھوٹے معبود اپنے بُرے اراوں میں کامیاب ہوسکیں گے؟	ا۔ مشرکین اور جھوٹے معبود لوگوں کو اللہ ﷻ کے بارے میں گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ ۲۔ ہر گز نہیں۔ مشرکین اور ان کے جھوٹے معبود لوگوں کو اللہ ﷻ کے خلاف بہکانے میں ذرہ بھر بھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ **عملی پہلو:** اللہ ﷻ کے پسندیدہ بندے شیطان اوراس کے پیروکاروں کے

		بہکاوے میں نہیں آئیں گے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا: "(ابلیس نے) کہا اے میرے رب! جیسے تُو نے مجھے گم راہ کیا میں ضرور اُن کے لئے زمین میں (گناہوں کو) مُزیّن کروں گا میں ان سب لوگوں کو ضرور گم راہ کروں گا۔ سوائے ان کے جو تیرے چُنے ہوئے بندے ہیں۔ (اللہ نے) فرمایا یہ (وہ) راستہ ہے جو سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے۔ بے شک جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا سوائے ان گمراہوں کے جو تیری پیروی کریں گے۔ اور یقیناً اُن سب کے لئے وعدہ کی جگہ جہنم ہے۔" (سورۃ الحجر، آیات:۳۹ تا ۴۳)
163	ا۔ کیسے لوگ مشرکین اور ان کے جھوٹے معبودوں کے ورغلانے میں آتے ہیں؟	ا۔ وہ لوگ جو واقعی جہنم میں جانے والے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو جانتے بوجھتے حق کا انکار کرے اور کفر ہی پر اڑے رہیں۔ **عملی پہلو:** ہمیں ہر وقت اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ کہیں ہم اللہ ﷻ کو ناراض کرنے والے کام کرکے شیطان اور اس کے ساتھیوں کے بہکاوے میں تو نہیں آرہے۔
164	ا۔ اس آیت میں اللہ ﷻ کی کس مخلوق کا ذکر فرمایا گیا ہے؟ ۲۔ اس آیت میں فرشتوں کے بارے میں کس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے؟ ۳۔ فرشتوں کی متعین حدود اور مقام کے ذکر سے کیا سمجھایا گیا ہے؟	ا۔ فرشتوں کا۔ ۲۔ فرشتوں میں سے ہر ایک کا مقام متعین ہوتا ہے اور وہ اپنے مقام سے تجاوز نہیں کر سکتے۔ ۳۔ اللہ ﷻ نے فرشتوں کی زبانی ان کی عبودیت کے اعتراف کو بیان کیا ہے اور اس سے مقصود ان لوگوں کی تردید ہے جو فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں اور معبود کہتے ہیں، حالانکہ وہ تو اللہ ﷻ کی مخلوق اور اس کے خاص بندے ہیں، وہ معبود کیسے ہوسکتے ہیں؟
165	ا۔ فرشتے اللہ ﷻ کی جناب میں کس کیفیت میں کھڑے ہوتے ہیں؟	ا۔ فرشتے اللہ ﷻ کی جناب میں صفیں باندھے کھڑے ہوتے ہیں۔ **نوٹ:** ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم ملائکہ کی صفوں کی طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ملائکہ کیسے صف بندی کرتے ہیں؟ فرمایا: ملائکہ اپنے رب کے سامنے اس طرح صف بندی کرتے ہیں کہ اگلی صفوں کو پورا (پورا) بھر دیتے ہیں اور باہم مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔" (صحیح مسلم، سنن ابی داؤد)
166	ا۔ اس آیت میں فرشتوں کا کیا وظیفہ بیان فرمایا گیا ہے؟	ا۔ وہ ہمہ وقت اللہ ﷻ کی تسبیح کرنے والے ہیں۔ **نوٹ:** ایک حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آسمان پر چار انگلی کے برابر بھی جگہ ایسی نہیں ہے کہ جہاں کوئی فرشتہ اللہ کے لیے (اس کے سامنے) اپنی پیشانی رکھ کر سجدہ نہ کرے۔" (جامع ترمذی)

167	ا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کس کا ذکر کیا گیا ہے؟	ا۔ مشرکین مکہ کا۔
168	ا۔ اس آیت میں مشرکین مکہ کی کس تمنا کا ذکر کیا گیا ہے؟	ا۔ مشرکین مکہ تمنا کرتے تھے کہ کاش ان کے پاس بھی پہلے لوگوں کی طرح آسمانی کتابیں ہوتی۔
169	ا۔ اس آیت میں مشرکین مکہ کے کس عزم کا ذکر کیا گیا ہے؟	ا۔ مشرکین مکہ یہ عزم رکھتے تھے کہ اگر ان کے پاس بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتابیں آتیں تو وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر اور اس کی فرماں برداری کر کے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہوتے۔
170	ا۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت پر مشرکین مکہ نے کیا طریقہ اختیار کیا؟ ۲۔ مشرکین مکہ کے اس کفر پر ان کا کیا نتیجہ نکلنے والا تھا؟	ا۔ اپنی تمنا کے برخلاف جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کی طرف نبی کریم ﷺ کو بھیجا تو انہوں نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے قرآن کا انکار کیا اور آپ ﷺ کی مخالفت کی۔ ۲۔ دنیا اور آخرت کا عذاب جو وہ جان کر رہیں گے اور وہ ان کو مل کر رہے گا۔
171	ا۔ اس آیت میں کس کے فیصلے کا ذکر فرمایا گیا ہے؟ ۲۔ اللہ تعالیٰ نے کس کے حق میں فیصلہ فرمایا؟ ۳۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کب سے کیا ہوا ہے؟	ا۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے حق میں فیصلہ فرمایا ہے۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ ازل سے کیا ہوا ہے۔
172	ا۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں کیا فیصلہ فرمایا ہوا ہے؟	ا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ انبیاء کرام علیہم السلام کو مدد حاصل ہوتی رہے گی۔ **نوٹ:** رسولوں کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ انہیں دعوتِ حق کے راستے میں شدید مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن بالآخر نصرت الٰہی نے انہیں کامیابی سے ہم کنار کیا۔
173	ا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کس بات کا اعلان فرما دیا ہے؟ ۲۔ اللہ تعالیٰ کے لشکر سے کون لوگ مراد ہیں؟ ۳۔ اللہ تعالیٰ کا لشکر کن لوگوں پر غالب رہے گا؟	ا۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لشکر ہی غالب رہے گا۔ ۲۔ انبیاء ورسول علیہم السلام، اور اہلِ ایمان۔ ۳۔ کفار اور مشرکین پر۔
174	ا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کس سے خطاب فرما رہے ہیں؟ ۲۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کیا تلقین کی ہے؟	ا۔ نبی کریم ﷺ سے۔ ۲۔ کفار اور مشرکین سے کچھ مدت کے لئے اعراض کرنے یعنی صرفِ نظر کرنے کی اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ کر مہلت دینے کی۔
175	ا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے کیا فرمایا ہے؟ ۲۔ اس آیت میں مشرکین مکہ اور کفار کو کیا وعید سنائی گئی ہے؟ ۳۔ اس آیت میں کیا مضامین بیان ہوئے ہیں؟	ا۔ اس آیت میں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انتظار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ۲۔ انہیں وعید سنائی گئی ہے کہ وہ عنقریب اپنا بُرا انجام دیکھ لیں گے۔ ۳۔ اس آیت میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے اور کفار اور مشرکین کے لئے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

176	ا۔اس آیت میں کفار و مشرکین کے کس طرزِ عمل کو بیان کیا گیا ہے؟	ا۔ کفار و مشرکین آپ ﷺ سے اللہ ﷻ کے عذاب کے جلد آنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔
177	ا۔ اس آیت میں مشرکین مکہ کے مذاق اُڑاتے ہوئے جلدی عذاب نازل کرنے کے مطالبہ کا کیا جواب دیا گیا ہے؟ ۲۔اس آیت میں ڈرائے جانے والے لوگوں سے کون مراد ہے؟ ۳۔ مشرکین مکہ کو ڈرانے والے سے کون مراد ہے؟	ا۔ اللہ ﷻ نے فرمایا جب عذاب نازل ہو گا تو وہ صبح ان کے لئے انتہائی بُری مصیبت والی ہو گی۔ ۲۔ مشرکین مکہ۔ ۳۔ آپ ﷺ جو مشرکین مکہ کو اللہ ﷻ کے عذاب سے ڈراتے تھے۔
178	ا۔ مشرکین مکہ کے حوالے سے اس آیت میں آپ ﷺ کو کیا نصیحت فرمائی گئی ہے؟ ۲۔اعراض فرمانے سے کیا مراد ہے؟	ا۔ آپ ﷺ کو اللہ ﷻ نے نصیحت فرمائی کہ آپ ﷺ کچھ دیر کے لئے مشرکین مکہ سے اعراض فرمایئے۔ ۲۔ مشرکین مکہ کو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔
179	ا۔اس آیت میں آپ ﷺ کو کیا تسلی دی گئی ہے؟ ۲۔اس آیت میں مشرکین مکہ کے لئے کیا وعید ہے؟	ا۔ آپ ﷺ مشرکین مکہ کا بُرا انجام دیکھیں گے۔ ۲۔ اس آیت میں مشرکین مکہ کے لئے وعید ہے کہ وہ اپنے بُرے اعمال کا انجام دنیا میں بھی عذاب کی صورت میں دیکھ کر رہیں گے۔
180	ا۔اس آیت میں مشرکین مکہ کے شرک کی کیا حقیقت بیان کی گئی ہے؟ ۲۔اس آیت میں اللہ ﷻ کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟	ا۔ اللہ ﷻ ہر طرح کے شرک سے پاک ہے جو وہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ **نوٹ:** یہی مضمون سورۃ الانبیاء، آیات ۲۱، ۲۲، اور سورۃ الطور، آیت: ۴۳ میں بھی بیان ہوا ہے۔ ۲۔ آپ کا رب جو "رَبِّ العِزۃ" ہے ان تمام باتوں سے پاک ہے جو یہ مشرکین بناتے ہیں۔ "رَبِّ العِزۃ" کے معنی ہیں غلبہ والا، صاحب اقتدار، عظمت اور رفعت والا۔ یعنی اللہ ﷻ ہی کل عزت و رفعت اور اقتدار و اختیار کا مالک ہے۔ **نوٹ:** حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کئی بار سنا کہ آپ ﷺ نماز ختم ہونے کے بعد یہ آیات تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (قرطبی) متعدد تفاسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ذکر کیا گیا ہے کہ "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اسے بھرپور پیمانے سے اجر ملے، اسے چاہیئے کہ وہ اپنی ہر مجلس کے آخر میں یہ تین آیتیں پڑھا کرے۔" (ابن ابی حاتم)
181	ا۔اس آیت میں رسولوں کی کیا عظمت بیان فرمائی گئی ہے؟	ا۔ رسولوں پر دنیا اور آخرت میں سلام بیان فرمایا گیا ہے۔
182	ا۔اس آیت میں اللہ ﷻ کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟ ۲۔حمد کے کیا معنی ہیں؟ ۳۔رب کے کیا معنی ہیں؟	ا۔ اللہ ﷻ ہی تعریف کا مالک ہے اور وہی تمام جہانوں کا رب ہے۔ ۲۔ ایسی تعریف جس میں شکر گزاری کے جذبات بھی ہوں حمد کہلاتی ہے۔ ۲۔ ضرورتیں پوری فرمانے والا پروردگار۔

	۴۔ عالمین سے کیا مراد ہیں؟	۴۔ عالمین جمع ہے عالم کی۔ اللہ ﷻ کی مخلوقات میں بہت سے عالم ہیں مثلاً جنات کا ایک عالم ہے، فرشتوں کا ایک عالم ہے، انسانوں کا ایک عالم ہے، حیوانات کا عالم ہے، نباتات اور جمادات کا عالم ہے وغیرہ یہ سب عالم مل کر کہلاتے ہیں۔ **عملی پہلو:** اللہ ﷻ کے لئے حمد و تسبیح ہے جب کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے درود و سلام ہے۔ جس کا ہمیں کثرت سے اہتمام کرنا چاہیئے۔ **نوٹ:** ان تین آیات میں پوری سورت کے مضامین کا خلاصہ آگیا ہے۔ اللہ ﷻ کے رب ہونے کی صفت اور اس کا رب العزت ہونا بیان فرمایا گیا ہے اور جو بھی لوگ ذات باری تعالیٰ کے بارے میں غلط باتیں کہتے ہیں یا دل میں اعتقاد رکھتے ہیں ان کی تردید کی گئی۔ آخری رکوع سے پہلے دو رکوع میں متعدد انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے سلام کا تذکرہ فرمایا تھا یہاں سورت کے اختتام پر وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ فرما کر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو سلام کی دولت سے نواز دیا۔ جو اللہ ﷻ کے بندوں کے درمیان خیر پہنچانے کا ذریعہ تھے۔ اور آخر میں وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فرما کر یہ بتایا گیا کہ وہ ہمیشہ ہر حال میں حمد و ثناء کا مستحق ہے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں؟

سوال ۱: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لائن لگا کر ملائیں:

الف	ب
حضرت یونس علیہ السلام نے	حضرت یونس علیہ السلام کے لقب ہیں۔
قومِ یونس علیہ السلام نے	ایک بیل دار درخت اُگا دیا۔
مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو	قوم کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے خبردار کیا۔
اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے لئے	عذابِ الٰہی کے آثار دیکھ کر توبہ کرلی۔
"ذُوالنُّوۡن" اور "صَاحِبُ الۡحُوۡت"	حفاظت سے اپنے پیٹ میں رکھ لیا۔

سوال ۲: مندرجہ ذیل جملوں کے بارے میں بتائیے کہ وہ کس کا قول ہے:

نمبر شمار	جملے	اللہ سبحانہ و تعالیٰ	حضرت یونس علیہ السلام	فرشتے	کفار
۱	پھر ہم نے انہیں چٹیل میدان میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ بیمار تھے۔	✓			
۲	آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ پاک ہیں، یقیناً میں ہی قصور واروں میں سے ہوں۔		✓		
۳	اور یقیناً ہم صف باندھے کھڑے رہنے والے ہیں۔			✓	
۴	اگر ہمارے پاس پچھلے لوگوں کی کوئی نصیحت (کی کتاب) ہوتی تو یقیناً ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے چُنے ہوئے بندے ہوتے۔				✓
۵	تم نے خواب سچ کر دکھایا ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔	✓			

سوال ۳: مندرجہ ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (×) کا نشان لگائیں:

نمبر شمار	جملے	صحیح	غلط
۱	عراق کے شہر نینویٰ کی آبادی دو لاکھ سے زیادہ تھی۔		✓
۲	حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے بے حد کمزور ہو گئے تھے۔	✓	
۳	مچھلی نے جس جگہ حضرت یونس علیہ السلام کو ڈالا تھا وہ ایک آباد بستی تھی۔		✓
۴	شہر نینویٰ پر سیاہ بادل چھا گئے اور تاریک دھواں اس قوم کے گھروں کی طرف بڑھنے لگا۔	✓	
۵	اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذابِ الٰہی کے سائے دیکھ کر شہر کے تمام لوگ اپنے اہل عیال سمیت میدان میں نکل آئے۔	✓	

سوال ۴: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) حضرت یونس بن متّٰی علیہ السلام ______ کی نسل میں سے ہیں۔ (حضرت ہود علیہ السلام)

(۲) حضرت یونس علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد ______ کے آثار نظر آنے لگے۔ (عذاب)

(۳) حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں ______ کرتے رہے۔ (اللہ تعالیٰ کی تسبیحات)

(۴) شہر نینویٰ کی آبادی ______ سے زیادہ تھی ہے۔ (ایک لاکھ)

(۵) نینویٰ ______ کے کنارے ایک بارونق شہر تھا۔ (دریائے دجلہ)

سوال ۵: نیچے دیئے گئے جملوں کے ساتھ بنے ہوئے خانوں میں قصے کی ترتیب کے لحاظ سے نمبر ڈالیئے:

(۸) ایک بڑی مچھلی نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت یونس علیہ السلام کو بغیر نقصان پہنچائے نگل لیا۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو دوبارہ اہل نینویٰ کی طرف جانے کا حکم فرمایا۔

(۲) حضرت یونس علیہ السلام نے کئی سال تک نینویٰ کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔

(۶) نینویٰ والے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے عذاب سے پناہ مانگنے لگے۔

(۳) نینویٰ کے لوگ اپنے رسول علیہ السلام کا انکار اور ان کی مخالفت کرتے رہے۔

(۵) حضرت یونس علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد عذاب کے آثار نظر آنے لگے۔

(۹) مچھلی کے پیٹ میں آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور استغفار کرتے رہے۔

(۱) حضرت یونس علیہ السلام کو عراق کے شہر نینویٰ کے مشرک لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔

(۷) حضرت یونس علیہ السلام عذاب کے مقام سے دور رہنے کے ارادہ سے ایک بھری ہوئی کشتی میں سوار ہوئے۔

(۴) حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کے کفر پر ان سے ناراض ہو کر نینویٰ شہر سے دور چلے گئے۔

سوال ۶: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- اللہ تعالیٰ نے ہمیں کس طرح کی مٹی سے پیدا فرمایا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ہمیں چپکتی مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔

۲- جب کافروں سے کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ کیا کرتے تھے؟

جب کافروں سے کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کیا کرتے تھے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

۳۔زقوم کے درخت کے بارے میں جو باتیں بیان کی گئیں ہیں ان میں سے کوئی دو لکھیں؟

i۔ وہ ایک ایسا درخت ہے جو جہنم کی جڑ میں (سے) نکلتا ہے۔ ii۔ اس کے خوشے ایسے ہیں جیسے وہ شیطانوں کے سر ہوں۔

۴۔کافر جب اللہ ﷻ کی کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ان کا کیا رویہ ہوتا ہے؟

کافر جب اللہ ﷻ کی کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو خوب مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو واضح جادو ہے۔

۵۔ اس سورت میں نو انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات کا ذکر آیا ہے ان کے نام لکھیے؟

حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام۔

عملی سرگرمی:

۱۔اس سورت کی آخری تین آیات طلبہ کو زبانی یاد کروائیں اور ان کی اہمیت لکھوائیں۔

۲۔حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قصہ کو متعلقہ الفاظ کی مدد سے ایک خاکہ کی صورت میں بھی سمجھایا جاسکتا ہے۔

۳۔اس سورت میں ذکر کیئے گئے نو انبیاء کرام علیہم السلام کے مختصر تعارف پر ایک چارٹ بنوا سکتے ہیں۔ مثلاً رسول کا نام، قوم کا نام، مقام، جرم، انجام وغیرہ۔

۴۔طلبہ میں اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ان سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی انتہائی پسندیدہ چیز کسی مستحق کو دیں اور خاص موقعوں اور حالات میں اجتماعی طور پر بھی چیزیں جمع کر کے کسی مستحق ادارہ یا بچوں کو دی جاسکتی ہیں۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوۡرَۃُ الۡفِیۡل

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: "ہاتھی والوں کا قصّہ" عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جا سکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ خانہ کعبہ کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟

۲۔ ابرہہ کون تھا؟ اور اس کے مقاصد کیا تھے؟

۳۔ اللہ ﷻ نے اپنے گھر کی حفاظت کیسے فرمائی۔

۴۔ واقعۂ فیل کے عملی پہلو کیا ہیں؟

ربطِ سورت: سورۃ الفیل سے قبل سورۃ الھمزہ ہے۔ سورۃ الھمزہ میں آخرت میں ظالموں کو ملنے والی سزا کا ذکر ہے۔ سورۃ الفیل میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کی طرف سے ظالموں کو آخرت میں ہی نہیں بلکہ کچھ لوگوں کو دنیا میں بھی سزا دی جاتی ہے جس کی مثال سورۃ الفیل میں بیان کی گئی ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت	سوال	جواب
1	۱۔ اصحابُ الفیل سے کون مراد ہیں؟ ۲۔ ابرہہ کون تھا؟ ۳۔ یہ واقعہ کب پیش آیا؟	۱۔ اَبرَہہ اور اس کی فوج جس میں کئی ہاتھی بھی تھے۔ ۲۔ ابرہہ حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے یمن میں گورنر تھا۔ ۳۔ یہ واقعہ آپ ﷺ کی ولادت والے سال یعنی آپ ﷺ کی ولادت سے تقریباً ۵۰ دن پہلے پیش آیا۔

	۴۔ ابرہہ خانہ کعبہ کو کیوں ڈھانا چاہتا تھا؟	۴۔ ابرہہ نے صنعاء (یمن) میں ایک بہت بڑا عیسائی گرجا (عبادت گھر) تعمیر کیا اور کوشش کی کہ لوگ خانہ کعبہ کے بجائے عبادت کے لئے ادھر آیا کریں۔ یہ بات اہل مکہ اور دیگر عرب قبائل کے لئے سخت ناگوار تھی۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے گرجے کو غلاظت سے ناپاک کر دیا جس پر اس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کا عزم کر لیا او ایک لشکر لے کر خانہ کعبہ پر حملہ آور ہوا جس میں اس کے ساتھ کچھ ہاتھی بھی تھے۔
2	۱۔ اصحابُ الفیل کی چال سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ ابرہہ کے اور کیا مقاصد تھے؟ ۳۔ اصحاب الفیل کی خفیہ چال کیا تھی؟ ۴۔ اللہ ﷻ نے ان کی چال کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟	۱۔ خانہ کعبہ کو ڈھانے کا ارادہ۔ (معاذ اللہ ﷻ) ۲۔ اس کا مقصد مذہبی فوائد کا حصول نہیں تھا بلکہ وہ تمام تر تجارتی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی فوائد حاصل کرنا چاہتا تھا جو خانہ کعبہ کی وجہ سے قریش مکہ کو حاصل تھے۔ ۳۔ ان کی خفیہ چال یہ تھی کہ وہ خانہ کعبہ کو ڈھا کر، قریش کو کچل کر اور تمام اہل عرب کو مرعوب کر کے تجارت کا وہ راستہ عربوں سے چھین لینا چاہتے تھے جو جنوب عرب سے شام و مصر کی طرف جاتا تھا۔ اس غرض کو انہوں نے چھپا رکھا تھا اور ظاہر یہ کیا تھا کہ ان کے گرجا کی جو بے حرمتی عربوں نے کی ہے اس کا بدلہ وہ ان کا عبادت خانہ ڈھا کر لینا چاہتے ہیں۔ (معاذ اللہ) ۴۔ اللہ ﷻ نے انہیں ناکام کر دیا۔ ان کی چال کو بے کار، بے مقصد اور بے نتیجہ کر دیا۔ **عملی پہلو:** اصحاب الفیل کی چال کو ناکام بنانے میں بتوں یا دیوی دیوتاؤں کا کوئی دخل نہیں تھا بلکہ یہ صرف اللہ ﷻ کا کرشمہ قدرت تھا جو ان پر عذاب کی صورت میں ظاہر ہوا۔ قریش نے بھی عبد المطلب کے ساتھ خانہ کعبہ کے دروازہ پر جو دعا مانگی تھی وہ اللہ ﷻ ہی سے مانگی تھی نہ کہ بتوں سے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ توحید برحق ہے جس کی دعوت نبی کریم ﷺ دے رہے ہیں اور بت پرستی بالکل باطل ہے جس میں مشرکین مکہ مبتلا ہیں۔
3	۱۔ اَبَابِیل سے کیا مراد ہے؟	۱۔ یہ پرندے کا نام نہیں بلکہ اس سے مراد ہے جھنڈ کے جھنڈ یعنی کثیر تعداد میں ہاتھیوں کے لشکر کے مقابلے میں پرندوں کے لشکر ہیں۔
4	۱۔ اللہ ﷻ نے پرندوں کو کیوں بھیجا؟ ۲۔ اصحابُ الفیل کا کیا انجام ہوا؟	۱۔ جب ابرہہ کا لشکر وادی مُحَسِّر کے پاس پہنچا تو اللہ ﷻ نے پرندوں کے جھنڈ بھیج دیئے تاکہ اس لشکر کو ہلاک کر دیا جائے۔ ان پرندوں کی چونچوں اور پنجوں میں کنکریاں تھیں جو چنے یا مسور کے برابر تھیں۔ ۲۔ جس شخص کو بھی یہ کنکری لگتی وہ پگھل جاتا اور اس کا گوشت جھڑ جاتا اور بالآخر مر جاتا۔ ان چھوٹے چھوٹے پتھروں یا کنکروں نے توپ کے گولوں اور بندوق کی گولیوں سے زیادہ مہلک کام کیا۔ خود ابرہہ کا بھی صنعاء پہنچتے پہنچتے

	٣۔ سجّیل کسے کہتے ہیں؟	یہی انجام ہوا۔ ابرہہ پر اللہ ﷾ نے ایسی آفت بھیجی کہ اس کی انگلیوں کی پور جھڑ گئے اور صنعا پہنچتے پہنچتے وہ چوزے جیسا ہو گیا پھر اس کا سینہ پھٹ گیا، دل باہر نکل آیا اور وہ مر گیا۔ اس طرح اللہ ﷾ نے اپنے گھر کی حفاظت فرمائی۔ ٣۔ مٹی کے چھوٹے چھوٹے کنکر جو دھوپ میں پک کر سخت ہو گئے ہوں یعنی وہ نوک دار کنکر جس میں مٹی کی بھی آمیزش ہوتی ہے۔
5	ا۔ کھائے ہوئے بھوسے سے کیا مراد ہے؟	ا۔ یعنی اِن کے جسم کے اجزا اس طرح بکھر گئے جیسے کھایا ہوا بھوسا ہوتا ہے۔ **عملی پہلو:** ظالم اور بد بخت لوگوں کا یہی انجام ہوتا ہے جو اللہ ﷾ سے بغاوت اختیار کرتے ہیں اور حدودِ بندگی سے نکل کر اپنے خالق و مالک کے سامنے اکڑنے لگتے ہیں۔ نیز اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ ﷾ کے لشکروں کو اس وحدہ لاشریک کے سوا کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ کس سے کیا کام لے لے جو اگرچہ ظاہری طور پر کمزور نظر آتے ہوں۔ جیسا کہ چھوٹے چھوٹے پرندوں سے چھوٹی چھوٹی کنکریوں کے ذریعے طاقت ور ہاتھیوں کے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا۔ بندے کے لائق یہی ہے کہ وہ ہمیشہ بندہ ہی بن کر رہے اور ہر حال میں اور ہر طور سے اپنے خالق و مالک کے حضور دل و جان سے جُھکا رہے۔ **نوٹ:** اللہ ﷾ کی طرف سے واضح ہو گیا کہ خانہ کعبہ اللہ ﷾ کا گھر ہے اور اسی نے اس کی حفاظت فرمائی اس طرح نبی کریم ﷺ اللہ ﷾ کے رسول ہیں اور اللہ ﷾ ہی ان کی حفاظت فرمائیں گے اور کامیابی عطا فرمائیں گے۔

COPYRIGHT © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ا: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

الف	ب
اصحاب الفیل سے مراد	آپ ﷺ کی پیدائش کا سال ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اصحاب الفیل پر	اصحاب الفیل کھائے ہوئے بھُوسہ کی مانند ہو گئے۔
پرندوں نے اصحاب الفیل پر	ہاتھیوں والے ہیں۔
پتّھروں کی بارش سے	پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیجے۔
عام الفیل	مٹی کے پتّھر کی کنکریاں گرائیں۔

سوال ۲: درج ذیل الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کیجیے:

حضرت آدم علیہ السلام، یمن، گرجا گھر، قریش، نبی کریم ﷺ، ابرہہ، صنعاء، ۵۰، عبادت، سردار

(۱) ہاتھی والوں کا واقعہ ______ کی پیدائش مبارک سے ______ دن پہلے پیش آیا۔ (نبی کریم ﷺ، ۵۰)

(۲) خانہ کعبہ پر ______ نے حملہ کیا جو ______ کا گورنر تھا۔ (ابرہہ، یمن)

(۳) عیسائی گورنر اَبرہہ نے ______ میں ایک نہایت خوبصورت ______ بنایا۔ (صنعاء، گرجا گھر)

(۴) خانہ کعبہ ______ کے زمانے سے ______ اور عزت واحترام کا مرکز رہا ہے۔ (حضرت آدم علیہ السلام، عبادت)

(۵) عبد المطلب ______ کے سب سے بڑے ______ تھے۔ (قریش، سردار)

سوال ۳: درج ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (×) کا نشان لگائیں:

نمبر شمار	جملے	صحیح	غلط
۱	گرجا گھر کی تعمیر پر اہلِ مکہ اور دیگر عرب قبائل بہت خوش تھے۔		✓
۲	عربوں میں سے ایک شخص نے ابرہہ کے گرجا گھر میں گندگی پھیلادی۔	✓	
۳	عبد المطلب سے ملاقات پر ابرہہ ان کو دیکھ کر بہت غصہ ہوا۔		✓
۴	اَبرہہ نے ایک بڑی فوج جمع کی جس میں ہاتھی بھی تھے۔	✓	
۵	ابرہہ کا لشکر وادیٔ مُحَسِّر پہنچ کر آگے نہ بڑھ سکا۔	✓	

سوال ۴: سورۃ الفیل سے متعلق درج ذیل الفاظ کو نیچے دیئے گئے خانوں میں لکھیئے:

شاہینوں کا جھنڈ، وادیٔ مُحسِّر سے آگے نہ بڑھنا، ہاتھی والوں کی ہلاکت، اونٹوں کا لشکر، یمن کا گورنر ابرہہ، گرجا گھر کی تعمیر، زلزلہ اور بارش، عبد المطلب کی دعا، وادی طویٰ میں قیام، خانہ کعبہ کو گرانے کا ارادہ، چھوٹے چھوٹے پرندوں کی آمد، کنکریوں سے مارا جانا

یمن کا گورنر ابرہہ	گرجا گھر کی تعمیر	خانہ کعبہ کو گرانے کا ارادہ
عبد المطلب کی دعا		وادیٔ مُحسِّر سے آگے نہ بڑھنا
چھوٹے چھوٹے پرندوں کی آمد	کنکریوں سے مارا جانا	ہاتھی والوں کی ہلاکت

سوال ۵: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- ہاتھی والے مکّہ مکرّمہ کیوں آئے تھے؟

ہاتھی والے مکّہ مکرّمہ (معاذ اللہ) خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے آئے تھے۔

۲- ہاتھی کو اٹھانے کی کوشش پر کیا واقعہ پیش آتا تھا؟

ہاتھی کو اُٹھانے کی بہت کوششیں کی گئیں مگر وہ آگے نہ بڑھتا، مگر جب مکّہ کے علاوہ کسی اور سمت اس کا رُخ موڑا جاتا تو تیزی سے بھاگنا شروع کر دیتا۔

۳- ہاتھی والوں کے قصّہ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟ کوئی ایک بات لکھیں۔

اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ جس طرح اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے گھر کی معجزانہ طریقہ سے حفاظت فرمائی وہ آئندہ بھی اپنے گھر کی حفاظت فرماتا رہے گا۔

۴- ابرہہ نے گرجا گھر کیوں بنایا؟

ابرہہ نے گرجا گھر اس لئے بنایا کہ لوگ خانہ کعبہ کے بجائے اس کے گرجا گھر میں عبادت کے لئے آیا کریں۔

۵- عبد المطلب نے خانہ کعبہ کا کنڈا پکڑ کر کیا دعا کی؟

اے اللہ! اپنے گھر کی حفاظت فرما، اَبرہہ اور اس کے لشکر سے اپنے عزّت والے گھر کو بچالے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CRIMINAL ACTION.

عملی سرگرمی:

۱۔ خانہ کعبہ کی تصاویر بنوانا۔

۲۔ خانہ کعبہ کی پرانی اور نئی تصاویر جمع کرانا۔

۳۔ جدید توسیع کی ویڈیو دکھانا۔

۴۔ نقشہ کے ذریعہ مکہ اور خانہ کعبہ کی نشاندہی کرانا۔

۵۔ خانہ کعبہ کی عظمت اور خصوصیات پر فہرست بنوانا۔

[نکات: مثلاً: زمین پر اللہ ﷻ کا پہلا گھر، آدم علیہ السلام کے زمانہ سے موجود ہونا، ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا خانہ کعبہ کو پرانی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کرنا، ابراہیم علیہ السلام کی جائے نماز، حج اور عمرہ کا مرکز یعنی طواف، نبوت سے پہلے تمام عرب قبائل کے بتوں کا رکھا ہونا، مشرکین کے نزدیک بھی خانہ کعبہ کو عزت و شرف حاصل ہونا، عرب قبائل کی تجارت کا بہت بڑا ذریعہ ہونا، کعبہ کی وجہ سے مکہ کو تمام عرب میں مرکزی مقام یعنی اُم القریٰ کا درجہ حاصل ہونا، جنتی پتھر حجرِ اسود کا لگا ہونا، ہر سال انتہائی قیمتی غلاف سے مزین ہونا۔ آپ ﷺ کے خاندان قریش (بنو ہاشم) کا متولی ہونا، قریش کو خانہ کعبہ کے انتظامات کی وجہ سے پورے عرب میں اہم مقام حاصل ہونا۔ خانہ کعبہ کے مختلف نام (بیت اللہ، بکہ، بیت العتیق) وغیرہ۔]

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION

سُوْرَةُ قُرَيْش

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تا کہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ قریش کون تھے؟

۲۔ قریش مکہ پر اللہ ﷻ کے انعامات اور فضائل کیا ہیں؟

۳۔ عبادت کا وسیع تر مفہوم کیا ہے؟

۴۔ اللہ ﷻ کی عبادت کیوں ضروری ہے؟

۵۔ اللہ ﷻ نے قریش مکہ کو یہ اعزازات کیوں عطا فرمائے؟

۶۔ قریش مکہ تجارتی سفر کن ملکوں کی طرف کرتے تھے؟ اور ان ملکوں میں سفر کیا وجہ تھی؟

ربطِ سورت: اللہ ﷻ نے چھوٹے چھوٹے پرندوں کے ذریعہ بیت اللہ اور قریش کی حفاظت فرمائی، لیکن اس کے باوجود قریش ایک اللہ ﷻ کی عبادت کرنے اور شرک چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے، اس لیے انہیں اس سورت میں پھر اللہ ﷻ ہی کی عبادت کرنے کی توجہ دلائی گئی ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت	سوال	جواب
1	۱۔ قریش کون تھے؟	۱۔ یہ عرب کا ایک معزز قبیلہ تھا۔ اسی قبیلہ سے آپ ﷺ کا تعلق بھی تھا۔ **نوٹ:** عرب کے قبائل میں قریش سب سے معزز اور بااثر قبیلہ تھا اور اسی کی ایک شاخ بنی ہاشم تھے جو سب سے ممتاز اور محترم سمجھے جاتے تھے، اسی قبیلے کے سردار عبد المطلب تھے۔ ان کے چھوٹے بیٹے حضرت عبد اللہ کے گھر نبی آخر الزمان ﷺ پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے خاندان کو بیت اللہ کے انتظام اور حاجیوں کی خدمت کا اعزاز حاصل تھا۔ جس بنا پر آپ ﷺ کا خاندان اہل مکہ کا نمائندہ سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے اس سورت میں قریش کو

		مخاطب کیا گیا ہے جس میں تمام عرب بھی شامل ہیں۔ **نوٹ:** تمام قبائلِ عرب میں قریش اللہ ﷻ کے نزدیک سب سے زیادہ مقبول ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ ﷻ نے تمام اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں سے کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ (محمد ﷺ) کو منتخب کیا ہے۔" (صحیح مسلم)
2	۱۔ قریش کو اللہ ﷻ نے کس بات سے مانوس کیا تھا؟ ۲۔ سردی اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۳۔ قریش گرمی اور سردیوں میں تجارتی سفر کے لئے کہاں جاتے تھے؟ ۴۔ قریش تجارتی سفر کے لئے خاص طور پر یمن اور شام کیوں جاتے تھے؟ ۵۔ اللہ ﷻ نے قریش کے لئے ان سفروں کے لئے کیا احسان اور فضل و کرم فرمایا؟	۱۔ سردی اور گرمی کے سفر سے۔ ۲۔ یعنی اللہ ﷻ نے قریش کو ہر سال میں دو سفروں کی طرف رغبت دلائی۔ انہیں یہ سفر کسی قسم کا بوجھ محسوس نہیں ہوتے تھے اور نہ ان میں کوئی رکاوٹ ہوتی تھی۔ ۳۔ گرمیوں میں وہ شام و فلسطین کی طرف جاتے تھے اور سردیوں میں ان کا قافلہ یمن کی طرف جاتا تھا۔ سال میں ان دو تجارتی سفروں سے اتنی آمدنی ہو جاتی تھی کہ سال کا باقی حصہ آرام سے گھر بیٹھ کر کھاتے تھے پھر بھی ان کے پاس بہت کچھ بچ جاتا تھا۔ اس طرح وہ خوشحال اور خاصے مالدار بن گئے۔ یہ دونوں موسموں کے تجارتی سفر ہی ان کی تمام تر دلچسپیوں کے مرکز و محور بن گئے تھے۔ ۴۔ تجارتی سفر سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام کی طرف ہوتے تھے کیونکہ یمن کا علاقہ مکہ کی نسبت گرم تھا اور شام کا علاقہ مکہ کی نسبت بہت ٹھنڈا تھا۔ ۵۔ اللہ ﷻ نے ان سفروں میں ان کے لئے منافع کے ساتھ امن و امان بھی رکھا۔ ان کا گزر جن قبائل سے ہوتا وہ ان کا احترام کرتے۔ ہر جگہ کے لوگ انہیں اہلِ حرم کہتے تھے گویا یہ مکہ مکرمہ کی وجہ سے بلا خوف و خطر تمام سفر کرتے۔ **نوٹ:** مکہ مکرمہ چٹیل یعنی ویران اور صحرائی میدان تھا۔ زندگی گزارنے کے لیے قریشِ مکہ کے پاس ذرائع معاش عام طور پر نہیں پائے جاتے تھے۔ تجارتی سفر کے لیے یہ لوگ ملک شام اور یمن جایا کرتے تھے۔
3	۱۔ اللہ ﷻ نے قریش سے کس بات کا مطالبہ فرمایا؟	۱۔ اللہ ﷻ ہی کی عبادت کرنے کا۔ **نوٹ:** اللہ ﷻ کے احسانات کا یہ نتیجہ ہونا چاہیے تھا کہ عرب صرف ایک رب کی عبادت کرتے اور نبی آخر الزمان ﷺ کی دعوت کا ساتھ دیتے لیکن

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

	۲۔ عبادت کسے کہتے ہیں؟ ۳۔ رب سے کیا مراد ہے؟ ۴۔ بیت اللہ کیا ہے؟	انہوں نے کعبہ کے رب کی عبادت اور نبی کریم ﷺ کی دعوت قبول کرنے کے بجائے بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت رکھ لیے اور کعبہ کے رب کی خالص عبادت کرنے کے بجائے بتوں کو اس کی عبادت میں شریک کر لیا تھا۔ ۲۔ پوری زندگی میں محبت کے ساتھ اللہ ﷻ کی فرماں برداری کرنا۔ **عملی پہلو:** ہمیں زندگی کے ہر گوشے میں اللہ ﷻ کے حکم اور نبی کریم ﷺ کے طریقہ پر عمل کرنا چاہیئے، چاہے عبادات یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہوں یا حقوق العباد مثلاً والدین، اولاد، بہن بھائی کے حقوق یا خوشی ہو مثلاً شادی بیاہ یا غمی ہو مثلاً میت یا معاشی معاملات ہوں مثلاً کاروبار وغیرہ۔ ۳۔ "کسی شے کو رفتہ رفتہ اس کے عروج تک پہنچانے والا۔" یعنی اللہ ﷻ تمام مخلوقات کی ابتدا سے لے کر اختتام تک تمام ضروریات کو پورا فرماتا ہے۔ ۴۔ اللہ ﷻ کا گھر یعنی خانہ کعبہ۔ یہ پہلی عبادت گاہ ہے جو لوگوں کے لئے بنائی گئی۔ (سورۃ آل عمران، آیت:۹۶)
4	۱۔ اللہ ﷻ کے کن دو احسانات کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۲۔ کس پر اللہ ﷻ کے ان خصوصی احسانات کا ذکر کیا گیا ہے؟	۱۔ i. بھوک میں کھلانا۔ ii. خوف سے امن دینا۔ ۲۔ یوں تو تمام لوگوں پر اللہ ﷻ نے یہ احسانات فرمائے ہیں لیکن یہاں خاص طور پر قریش کو مخاطب فرمایا گیا کہ جب حرم کے چاروں طرف لوٹ کھسوٹ اور چوری ڈکیتی کا بازار گرم رہتا تھا اور قافلوں کو بھی لوٹا جاتا تھا لیکن کعبہ کے ادب سے کوئی چور یا ڈاکو قریش پر ہاتھ نہ ڈالتا تھا۔ اپنے اس انعام کو اللہ ﷻ نے یہاں یاد دلایا ہے کہ اس گھر کے طفیل تم کو روزی اور امن و چین عطا فرمایا۔ **عملی پہلو:** اللہ ﷻ ہمارا رب، رازق اور محافظ ہے۔ اسی نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ لہٰذا ہمیں صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیئے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

(الف)	(ب)
قریش کے لوگ	بنو ہاشم تھی۔
نبی کریم ﷺ کا تعلق	تجارتی سفر کی الفت دی۔
قریش موسمِ گرما اور سرما میں	مکّہ مکرمہ میں آباد تھے۔
قبیلہ قریش کی ایک شاخ	تجارت کے لئے سفر کرتے تھے۔
اللہ تعالیٰ نے قریش کو	قبیلہ قریش سے تھا۔

سوال ۲: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) قریش کے لوگوں کو ______ کے انتظامات سنبھالنے کی وجہ سے عزت حاصل تھی۔ (بیت اللہ)

(۲) قریش کے لوگ ______ کی اولاد تھے۔ (حضرت اسماعیل علیہ السلام)

(۳) قریش کے قافلے ______ سے محفوظ رہتے تھے۔ (لوٹ مار)

(۴) قریش کے لوگ سردی کے موسم میں ______ جاتے تھے۔ (یمن)

(۵) قریش کے لوگ گرمی کے موسم میں ______ جاتے تھے۔ (شام)

سوال ۳: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے:

۱- قریش پر اللہ تعالیٰ کے کوئی دو انعامات تحریر کریں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف سے امن بخشا۔

۲- عرب کے لوگ قبیلہ قریش کی کیوں عزت کرتے تھے؟

قریش کے لوگ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور بیت اللہ کے انتظامات سنبھالنے کی ذمہ داری بھی ان ہی لوگوں کی تھی اس وجہ سے انہیں پورے عرب میں عزت حاصل تھی۔

۳- اللہ تعالیٰ نے قریش کو کیا حکم دیا؟

اللہ تعالیٰ نے انہیں نعمتوں پر شکر کرنے، شرک سے بچنے اور اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا۔

عملی سرگرمی:

۱۔ آپ ﷺ کے شجرہ نسب کا خوبصورت چارٹ بنوائیں۔

۲۔ سفر کے دوران ضروری سامان کی فہرست بنوائیں۔　۳۔ گرم اور سرد علاقوں کی خصوصیات لکھوائی جاسکتی ہیں۔

۴۔ عبادت کا وسیع مفہوم سمجھانے کے لئے ایک چارٹ پر عبادت کی مختلف صورتیں لکھوائی جاسکتی ہیں۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CRIMINAL ACTION.

سُوْرَةُ الْمَاعُوْن

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ا: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جا سکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ بدلہ کے دن کا کیا مطلب ہے؟
۲۔ بدلہ کو دن کو جھٹلانے سے کیا مراد ہے؟
۳۔ آخرت کا یقین نہ ہونے سے انسان کے کردار پر کیا اثرات پڑتے ہیں؟
۴۔ حقوق العباد کی ادائیگی کیوں ضروری ہے؟
۵۔ خصوصاً یتیموں اور مسکینوں کے حقوق کتنے اہم ہیں؟
۶۔ نماز کی دین میں کیا اہمیت ہے؟
۷۔ نماز میں سُستی کی کیا کیا صورتیں ہیں؟
۸۔ نمازوں میں سستی کرنے پر کتنی بڑی وعید ہے؟
۹۔ ریاکاری کیا ہے؟
۱۰۔ روزمرہ کے معاملات میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرنا کن لوگوں کی علامت ہے؟
۱۱۔ ریاکاری سے کیا نقصان ہوتا ہے؟
۱۲۔ بخل کیا ہے؟
۱۳۔ روزمرہ اشیاء کے استعمال کے لئے باہمی تبادلہ سے معاشرہ پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟
۱۴۔ عبادت میں اخلاص کیوں ضروری ہے؟

ربطِ سورت:

سورۂ قریش میں قریش کو اللہ ﷻ کی عبادت کی تلقین کی گئی تھی۔ سورۃ الماعون میں بتایا گیا ہے کہ آخرت پر ایمان نہ ہو تو لوگ ناشکری، کفر و شرک اور دوسرے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

COPYRIGHT'S © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت	سوال	جواب
1	ا۔اس آیت میں کس کردار کا ذکر ہے؟ ۲۔اس آیت میں جھٹلانے سے کیا مراد ہے؟	ا۔ہر وہ شخص جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے مثلاً کفار و منافقین۔یعنی منکرین آخرت میں جو اخلاقی و عملی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان کا عکس اس کے کردار میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ۲۔ایسا شخص قیامت پر یقین نہیں رکھتا کہ اس کے اعمال کا بدلہ قیامت میں دیا جائے گا۔ گویا جو شخص یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا وہ اعتقاداً یا عملاً قیامت کا انکار کرتا ہے۔ **عملی پہلو:** ہمیں بھی اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور قیامت کے دن جواب دہی کے لئے تیاری کرنی چاہیے۔
2	ا۔ یتیم کسے کہتے ہیں؟ ۲۔ یتیم کو دھکے دینے سے کیا مراد ہے؟	ا۔وہ نابالغ بچے جن کے والد کا انتقال ہو جائے۔ ۲۔یتیم کو دھکے دینے کے مفہوم میں اس کا مال کھانا، اس کا حق مارنا، اس کو جھٹکنا، اس کی تحقیر و تذلیل کرنا اور اس کو دھکے دے کر اپنے دروازے سے ہٹا دینا، سب شامل ہے۔ مراد یہ ہے کہ یتیموں کے حقوق کا خیال نہ رکھنا۔ **نوٹ:** "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور ان کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔" (بخاری) **نوٹ:** حدیث مبارکہ ہے کہ "مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہے"۔ (ابن ماجہ)
3	ا۔ مسکین کسے کہتے ہیں؟	ا۔وہ شخص جو محنت مزدوری کرتا ہو لیکن اس کی ضرورتیں پوری نہ ہوتی ہوں۔ **عملی پہلو:** اسلام اپنے پیروکاروں میں انسانی ہمدردی کا ایسا جذبہ پیدا کرنا چاہتا ہے جس کا دائرہ اثر پوری انسانیت کے لیے وسیع ہو اور جس کی بنا پر ہر مستحق کی مدد کی جاسکے۔ اس لئے ہمیں بھی یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔ ان کے کھانے پینے اور دیگر ضرورتوں کا ہر ممکن خیال رکھنا چاہیے۔ **نوٹ:** "نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جس نے سیر ہو کر کھایا لیکن اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا رہا۔" (بیہقی)

SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

4	ا۔ کسے ہلاکت کی خبر دی گئی ہے؟ ۲۔ منافقین کی منافقت کے بارے میں کیسے معلوم ہوتا ہے؟ ۳۔ ویل سے کیا مراد ہے؟	ا۔ منافق نمازیوں کو۔ جن کی نمازوں کی کیفیت اگلی آیت میں بیان ہوئی ہے۔ ۲۔ ان کا نماز ادا کرنے کا انداز بتاتا تھا کہ انہیں اپنی نماز سے کوئی تعلق نہیں ہے جیسا کہ قرآن حکیم کی دوسری آیات اور احادیث مبارکہ سے یہ مفہوم واضح ہوتا ہے۔ **نوٹ:** اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: جب وہ (یعنی منافق) نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر بہت کم۔" (النساء:۱۴۲) **نوٹ:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" منافق کی نماز ایسی ہے کہ بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جب شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان میں ہو جاتا ہے۔ تو پھر وہ اٹھ کر (عصر کی نماز کے لئے) چار ٹھونگیں مارتا ہے اور نماز میں اللہ ﷻ کو کم ہی یاد کرتا ہے۔" (مسلم) ۳۔ ویل جہنم میں ایک (گہری) وادی ہے جس میں کافر کو ڈالا جائے گا تو اسے پہنچنے سے پہلے چالیس سال لگ جائیں گے۔ امام ترمذی نے مذکورہ حدیث اس طرح بیان کی ہے کہ یہ وادی دو پہاڑوں کے درمیان ہے کافر کو وہاں تک پہنچنے میں ستر سال لگیں گے۔
5	ا۔ نمازوں سے غفلت سے کیا مراد ہے؟	ا۔ کبھی نماز پڑھنا اور کبھی نہ پڑھنا۔ **نوٹ:** "ساھون" یعنی غفلت کے مفسرین نے چار مفہوم ذکر کیئے ہیں۔ ا۔ نماز پڑھنا مگر اکثر اوقات نماز کے مقصد سے بے خبر رہنا۔ ۲۔ وقت پر نماز ادا کرنے کے بجائے بے وقت اور جلدی جلدی پڑھنا۔ ۳۔ پانچ نمازیں پڑھنے کی بجائے کچھ کو چھوڑ دینا۔ ۴۔ کلیتاً نماز کی ادائیگی سے غافل رہنا۔ **عملی پہلو:** ہمیں تمام نمازوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جہنم میں جانے کی ایک بڑی وجہ نماز ادا نہ کرنا ہے۔ (سورۃ المدثر، آیت: ۴۲)
6	ا۔ یُرَآءُوْنَ سے کیا مراد ہے؟	ا۔ دکھاوا کرنے والے۔ وہ لوگ جو نیک عمل اللہ ﷻ کے بجائے لوگوں کو دکھانے کے لئے کرتے ہیں۔ **نوٹ:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" سب سے زیادہ خوف والی چیز جس کا مجھے تم پر ڈر ہے وہ شرک اصغر ہے۔" لوگوں نے پوچھا، یارسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا " دکھاوا اور ریاکاری، جس دن بندوں کو ان کے اعمال کا بدلا

		دیا جائے گا اس دن اللہ ﷻ ان (ریاکاروں) سے فرمائے گا، جاؤ! ان لوگوں کے پاس جنہیں دکھانے کے لیے تم دنیا میں عمل کرتے تھے اور دیکھو! کہ کیا تمھیں ان کے ہاں کوئی بدلہ ملتا ہے۔" (مسند احمد) **نوٹ:** دکھاوے کا عمل شرک ہے اور ایسا عمل اللہ ﷻ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ "جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا"۔ (مسند احمد)
7	۱۔ مَاعُوْن سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ اس سورۃ میں آخرت کا انکار کرنے والے انسان کا کیا کردار بیان کیا گیا ہے؟	۱۔ عام استعمال کی چیزیں جو لوگ ایک دوسرے سے استعمال کرنے کے لئے مانگتے رہتے ہیں جیسے پنسل، اسکروڈرائیور، گلاس، پلیٹ، نمک وغیرہ۔ ۲۔ i۔ ایسا شخص یتیموں کو دھکے دیتا ہے۔ ii۔ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ iii۔ نمازوں سے غفلت برتتا ہے۔ iv۔ دکھاوا کرتا ہے۔ v۔ عام استعمال کی چیزیں بھی کسی دوسرے کو وقتی طور پر نہیں دیتا۔ **نوٹ:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مانگی ہوئی چیز واپس کرنا، ضامن کو تاوان بھرنا اور قرض کی ادائیگی لازم ہے۔" (ترمذی) **عملی پہلو:** روزمرہ استعمال کی اشیاء ایک دوسرے کو دینے سے معاشرہ میں باہمی انس و محبت، خیر خواہی اور اتحاد و اتفاق کا ماحول پیدا ہوتا ہے اور یوں معاشرہ اخوت و بھائی چارہ کی عملی مثال نظر آتا ہے جس کا کامل ترین نمونہ ہجرت کے بعد مدینہ مہاجرین اور انصار کی اخوت کی صورت میں ملتا ہے جو آپ ﷺ کی تربیت کے نتیجہ میں سامنے آیا۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ : خالی جگہ پُر کریں:

(۱) آخرت کے انکار کی وجہ سے انسان کے _____ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ (کردار)

(۲) آخرت پر ایمان انسان کو _____ پر آمادہ کرتا ہے۔ (نیکی)

(۳) نمازوں سے غافل رہنے والوں کے لئے _____ ہے۔ (ہلاکت)

(۴) ہمیں اللہ ﷻ کی دی ہوئی _____ میں دوسروں کو بھی شریک کرنا چاہیئے۔ (نعمتوں)

(۵) دکھاوا کرنے سے نیکی _____ ہو جاتی ہے۔ (ضائع)

سوال ۲ : درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- اس سورت میں کن لوگوں کا بُرا کردار بیان کیا گیا ہے؟

اس سورت میں آخرت کا انکار کرنے والوں کا بُرا کردار بیان کیا گیا ہے۔

۲- آخرت کو جھٹلانے والے کا یتیم اور مسکین سے کیا رویہ ہوتا ہے؟

ایسے لوگ یتیموں پر ظلم کرتے ہیں اور مسکین کی خود بھی مدد نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی توجہ نہیں دلاتے۔

۳- کیسے نمازیوں کے لئے ہلاکت کی بُری خبر سنائی گئی ہے؟

جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔

۴- آخرت کو جھٹلانے والے کس ارادہ سے نیکی کرتے ہیں؟

آخرت کو جھٹلانے والے لوگوں کو دکھانے کے لئے نیکی کرتے ہیں۔

۵- آخرت کا یقین نہ ہونے سے انسان کے کردار پر کیا اثرات پڑتے ہیں کوئی تین باتیں لکھیں؟

i۔ ایسے لوگ یتیموں پر ظلم کرتے ہیں۔ ii۔ غریبوں کی خود بھی مدد نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی توجہ نہیں دلاتے۔

iii۔ عبادت سے غافل رہتے ہیں۔ iv۔ دکھاوے کے لئے نیکی کرتے ہیں۔

v۔ معمولی چیزیں لوگوں کے مانگنے پر بھی نہیں دیتے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION.

سوال ۳: سورۃ الماعون سے متعلق درج ذیل الفاظ کو نیچے دیئے گئے خانوں میں لکھیے:

آخرت کا انکار، یتیموں سے محبت، دکھاوا، مسکین کو کھانا کھلانا، معمولی چیزیں نہ دینا، بُری صفات، خود غرض، عبادت سے غافل، یتیموں پر ظلم، باجماعت نماز پڑھنا، کردار میں خرابیاں

عملی سرگرمی:

۱۔ ایک دن کھانے پینے کی اشیاء کا سب بچوں میں باہمی تبادلہ (Sharing) کرنے کا عملی مظاہرہ کرائیں۔

۲۔ بچوں کے ایک دوسرے کی مدد کرنے کے مختلف طریقے سکھائیں۔ مثلاً جیب خرچ سے، ہوم ورک کرانے میں، پڑھائی اور سفر وغیرہ میں۔

۳۔ قدرتی آفات مثلاً سیلاب، زلزلہ میں متاثرین کی تصاویر کا جمع کرانا جس میں لوگوں کی مدد کا جذبہ کارفرما ہو۔

۴۔ وقت پر کام نہ کرنے کے نقصانات تحریر کرائیں۔

COPYRIGHTS @ RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوْرَۃُ الْکَوْثَر

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ کوثر کا مفہوم کیا ہے؟ ۲۔ نبی کریم ﷺ کو کوثر عطا فرمانے سے کیا مراد ہے؟ ۳۔ اللہ ﷻ کا شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟ ۴۔ عبادات کی کتنی قسمیں ہیں؟ ۵۔ نماز اور قربانی کی کیا اہمیت ہے؟ ۶۔ رسول اللہ ﷺ سے دشمنی اور بغض رکھنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے؟

ربطِ سورت: سورۃ الماعون میں اس شخص کی مذمت کی گئی ہے جو نماز سے لاپرواہی کرتا ہے اور ضرورت مند کو استعمال کے لیے معمولی چیز بھی نہیں دیتا۔ سورۃ الکوثر میں نبی کریم ﷺ کے ذریعہ نعمتوں پر شکر کرنے اور اللہ ﷻ کی بندگی کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت	سوال	جواب
1	۱۔ قرآن حکیم کے حجم (size) کے لحاظ سے سب سے چھوٹی سورۃ کون سی ہے؟ ۲۔ قرآن حکیم میں آیات کی تعداد کے لحاظ سے سب سے چھوٹی سورۃ کون سی ہے؟ ۳۔ کوثر سے کیا مراد ہے؟	۱۔ سورۃ الکوثر۔ ۲۔ قرآن حکیم میں آیات کی تعداد کے لحاظ سے سب سے چھوٹی سورتیں تین ہیں جو تین آیات ہی پر مشتمل ہیں: i۔ سورۃ الکوثر۔ ii۔ سورۃ العصر۔ iii۔ سورۃ النصر ۳۔ حوضِ کوثر اور خیر کثیر یعنی بہت ساری بھلائیاں جو اللہ ﷻ نے نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائیں مثلاً حُسن، سیرت و کردار، محسن انسانیت، دین اسلام کی تکمیل، قرآن حکیم کا آخری کتابِ ہدایت کے طور پر عطا کیا جانا اور

		نبوت کی تکمیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے جاں نثار ساتھی، بہت بڑی امت اور محض ۲۱ برس میں دین کو غالب کرنے کی سعادت وغیرہ۔ **نوٹ:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں، اس کا فرش یاقوت سے بنا ہوا ہے، اس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ شفاف ہے۔" (ترمذی) **نوٹ:** نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں تمھارا حوض کوثر پر انتظار کروں گا جو بھی میرے پاس آئے گا وہ اس سے پانی پیئے گا اور جو اس سے ایک مرتبہ پیئے گا وہ کبھی پیاس محسوس نہیں کرے گا۔" (بخاری)
2	ا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا؟ ۲۔ عبادات کتنی قسم کی ہوتی ہیں؟ ۳۔ نماز کی کیا اہمیت ہے؟ ۴۔ قربانی کی کیا حقیقت ہے؟	ا۔ نماز پڑھنے اور قربانی کرنے کا حکم دیا۔ ۲۔ i۔ بدنی عبادات مثلاً نماز، روزہ۔ ii۔ مالی عبادات مثلاً زکوۃ، صدقات، قربانی۔ ۳۔ بدنی عبادتوں میں سے نماز بہت اہمیت رکھتی ہے نماز کا حکم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سب کو دیا گیا ہے۔ کیونکہ نماز بہترین عبادت ہے اور شکریہ ادا کرنے کا بہترین طریقہ ہے اور خود کو اللہ تعالیٰ سے منسلک رکھنے کا نافرمانی سے بچنے اور نیک راہیں اختیار کرنے کا بہترین ذریعہ اور بہترین وسیلہ نماز ہی ہے۔ کئی احادیث مبارکہ میں نماز کے فضائل اور اجر و ثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔ **نوٹ:** "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن نماز کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا جس نے ان نمازوں کو پابندی سے ادا کیا، وہ نماز اس شخص کے لئے قیامت کے دن نور، حجت اور نجات ہوگی اور جس شخص نے نمازوں کو ادا نہ کیا، قیامت کے دن اس کے لئے نماز حجت، نور اور نجات نہ ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔" (مسند احمد) ۴۔ مالی عبادات میں قربانی ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ نماز کی طرح قربانی کی سنت بھی حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے چلتی آرہی ہے۔ قربانی کی اصل حقیقت جان کا قربان کرنا ہے۔ جانور کی قربانی کو بعض حکمتوں اور مصلحتوں کی بناء پر اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے قصہ سے ظاہر ہے۔ **عملی پہلو:** ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر کرنا چاہیئے اور اس کے

		احکامات پر عمل کرنا چاہیئے۔ **نوٹ:** کفار و مشرکین تمام عبادتیں جانی اور مالی بتوں کے لئے اور ان کے نام پر کرتے تھے۔ یہاں خاص طور پر آپ ﷺ کے ذریعے امت کو یہ تعلیم دی گئی کہ ہر قسم کی عبادت صرف اللہ ﷻ کے نام پر اور اسی کے لئے کی جانی چاہیئے۔ **عملی پہلو:** عبادت خواہ بدنی ہو یا مالی وہ رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے سے یعنی تمام آداب، ارکان، شرائط اور خلوصِ نیت کے ساتھ صرف اللہ ﷻ کی رضا کی خاطر ادا کرنی ضروری ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الانعام کی آیت: ۱۶۲ میں فرمایا گیا کہ "آپ فرما دیجیئے کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں"۔
3	ا۔ اللہ ﷻ نے آپ کے دشمنوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟	ا۔ آپ ﷺ کے دشمن بے نام ونشان رہیں گے۔ **نوٹ:** آج دنیا میں کوئی بھی آپ ﷺ کے دشمنوں کا نام ادب سے لینا پسند نہیں کرتا اور نہ ان سے اپنا تعلق جوڑنا گوارا کرتا ہے۔ **عملی پہلو:** درحقیقت یہ ایک پیشن گوئی تھی جو بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ دشمنانِ رسول اس طرح ذلیل وخوار اور تباہ وبرباد ہوئے کہ ان کا نام ونشان بالکل مٹ گیا۔ واضح رہے کہ اس پیشن گوئی کا تعلق صرف اس زمانہ کے دشمنانِ رسول ہی سے نہیں تھا بلکہ ہر زمانہ میں پیدا ہونے والے دشمنانِ رسول سے ہے۔ جو بھی آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے گا یا آپ ﷺ کی مخالفت کرے گا اس کے لیے خیر سے محرومی مقدر ہے اور وہ ذلیل ہو کر رہے گا۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ : خالی جگہ پُر کریں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ انعامات ______ پر فرمائے۔ (نبی کریم ﷺ)

(۲) کوثر سے مراد جنت کی نہر بھی ہے اور ______ بھی ہے۔ (خیر کثیر)

(۳) نماز اور قربانی اللہ تعالیٰ کی ______ کا ذریعہ ہیں۔ (شکر گزاری)

(۴) ہمیں اللہ تعالیٰ کی ______ پر اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ (نعمتوں)

(۵) قرآن حکیم کی سب سے بڑی سورت ______ ہے۔ (سورۃ البقرہ)

سوال ۲ : کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

(الف)	(ب)
نبی کریم ﷺ کے بیٹوں کے انتقال پر	آپ ﷺ کو نماز اور قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔
کفار نے آپ ﷺ کو	سب سے چھوٹی سورت ہے۔
سورۃ الکوثر میں نبی کریم ﷺ پر	کفار نے خوشیاں منائیں۔ (معاذ اللہ)
سورۃ الکوثر میں	اللہ تعالیٰ کے فضل و انعامات کا بیان ہے۔
سورۃ الکوثر قرآن حکیم کی	بے نام و نشان ہونے کا طعنہ دیا۔

سوال ۳: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیئے:

۱- حدیث شریف میں نماز کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا "بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر جاری ہو جس میں سے روزانہ پانچ دفعہ وہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کچھ بھی (میل کچیل) نہیں باقی رہے گا، آپ ﷺ نے فرمایا بالکل یہی مثال (پانچوں) نمازوں کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے خطاؤں کو دھوتا اور مٹاتا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲۔ خیر کثیر سے کیا مراد ہے؟

"خیر کثیر" سے نعمتوں کی کثرت، بے شمار فضائل اور برکات مراد ہیں۔

۳۔ سورۃ الکوثر میں آپ ﷺ کے دشمنوں کے بارے میں کیا خبر دی گئی ہے؟

اس سورت میں آپ ﷺ کے دشمنوں کے بے نام ونشان ہونے کی خبر دی گئی ہے۔

عملی سرگرمی:

۱۔ سیرت کی کتب سے آپ ﷺ کے کوئی پانچ معجزات لکھوائیں۔

۲۔ آپ ﷺ کی اولاد کے ناموں کا ایک چارٹ بنوائیں۔

۳۔ نفلوں نمازوں کی فہرست بنوائی جا سکتی ہے۔

۴۔ قربانی کی جانوروں کے نام لکھوائیں۔

۵۔ آپ ﷺ کے چچاؤں کے ناموں کی اسلام قبول کرنے اور نہ کرنے کے لحاظ سے فہرست بنوائی جا سکتی ہے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا تعارف، عربی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ عبادت کا مفہوم کیا ہے۔

۲۔ کفار کو دین کی دعوت دینا لازم ہے۔

۳۔ اسلام اور کفر میں مصالحت نہیں ہو سکتی۔

۴۔ کفر اور اسلام میں فرق کیا ہے؟

ربطِ سورت: نبی کریم ﷺ کو سورۃ الکوثر میں حوضِ کوثر اور خیر کثیر کی خوشخبری دی گئی جس کا صاف معنی ہے کہ آپ ﷺ کو کسی قسم کی مصالحت کی ضرورت نہیں اس لئے کفار کو صاف طور پر کہہ دینا چاہیئے کہ توحید اور شرک، کفر اور اسلام کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نہ اللہ ﷻ کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیات	سوال	جواب
1	۱۔ اس سورت کا پس منظر بیان کریں؟	۱۔ مشرکین نے نبی کریم ﷺ کو پیش کش کی کہ ایک سال ہم آپ (ﷺ) کے معبود کی عبادت کریں گے اور ایک سال آپ (ﷺ) ہمارے معبودوں کی عبادت کریں۔ اس سورت میں ان کی اس پیش کش کا جواب دیا گیا ہے اور کفر و شرک سے بیزاری کا اعلان کیا گیا ہے۔ **نوٹ:** نبی کریم ﷺ کی دعوت توحید کے تیزی سے پھیلنے نے اہل مکہ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ تشدد کے بجائے آپ (ﷺ) سے مذاکرات اور مختلف پیش کش کرنے کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ ایک موقع پر قریش کے لوگ آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ اپنے

	۲۔ آپ ﷺ کو کس سے خطاب فرمانے کا حکم دیا گیا ہے؟ ۳۔ کافر کسے کہتے ہیں؟	بھتیجے کو سمجھائیں کہ وہ ہمارے ساتھ مصالحت کا راستہ اختیار کرے۔ جنابِ ابو طالب نے آپ (ﷺ) کو بُلا کر صورت حال سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ بھتیجے میں بوڑھا ہو گیا ہوں اس لئے اکیلا سردارانِ قریش کے خلاف نہیں لڑ سکتا جس کے جواب میں "رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا اے میرے چچا! اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں پر چاند لا کر رکھ دیں پھر بھی میں اس کام سے باز نہیں آؤں گا یہاں تک کہ اللہ ﷻ اس دین کو غالب کر دے یا میں اس دین کی دعوت دیتے ہوئے شہید ہو جاؤں۔" (سیرتِ ابن اسحاق، سیرت ابن ھشام) اہلِ مکہ نے اپنے ایک سردار ولید بن مغیرہ کے ذریعے یہ پیش کش بھی کی کہ اگر آپ (ﷺ) دولت چاہتے ہیں تو ہم آپ (ﷺ) کے حسبِ منشا دولت پیش کرتے ہیں، اگر آپ (ﷺ) سرداری کے منصب پر فائز ہونا چاہتے ہیں تو ہم آپ (ﷺ) کو مکہ کا بالا تفاق سردار مانتے ہیں اگر آپ (ﷺ) کسی خاندان میں شادی کے خواہش مند ہیں تو آپ (ﷺ) کی یہ خواہش بھی پوری کر دی جائے گی۔ ۲۔ کفارِ مکّہ سے جو ایمان نہیں لائے تھے۔ ۳۔ کافر کے لفظی معنی انکار کرنے والے کے ہیں۔ کافر سے مراد وہ شخص ہے جو حضرت محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔
2	ا۔ آپ ﷺ سے کس کی عبادت کا انکار کرایا جا رہا ہے؟	ا۔ اللہ ﷻ کے سوا باطل معبود یعنی بتوں کی عبادت کا انکار کرایا گیا ہے۔ **نوٹ:** اس سورت میں واضح کر دیا گیا ہے کہ کفر اور اسلام، شرک اور توحید کا ملاپ ہر گز نہیں ہو سکتا۔ بظاہر الفاظ کا تکرار پایا جاتا ہے لیکن عربی گرامر کے اعتبار سے ان الفاظ کا ترجمہ کیا جائے تو پہلی دو آیات میں حال اور مستقبل کے حوالے سے بات کی گئی ہے اور اس سے اگلی دو آیات میں ماضی کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ اس لحاظ سے اس کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ اے لوگو! جنہوں نے توحید خالص اور میری رسالت کا انکار کیا ہے وہ سن لیں! کہ نہ میں نے ماضی میں تمہارے چھوٹے معبودوں کی عبادت کی ہے اور نہ مستقبل میں ان کی عبادت کروں گا۔
3	ا۔ عبادت کا مفہوم کیا ہے؟ ۲۔ کفار کس کی عبادت کے لئے تیار نہ تھے؟	ا۔ پوری زندگی میں محبت کے جذبہ کے ساتھ اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کرنا۔ ۲۔ وہ صرف ایک اللہ ﷻ کی عبادت کے لئے تیار نہ تھے۔ **نوٹ:** مشرکین مکہ خدا کے قائل تھے اور اس کی پرستش سے بھی انہیں انکار نہیں تھا لیکن وہ یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں تھے کہ بتوں کو چھوڑ

		کر صرف ایک اللہ ﷻ کی پرستش کی جائے۔
4	ا۔ آپ ﷺ سے دوبارہ شرک کا انکار کیوں کرایا گیا؟ ۲۔ کفار و مشرکین آپ ﷺ سے کیا چاہتے تھے؟ ۳۔ عبادت اور عبادات میں کیا فرق ہے؟	ا۔ تاکید اور زور پیدا کرنے کے لئے کہ اللہ ﷻ کے رسول ﷺ کبھی شرک کرنے والے نہیں ہیں۔ ۲۔ مشرکین چاہتے تھے کہ آپ (ﷺ) ان کے بتوں کی پرستش کریں تاکہ مصالحت کی کوئی شکل پیدا ہو۔ سورۂ زمر میں ان کے اس مطالبہ کا جواب بڑے سخت انداز میں دیا گیا ہے کہ "آپ فرمادیجئے کہ (اے جاہلو!) پھر کیا تم مجھ سے مطالبہ کرتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش کروں؟" (سورۃ الزمر، آیت: ۶۴) **نوٹ:** عبادت کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کو اپنے موقف کو واضح کرنے کا حکم دوسری سورتوں میں بھی دیا گیا ہے مثلاً سورہ یونس، آیت: ۱۰۴ میں فرمایا "فرمادیجئے کہ اے لوگو! اگر تم میرے دین کے معاملہ میں شک میں ہو تو سن لو کہ میں ان کی پوجا نہیں کرتا جن کی تم اللہ ﷻ کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہو بلکہ صرف اللہ ﷻ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری روح قبض کرتا ہے"۔ ۳۔ عبادات سے مراد نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج ہیں جبکہ عبادت سے مراد عبادات کے علاوہ بھی ساری زندگی میں اللہ ﷻ کی فرماں برداری محبت کے جذبہ کے ساتھ کرنے کا نام ہے۔ **عملی پہلو:** زندگی کے ہر معاملے میں اللہ ﷻ کے حکم اور نبی کریم ﷺ کے طریقے کے مطابق عمل کرنا چاہیئے خواہ خوشی کا موقع ہو مثلاً نکاح یا غمی کا موقع ہو مثلاً میت یا زندگی کا کوئی اور مرحلہ ہو۔
5	ا۔ کُفار سے کیوں کہا گیا کہ "وہ اللہ ﷻ کی عبادت نہیں کریں گے"؟	ا۔ ان کے کُفر پر ہٹ دھرمی اور اسلام دشمنی کی وجہ سے۔ **نوٹ:** اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کفار میں سے آئندہ کسی کے بھی ایمان لانے کا کوئی امکان باقی ہی نہیں رہا کیونکہ ان میں ایسے بھی تھے جو بعد میں اسلام لائے۔ مطلب یہ ہے کہ چونکہ تمہارے اندر ایک وحدہٗ لاشریک معبود کی عبادت کے لئے کوئی آمادگی نہیں پائی جاتی اور تم اپنے بتوں ہی کے پجاری بن کے رہنا چاہتے ہو اس لئے میں تم سے اعلان براءت کرتا ہوں جب تک کہ تم اپنے اس کافرانہ اور مشرکانہ رویہ سے باز نہ آجاؤ۔ **عملی پہلو:** انسان جب جان بوجھ کر حق کو جھٹلاتا ہے تو اسے اللہ ﷻ کی طرف سے ہدایت کی توفیق نہیں ملتی۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH TALEEM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

6	ا۔ ”تمہارے لئے تمہارا دین اور ہمارے لئے ہمارا دین“ سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ دین کا مفہوم کیا ہے؟	ا۔ اگر تم شرک سے باز آ کر توحید کو اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں تو تمہارے شرک اور کُفر کا وبال تم ہی پر ہو گا اور ہمیں توحید اور اللہ ﷻ کی فرماں برداری پر اجر کی امید ہے۔ ۲۔ ساری زندگی اللہ ﷻ کے ہر حکم کی اطاعت اور فرماں برداری کرنا۔ **عملی پہلو:** یہ آیت کفار کے رویّہ سے بیزاری اور ان کے دین سے بے تعلقی کا اعلان ہے اس لئے اس کو رواداری کے مفہوم میں لینا صحیح نہیں ہے۔ ہمیں واشگاف الفاظ میں دین کفر سے لاتعلقی کا اظہار کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ سورہ یونس میں فرمایا گیا ہے ”اور اگر یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو آپ فرما دیجیئے کہ میرا عمل میرے لئے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لئے، میں جو کچھ کرتا ہوں اس سے تم بری ہو اور تم جو کچھ کرتے ہو اس سے میں بری ہوں۔ (سورۃ یونس، آیت:۴۱)

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION.
SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) ہمیں ______ کی دعوت بالکل واضح طور پر پیش کرنی چاہیئے۔(دین)

(۲) کفارِ مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ______ کی دعوت سے نہ روک سکے۔(توحید)

(۳) دین کے معنی ہیں ______۔(پوری زندگی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی فرماں برداری کرنا)

(۴) دین کے معاملہ میں حق وباطل کی ______ ممکن نہیں ہے۔ (دوستی)

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمازِ وتر کی دوسری رکعت میں ______ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔(سورۃ الکافرون)

سوال ۲: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

(الف)	(ب)
تمہارے لئے تمہارا دین اور	بتوں کی عبادت کرتے تھے۔
اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنے کو	شرک کو قبول نہیں کرنا چاہیئے۔
کفارِ مکہ	بت پرستی اور شرک کا صاف انکار کیا گیا ہے۔
سورۃ الکافرون میں	شرک کہتے ہیں۔
ہمیں کسی قیمت پر	میرے لئے میرا دین۔

سوال ۳: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- اس سورت میں جو آیت دہرائی گئی ہے اس کا ترجمہ لکھیں۔

اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس (اللہ) کی میں عبادت کرتا ہوں۔

۲- اس سورت میں سردارانِ قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا مطالبہ کیا؟

انہوں نے کہا کہ ایک سال ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور ایک سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے بتوں کی عبادت کریں۔

۳- اس سورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کس کی عبادت کرنے سے انکار فرمایا؟

اس سورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتوں کی عبادت کرنے سے انکار فرمایا۔

COPYRIGHT © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

عملی سرگرمی:

۱۔ عبادت کی مختلف صورتیں اور طریقے چارٹ پر لکھوائیں۔

۲۔ دنیا میں پائے جانے والے مختلف مذاہب کی فہرست بنوائیں۔

۳۔ دین اسلام اور دیگر الہامی مذاہب کے متعلق پانچ پانچ باتیں تحریر کروائیں۔ مثلاً

اسلام: عقیدہ: ایک اللہ کی عبادت، کتاب: قرآنِ حکیم، نبی: حضرت محمد ﷺ، پیروکار: مسلمان، عبادت گاہ: مسجد

عیسائیت: عقیدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بیٹے، کتاب: انجیل، نبی: حضرت عیسیٰ علیہ السلام، پیروکار: عیسائی، عبادت گاہ: گرجا

یہودیت: عقیدہ: حضرت عزیر علیہ السلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بیٹے، کتاب: توریت، نبی: حضرت موسیٰ علیہ السلام، پیروکار: یہودی، عبادت گاہ: معبد خانہ (Synagogue)

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوْرَةُ النَّصْر

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا تعارف، عربی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تا کہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ فتح سے کیا مراد ہے؟
۲۔ اہل عرب پر اس فتح کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟
۳۔ تسبیح اور استغفار کیا ہے؟ اور کیوں ضروری ہے؟
۴۔ اللہ ﷻ کی کیا شان ہے؟

ربطِ سورت: نبی کریم ﷺ کو سورۃ الکافرون میں حکم ہوا کہ کفار کے سامنے کھلے الفاظ میں اعلان فرما دیں کہ تمہارے لئے تمہارا دین میرے لئے میرا دین ہے۔ لہٰذا جو چاہو کرلو میں کبھی تمہارے معبودوں کی عبادت نہیں کروں گا، سورۃ النصر میں آپ ﷺ کو خوشخبری دی گئی ہے کہ یہ دین ہر صورت غالب اور کامیاب ہو کر رہے گا۔ یاد رہے کہ یہ سورت نبی کریم ﷺ کے وصال سے تقریباً تین ماہ پہلے نازل ہوئی جس میں آپ ﷺ کو کامیابی کی نوید سنائی گئی ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیات	سوال	جواب
1	۱۔ اللہ ﷻ کی مدد سے کیا مراد ہے؟	۱۔ ایمان والوں کی کوششوں میں اللہ ﷻ کی حمایت کا شامل ہو جانا۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلوص سے اللہ ﷻ کے دین کے لئے محنت کر رہے تھے۔ بالآخر اللہ ﷻ کی مدد آئی اور دین اسلام غالب ہو گیا۔ **عملی پہلو:** ہمارے لئے اصل اہمیت اللہ ﷻ کی مدد کی ہے جو ان لوگوں

	۲۔ فتح مکہ کا واقعہ کب پیش آیا؟ ۳۔ فتح مکہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟	کو حاصل ہوتی ہے جو خلوص کے ساتھ اللہ ﷻ کی فرماں برداری کرتے ہیں۔ **نوٹ:** اللہ ﷻ نے اپنے رسولوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ لازماً ان کے مخالفین کے مقابلہ میں ان کی مدد فرمائے گا "یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان لانے والوں کی اس دنیا میں بھی مدد فرماتے ہیں اور اس دن بھی فرمائیں گے جب کہ گواہ کھڑے ہوں گے"۔ (سورۃ المؤمن، آیت: ۵۱) ۲۔ فتح مکّہ کا واقعہ ماہ رمضان سن ۸ ہجری (جنوری ۶۳۰ء) کا ہے۔ ۳۔ فتح مکہ ایک فیصلہ کن فتح تھی۔ جس کے بعد مشرکین کا زور ٹوٹ گیا اور عرب میں اسلام کو مکمل غلبہ حاصل ہوا۔ نبی کریم ﷺ اپنے دس ہزار جانباز ساتھیوں کو لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مکہ میں آپ ﷺ بغیر کسی قابل ذکر مزاحمت کے داخل ہوئے اور اعلان فرمایا کہ جو شخص بھی ہتھیار ڈال دے گا اسے امن دیا جائے گا۔ جو لوگ اسلام دشمنی میں پیش پیش رہے تھے ان کے لئے بھی آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ اس موقع پر کتنے ہی لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے خانہ کعبہ میں قریش نے ۳۶۰ بُت رکھے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے خانہ کعبہ کو پاک کیا۔ آپ ﷺ بتوں کو لکڑی سے گراتے جاتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے جاتے "جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا" "حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کے لئے تھا۔" (سورۃ بنی اسرائیل، آیت: ۸۱) اس کے بعد آپ ﷺ نے اس فتح یابی پر نمازِ شکر ادا فرمائی اور صدائے تکبیر بلند کرتے ہوئے یہ حقیقت افروز اعلان فرمایا "اللہ ﷻ جس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں اس نے اپنا وعدہ سچا کیا، اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تمام گروہوں کو تنہا شکست دی"۔ (ابو داؤد)
2	۱۔ فتح حاصل ہونے کا کیا نتیجہ نکلا؟ ۲۔ "دینُ اللہ" سے کیا مراد ہے؟	۱۔ لوگ فوج در فوج اللہ ﷻ کے دین میں داخل ہونے لگے۔ **نوٹ:** فتح مکہ کا اثر قریش تک محدود نہیں رہا بلکہ عرب کے مختلف علاقوں کے قبائل کے نمائندے وفود کی شکل میں مدینہ آنا شروع ہوئے اور ۹ھ اور ۱۰ھ میں بہ کثرت وفود نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجتماعی شکل میں قبول اسلام کا اعلان کیا۔ اس طرح اسلام دو سال کے اندر عرب کے گوشہ گوشہ میں پھیل گیا۔ ۲۔ اللہ ﷻ کا دیا ہوا قانون اور نظامِ زندگی جس کی اطاعت کرنے پر آخرت میں اجر اور نافرمانی پر سزا دی جائے گی اللہ ﷻ کے سوا کسی اور کے قانون اور

			نظام پر عمل اللہ ﷻ کے ہاں قبول نہ ہو گا۔
3	۱۔ فتح اور اللہ ﷻ کی مدد آجانے پر کیا حکم دیا گیا؟ ۲۔ تسبیح کے معنی کیا ہیں؟ ۳۔ حمد کے معنی کیا ہیں؟ ۴۔ استغفار کے معنی کیا ہیں؟ ۵۔ توبہ کے معنی کیا ہیں؟		۱۔ اللہ ﷻ کی تسبیح، حمد کرنے اور اللہ ﷻ سے استغفار اور توبہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ ۲۔ اللہ ﷻ کی پاکی بیان کرنا یعنی اللہ ﷻ کی ذات ہر کمی، کوتاہی، عیب، کمزوری وغیرہ سے پاک ہے۔ ۳۔ اللہ ﷻ کی تعریف بیان کرنا یعنی اللہ ﷻ کی ذات میں ہر خوبی، خیر اور بھلائی موجود ہے۔ نیز حمد کے معنی میں اللہ ﷻ کی نعمتوں کے شکر ادا کرنے کا مفہوم بھی شامل ہے۔ ۴۔ اللہ ﷻ سے اپنے گناہوں اور کوتاہیوں پر معافی مانگنا۔ ۵۔ بندوں کے اعتبار سے توبہ سے مراد اللہ ﷻ کی طرف پلٹنا، رجوع کرنا یعنی نافرمانی چھوڑ کر فرماں برداری اختیار کرنا ہے۔ جبکہ اللہ ﷻ کے اعتبار سے توبہ سے مراد بندوں پر نظر کرم فرمانا اور اُن کی توبہ قبول فرمانا ہے۔ **عملی پہلو:** ہر مسلمان کو یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ جب اللہ ﷻ انسان کو اس کے مقصد میں کامیاب کرے اور اپنی رحمت سے سرفراز فرمائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی کامیابی پر اِترانے کے بجائے اپنے رب سے اپنی غلطیوں کی بخشش کا سوال کرے اور اس کا شکر بجالائے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

(الف)	(ب)
سورۃ النصر میں اللہ ﷻ کی مدد	دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ پہنچے۔
سورۃ النصر میں دیگر فتوحات کے ساتھ	اور اس سے مغفرت مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔
فتح مکّہ کے بعد لوگ اللہ ﷻ کے	اور فتح کی خوشخبری دی گئی ہے۔
سورۃ النصر میں اللہ ﷻ کی تسبیح کرنے	خاص طور پر فتح مکّہ کا ذکر ہے۔
فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ	دین میں فوج در فوج داخل ہوئے۔

سوال ۲: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) اللہ ﷻ دین کی محنت کرنے والوں کو ______ میں بھی فتح عطا فرماتا ہے۔ (دنیا)

(۲) اللہ ﷻ اپنے بندوں کی توبہ بہت زیادہ ______ فرمانے والا ہے۔ (قبول)

(۳) فتح مکّہ کا واقعہ ______ ہجری کا ہے۔ (رمضان المبارک سن ۸)

(۴) دین کا ______ لوگوں کے لئے دین کو قبول کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ (غلبہ)

(۵) سورۃ النصر نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے ______ میں نازل ہوئی۔ (آخری دور)

سوال ۳: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- جب اللہ ﷻ انسان کو کسی مقصد میں کامیاب فرمائے تو اسے کیا کرنا چاہیئے؟

جب اللہ ﷻ انسان کو اس کے مقصد میں کامیاب فرمائے تو اسے چاہیئے کہ کامیابی پر اِترانے کے بجائے اسے اللہ ﷻ کا فضل سمجھے۔ اللہ ﷻ کا شکر بھی ادا کرے اور اپنے گناہوں پر بخشش کا سوال بھی کرتا رہے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

۲- سورۃ النصر سے متعلق کوئی تین باتیں تحریر کریں۔

i۔ یہ سورت نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری دور میں نازل ہوئی۔

ii۔ اس سورت میں فتح کی خوشخبری دی گئی ہے۔

iii۔ نبی کریم ﷺ کے عظیم مشن یعنی دین اسلام کے غالب ہو جانے کا ذکر ہے۔

iv۔ بڑی تعداد میں لوگوں کے دین میں داخل ہونے کا ذکر ہے۔

v۔ آپ ﷺ کو اللہ ﷻ کی تسبیح اور حمد و ثنا کرنے اور استغفار کرنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔

۳- رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدوں میں کثرت سے کیا پڑھتے تھے؟

رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدوں میں کثرت سے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ "اے ہمارے رب تیری ذات پاک ہے، اور تیری حمد کے ساتھ ہم تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، اے اللہ تو مجھے بخش دے" پڑھتے تھے۔

عملی سرگرمی:

۱۔ کامیابی کے حصول پر عمومی طرزِ عمل جاننے کے لئے طلبہ سے یوں پوچھیں کہ بالفرض اگر انہیں فلاں عہدہ مل جائے تو وہ اس کا اظہار اور استعمال کیسے کریں گے؟

۲۔ دوسروں کی غلطیوں پر ہمارا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیئے؟

۳۔ ہماری کامیابی کے دوسروں پر اثرات کیسے آسکتے ہیں؟ کوئی تین طریقے لکھوائیں۔

۴۔ آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے کامیابی کے کوئی پانچ اصول تحریر کرائیں۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوْرَۃُ اللّٰھَب

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا تعارف، عربی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ ابولہب کون تھا؟
۲۔ اس کا انجام کیا اور کیوں ہوا؟
۳۔ ابولہب کے واقعہ میں کیا درسِ عبرت ہے؟
۴۔ اس سورت میں مسلمانوں کے لئے حوصلہ افزا پیغام کیا ہے؟
۵۔ دشمنانِ اسلام کا آخری انجام کیا ہوگا؟
۶۔ دنیاوی مال اسباب کی حقیقت کیا ہے؟
۷۔ دنیا میں جو جس کی پیروکار ہوگا آخرت میں بھی اسی کے ساتھ ہوگا۔

ربطِ سورت: نبی کریم ﷺ کو سورۃ النّصر میں ہر قسم کی کامیابی اور دین کے غالب ہونے کی خوشخبری دی گئی ہے اور اس سورت میں اللہ ﷻ دینِ اسلام اور آپ ﷺ کے دشمنوں کے انجام کا ذکر کرہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت	سوال	جواب
1	۱۔ اس سورت کا پس منظر کیا ہے؟	۱۔ جب کوہِ صفا پر نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو توحید کی دعوت دی تو ابولہب نے آپ ﷺ کے ساتھ بے ادبی کی اور کہا کہ (معاذ اللہ) "آپ (ﷺ) کے ہاتھ ٹوٹ جائیں"۔ اس پر اللہ ﷻ کی طرف سے اس سورت میں جواب دیا گیا ہے۔
	۲۔ ابولہب کے کیا معنی ہیں؟	۲۔ ابولہب ایک خوبصورت آدمی تھا۔ اُس کے گال سرخ و سفید تھے اسی لئے اُسے ابولہب یعنی شعلہ والا کہا جاتا تھا یعنی آگ جیسا روشن چہرہ رکھنے والا۔ قرآن حکیم میں ابولہب ہی وہ بدقسمت انسان ہے جس کا نام لے کر اس پر پھٹکار کی گئی ہے۔ ابولہب کا نام عبد العزّٰی تھا۔ جس کے معنی ہیں عُزّٰی دیوی کا بندہ۔ قرآن حکیم نے اس کے شرکیہ نام کا ذکر کرنے کی بجائے

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

	۳۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹنے سے کیا مراد ہے؟	اس کی کنیت کے نام پر مخاطب کیا۔ ۳۔ دنیاو آخرت میں ہلاکت وبربادی مراد ہے۔
2	ا۔ ابولہب کی کمائی (کسب) سے کیا مراد ہے؟	ا۔ کاروبار اور اولاد۔ **نوٹ:** ابولہب مکہ کے امیر ترین چار آدمیوں میں شمار ہوتا تھا اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں اس کے پاس نقدی اور جائیداد کے علاوہ سونے کے ڈھیر موجود تھے۔ **عملی پہلو:** دنیاوی مال و دولت، عزت، شان و شوکت کچھ بھی آخرت کے عذاب سے بچانے کے کام ہرگز نہیں آئے گا۔ صرف نیک اعمال اللہ ﷻ کے فضل سے نجات کا ذریعہ بنیں گے۔
3	ا۔ ابولہب کا کیا انجام ہوگا؟ ۲۔ جہنم کی آگ کی کیا کیفیت بیان ہوئی؟	ا۔ جہنم میں ڈالا جائے گا۔ **نوٹ:** جنگ بدر میں ابولہب کے حامیوں کی شکست کا اسے زبردست صدمہ ہوا۔ جنگ بدر میں وہ بزدل شریک نہیں ہوا اور اس جنگ کو ختم ہوئے ابھی ایک ہفتہ ہی ہوا تھا کہ چیچک کے مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس کی موت واقعہ ہوگئی اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی لاش تین دن تک اس کے گھر میں پڑی سڑتی رہی مگر کوئی اس کو ٹھکانے لگانے والا نہ تھا کیونکہ قریش چیچک کے مرض کو چھوت کا مرض خیال کرتے تھے۔ آخر کار جب لوگوں نے اس کے بیٹوں کو طعنے دینے شروع کیئے تو انہوں نے کچھ حبشیوں کو اجرت دے کر اس کی لاش اٹھوائی اور انہی مزدوروں نے اس کو دفن کیا۔ بالآخر اس کے لڑکوں نے اس کی لاش ایک دیوار کی آڑ میں اس طرح دفن کردی کہ دور ہی سے اس کی قبر پر پتھر پھینکتے رہے۔ ۲۔ شعلوں والی آگ ہے۔ **عملی پہلو:** آج ابولہب کا نام لینے والا کوئی نہ رہا البتہ اس پر لعنت بھیجنے کے لئے ایک پوری امت موجود ہے جو اپنی نمازوں میں سورۃ اللّھب پڑھ کر اس دشمن رسول پر لعنت بھیجتی رہتی ہے۔ اس طرح قرآن حکیم کی یہ پیشین گوئی کہ رسول کو غلبہ حاصل ہوگا اور دشمن رسول تباہ ہوگا حرف بہ حرف پوری ہوئی قرآن حکیم کی صداقت کا یہ ایسا ثبوت ہے جو تاقیامت باقی رہے گا۔ **نوٹ:** آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری یہ آگ ہے جسے انسان جلاتے ہیں جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول ﷺ! جلانے کے لئے تو یہی آگ کافی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ آگ اس سے انہتر (۶۹) درجے زیادہ گرم ہے اور ہر درجہ اس کی گرمی کے برابر ہے۔ (ترمذی)

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE/REPRODUCTION OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

4	ا۔ ابولہب کی بیوی (اُمِّ جمیل) کا انجام کیا ہوا اور کیوں ہوا؟ ۲۔ "حَمَّالَةَ الْحَطَبِ" سے کیا مراد ہے؟	ا۔ وہ دنیا و آخرت میں ہلاک و برباد ہوئی کیوں کہ وہ نبی کریم ﷺ کو تکالیف پہنچاتی تھی۔ ۲۔ i۔ لکڑیاں اُٹھانے والی۔ ii۔ آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھانے والی۔ iii۔ چغل خوری کرنے والی۔ **عملی پہلو:** ہر دور میں حق کی راہ میں مصائب کے پہاڑ کھڑے کرنے والوں کی کمی نہیں رہی لیکن بالآخر کامیابی حق پر چلنے والوں کی ہوتی ہے اس لئے جب بھی کوئی فرد کسی نیک کام کے لئے کھڑا ہوا سے رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے رہنمائی لینی ہوگی اور آپ ﷺ جیسے توکل، یقین اور بے خوفی سے قدم بڑھانا ہوگا۔ پھر اللہ ﷻ کی مدد بھی اترے گی۔ ان شاءاللہ
5	ا۔ "مَسَدٍ" کس رسّی کو کہتے ہیں؟	ا۔ کھجور کی چھال یا لوہے کے تاروں سے بنی ہوئی مضبوط رسّی۔ **نوٹ:** ام جمیل کے بارے میں خصوصی طور پر یہ الفاظ استعمال کرنے میں یہ راز ہے کہ وہ مکہ کے رئیس اعظم کی بیوی تھی۔ اس کے گلے میں جواہرات کا گراں بہا ہار تھا اور وہ کہتی تھی لات و عزّیٰ کی قسم میں موتیوں کے اس بیش قیمت ہار کو فروخت کر کے (معاذاللہ) محمد (ﷺ) کی عداوت میں خرچ کروں گی۔ اللہ ﷻ اس اکڑی ہوئی گردن کو جس میں آج بڑا قیمتی ہار ہے روز قیامت اس میں چھال کی بٹی ہوئی رسی ڈال کر جہنم میں گھسیٹیں گے جو ستر گز لمبی ہوگی۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ حسبِ معمول خاردار لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے ہوئے آرہی تھی جو چھال کی بٹی ہوئی رسی کا بندھا ہوا تھا۔ وہ ایک پتھر پر آرام کرنے کے لئے بیٹھ گئی۔ وہ گٹھا پیچھے ہٹ گیا اور رسی میں اس کا گلا پھنس گئی جس سے اس کا دم گھٹ گیا اور وہ مر گئی۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILMI FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) سورۃ اللھب میں نبی کریم ﷺ کے ______ کا انجام بیان ہوا ہے۔ (دشمنوں)

(۲) آخرت میں انسان کا انجام اُس کے ______ کے مطابق ہو گا۔ (اعمال)

(۳) آپ ﷺ اسلام کی دعوت دینے کے لئے ______ پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ (صفا)

(۴) انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کرنے والوں کے لئے ______ کا عذاب ہے۔ (جہنم کی آگ)

(۵) اُمِّ جمیل آپ ﷺ کے راستہ میں ______ بچھاتی تھی۔ (کانٹے)

سوال ۲: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ اللھب کیوں نازل فرمائی؟

ابو لہب کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرنے پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

۲- ابو لہب پر لعنت کا سلسلہ کس طرح جاری ہے؟

مسلمان جب بھی اپنی نمازوں میں سورۃ اللّھب کی تلاوت کرتے ہیں تو اس دشمن اور گستاخِ رسول پر لعنت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

۳- اہلِ مکہ سے آپ ﷺ کے خطاب کی کوئی دو باتیں تحریر کریں؟

i۔ لوگو! ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرو۔ ii۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا رسول ہوں۔

iii۔ میں تمہیں آخرت کے انجام سے خبر دار کرنے آیا ہوں۔

۴- اپنے اساتذہ سے ابو لہب اور اُمِّ جمیل کے بارے میں معلوم کر کے دونوں کے عبرت ناک انجام پر ایک مضمون تحریر کریں۔

(ابولہب اور اُمِّ جمیل کے عبرت ناک انجام کی تفصیلات آیت: ۳ اور آیت: ۵ کی تشریحات میں دی گئی ہیں۔)

عملی سرگرمی:

۱۔ بٹی ہوئی رسی کا مشاہدہ کرائیں اور اس کی شدت سمجھائیں۔

سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا تعارف، عربی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ اللہ ﷻ کا کوئی شریک نہیں۔

۲۔ مختلف مذاہب میں اللہ ﷻ کے ساتھ کس طرح شرک کیا گیا۔

۳۔ اللہ ﷻ کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

ربطِ سورت: پچھلی سورت میں دشمن رسول ﷺ کا عبرت ناک انجام بتایا گیا جس نے توحید باریٔ تعالیٰ کی مخالفت کی۔ اس مختصر سورت میں توحیدِ خالص کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ ﷻ کی ذات اور صفات کے بارے میں مشرکین کے درمیان جس قدر شبہات پائے جاتے ہیں، ان کی بڑے سادہ انداز اور الفاظ میں نفی کی گئی ہے اور اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کو کھول کر بیان کیا گیا ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیات	سوال	جواب
1	۱۔ اس سورت کی فضیلت کیا ہے؟ ۲۔ ایک تہائی قرآن قرار دینے سے کیا مراد ہے؟	۱۔ حدیث میں اس سورت کو ایک تہائی قرآن کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ (مسلم) ۲۔ اس سورت کو قرآن حکیم کی ایک تہائی کہنے کی کئی وجوہات علماء کرام نے ذکر کی ہیں۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ قرآن میں تین عقائد پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ اللہ ﷻ کی وحدانیت پر ایمان، رسالت پر ایمان اور روز قیامت پر ایمان۔ اس سورت میں توحید کا ذکر کیا گیا ہے جو ان تین چیزوں میں سے ایک ہے اس لئے اسے قرآن کی ایک تہائی فرمایا گیا۔ **نوٹ:** "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کسی لشکر کا سردار بنا کر روانہ کیا۔ وہ جب نماز پڑھاتا تو اپنی قرأت سورۂ اخلاص

	۲۔ اس سورت کا پس منظر کیا ہے؟ ۳۔ اللہ ﷻ کے کیا معنی ہیں؟ ۴۔ "اَحَدٌ" کے کیا معنی ہیں؟	پر ختم کرتا پھر جب یہ لوگ واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ لوگوں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس سورت میں اللہ ﷻ کی صفات ہیں جن کو تلاوت کرنا مجھے اچھا لگتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس سے کہہ دو کہ اللہ ﷻ اس سے محبت کرتا ہے۔" (بخاری) **نوٹ:** "اگرچہ یہ سورہ اپنے ظاہری انداز کے لحاظ سے تمام سورتوں میں ایسی چھوٹی ہے جیسی تمام بدن میں آنکھ کی پتلی مگر سارا عالم ہدایت اسی سے روشن نظر آتا ہے"۔ ۲۔ مشرکین مکّہ نے نبی کریم ﷺ سے اللہ ﷻ کا نسب پوچھا۔ اُن کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔ (ترمذی) ۳۔ ایک رائے کے مطابق یہ اللہ ﷻ کا ذاتی نام ہے جبکہ دوسری رائے یہ ہے کہ اس کے معنی "الٰہ" یعنی معبود کے ہیں۔ ۴۔ ایک، یکتا، اکیلا، تنہا یعنی اللہ ﷻ اپنی ذات و صفات میں ایک ہی ہے اور اُس جیسا کوئی نہیں ہے۔ **عملی پہلو:** "اللہ ﷻ" اپنی ذات، صفات، عبادت اور حکم میں کسی شریک کو پسند نہیں کرتا۔ ہمیں اللہ ﷻ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ (سورۂ لقمٰن: آیت: ۱۳)
2	۱۔ "صَمَدٌ" کے کیا معنی ہیں؟	۱۔ بے نیاز، جسے کسی چیز کی ضرورت نہیں، جو کسی کا محتاج نہ ہو بلکہ سب اُس کے محتاج ہوں۔ یہ شان صرف اللہ ﷻ کی ہے کہ تمام مخلوق اللہ ﷻ کی محتاج ہے اور اللہ ﷻ کو کسی کی ضرورت نہیں۔
3	۱۔ اللہ ﷻ کی کیا صفات بیان کی گئیں ہیں؟	۱۔ نہ اللہ ﷻ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا ہے۔ **نوٹ:** یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو "اللہ ﷻ" کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۳۰) عیسائی کہتے ہیں کہ "اللہ ﷻ" مریم (علیہا السلام) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو ملا کر خدا کی خدائی مکمل ہوتی ہے جسے وہ تثلیث کا نام دیتے ہیں۔ (المائدۃ: ۷۲) مشرکین مکہ کے بارے میں بتایا گیا "کیا ہم نے ملائکہ کو عورتیں بنایا ہے اور یہ اس وقت موجود تھے۔ سُن لو دراصل یہ لوگ جھوٹی باتیں کرتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے یقیناً یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ کیا اللہ نے اپنے لئے بیٹوں کی بجائے بیٹیاں پسند کر لیں ہیں؟" (سورۃ الصافات، آیات: ۱۵۰ تا ۱۵۲) حقیقت یہ

		ہے کہ کسی کو اللہ ﷻ کا بیٹا یا جز قرار دینا سب سے بڑا گناہ اور جرم ہے۔ "وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کی اولاد ہے۔ بہت ہی بے ہودہ بات ہے جو تم لوگ کہہ رہے ہو۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اس بات پر کہ انہوں نے رحمٰن کی اولاد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ رحمان کی شان نہیں کہ وہ کسی کو اولاد بنائے۔" (سورۃ مریم، آیات: ۸۸ تا ۹۲)
4	ا۔ اللہ ﷻ کا کوئی ہمسر نہیں سے کیا مراد ہے؟	ا۔ کوئی اللہ ﷻ جیسا نہیں، نہ مثال میں، نہ شباہت میں اور نہ ذات وصفات میں۔ مثلاً اللہ ﷻ کے پاس کُل اختیار ہے، اُس جیسا اختیار اور طاقت کسی کے پاس نہیں۔ اللہ ﷻ کے پاس ہر شے کا کُل علم ہے اُس جیسا علم کسی کے پاس نہیں وغیرہ۔ **نوٹ:** "کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔" (سورۃ الشوریٰ، آیت: ۱۱) **عملی پہلو:** ہمیں اس بات میں غور و فکر کرنی چاہیئے کہ جب کائنات میں کوئی بھی کسی لحاظ سے بھی اللہ ﷻ کے برابر نہیں ہے تو پھر اختیار اور حکم بھی اللہ ﷻ ہی کا چلنا چاہیئے، اسی کی عبادت کرنی چاہیئے اور زندگی کے ہر گوشے میں اس کے قانون کا نفاذ ہونا چاہیئے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

(الف)	(ب)
نبی کریم ﷺ نے سورۃ الاخلاص کو	اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے برابر نہیں ہے۔
سورۃ الاخلاص میں	فائدہ ہمیں ہی ہو گا۔
اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کا	اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات کے بارے میں سوال پوچھا۔
کوئی کسی بھی اعتبار سے	ایک تہائی قرآن قرار دیا۔
مدینہ طیبہ کے یہود نے آپ ﷺ سے	توحید کا بیان ہے۔

سوال ۲: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) صمد کے معنی [ ] ہیں۔ (بے نیاز)

(۲) یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے [ ] کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بیٹا قرار دیا۔ (انبیاء کرام علیہم السلام)

(۳) اولاد کی ضرورت تو [ ] کو ہوتی ہے۔ (انسانوں)

(۴) مکّہ کے مشرکین نے [ ] کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیا۔ (فرشتوں)

(۵) ہر [ ] اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محتاج ہے۔ (مخلوق)

سوال ۳: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- ہم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کیا حق ہے؟

ہم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے اور پوری زندگی میں اس کے احکامات پر عمل کیا جائے۔

۲- مدینہ کے یہود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات کے بارے میں جو سوالات کیا کرتے تھے ان میں سے کوئی تین لکھیں؟

i۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیا ہے؟ ii۔ اس کی جنس کیا ہے؟

ii۔ کیا وہ سونا چاندی یا پیتل سے بنا ہوا ہے؟ ii۔ کیا وہ کچھ کھاتا اور پیتا ہے؟

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

۳۔ نبی کریم ﷺ کا سورۃ الاخلاص کی تلاوت کا معمول کیا تھا؟

نبی کریم ﷺ کا فجر، مغرب اور طواف کے بعد کی دو رکعت میں سے دوسری، وتر کی تیسری رکعت، اور رات کو سونے سے قبل سورۃ الاخلاص کی تلاوت کا معمول تھا۔

عملی سرگرمی:

ا۔ ایک اللہ ﷻ کا حکم ماننے کے حوالہ سے بچوں کو ایک جگہ جمع کر کے ان میں دو بچوں کو کہیں کہ وہ جو اشارہ کریں باقی بچوں نے وہی کرنا ہے دو مختلف اشارہ ملنے پر بچوں کا پریشان ہو جانا کہ کس بات پر عمل کریں۔ (حاصل یہ ہے کہ اگر ایک سے زیادہ افراد کی ایک ہی وقت میں بات ماننی ہو تو یہ نہ ممکن ہے۔ اسی طرح کائنات کا نظام گواہ ہے کہ ہر شے اللہ ﷻ کے حکم کی پابند ہے۔)

۲۔ ان چیزوں کی فہرست بنوائیں جن کی مخلوق کو ضرورت ہوتی اور اللہ ﷻ ان سے پاک ہے۔ (نکات: خالق اور مخلوق میں فرق کرنے والی چیزیں مثلاً کھانا، پینا، سونا وغیرہ)

۳۔ دنیاوی حکمرانوں کے اختیارات اور اللہ ﷻ کے اختیارات کا موازنہ کرائیں۔

(نکات: اللہ ﷻ کے اختیارات: لامحدود، ازلی (ہمیشہ سے)، ابدی (ہمیشہ رہنے والے)، لافانی، ذاتی، بے خوف و خطر وغیرہ، دنیاوی حکمرانوں کے اختیارات: محدود، وقتی، فانی، عطا کردہ، چھن جانے کا ڈر، بعض اوقات کیئے گئے حکم پر عمل درآمد سے خطرناک انجام کا ڈر)

سُوْرَةُ الْفَلَق اور سُوْرَةُ النَّاس

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر۱: دونوں سورتوں کا تعارف، عربی متن اور ترجمہ (سورۃ الفلق) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر۲: سورۃ النّاس کا عربی متن اور ترجمہ درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "ہم نے کیا سمجھا؟" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: ان سورتوں کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ اللہ ﷻ کی پناہ کیوں ضروری ہے؟ ۲۔ اللہ ﷻ کی صفات کیا ہیں؟ ۳۔ جادو سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟

۵۔ ہر چیز کے شر سے کیا مراد ہے؟ ۶۔ وسوسہ کیا ہے؟ ۷۔ شیطان کیسے وسوسہ اندازی کرتا ہے؟

۸۔ شیطان کے کون سے دو گروہ ہیں۔

سُوْرَةُ الْفَلَق

ربطِ سورت: سورۃ الاخلاص میں یہ بتایا گیا ہے کہ "اللہ ﷻ" وہ ہے جو ہر اعتبار سے وحدہٗ لاشریک ہے، کوئی کسی اعتبار اور کسی درجے میں اس کی برابری نہیں کر سکتا، گویا کہ وہ حاکمِ مطلق ہے باقی محکوم ہیں، وہ بادشاہ ہے باقی اس کے در کے فقیر ہیں، وہ طاقتور ہے ہر کوئی اس کے سامنے عاجز اور بے بس ہے۔ اس لئے اسی کی پناہ طلب کرنی چاہیئے۔ اس سورت میں خارج سے حملہ آور ہونے والے شرور سے بچنے کے لئے اللہ ﷻ کی پناہ میں آنے کی تلقین اور طریقہ بتایا گیا ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت	سوال	جواب
1		**نوٹ:** خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے اور آپ ﷺ کے واسطہ سے ہر اس شخص سے جو قرآن حکیم پر ایمان لایا ہو۔ پورا قرآن سورۃ الفاتحہ کی دعا کے جواب میں انسان کو دیا گیا اور آخر میں بندہ اپنے رب رحمن ورحیم سے یہی دعا کرتا ہے کہ یہ دنیا میں بہت سے فتنے، شرارتیں اور گمراہیاں ہیں،

		یا اللہ! میری مدد فرمانا اور ہر طرح سے اپنی پناہ میں رکھ۔ اصل میں یہ آیات شدید ترین دشمن، اذیت اور ہر قسم کے حملے سے اللہ ﷻ کی پناہ میں آنے کا بہت بڑا ہتھیار ہیں۔
	ا۔ اس سورت میں کن شرور سے پناہ مانگی گئی ہے؟	ا۔ اُن تمام شرور سے جو باہر سے انسان پر حملہ آور ہوتے ہیں مثلاً جادو گر، حاسد وغیرہ۔ اس سورت میں ان امور کا ذکر کیا گیا جو انسان کی جسمانی نشو و نما اور صحت و عافیت کے لئے خطرناک ہیں۔
	۲۔ اللہ ﷻ کی پناہ حاصل کرنے سے کیا مراد ہے؟	۲۔ اللہ ﷻ پر توکل اور مکمل بھروسہ کر کے اللہ ﷻ کی حفاظت اور امان میں آجانا۔ پناہ مانگنے سے مراد اپنی حفاظت کے لئے پناہ دینے والی ہستی سے دعا کرنا، اس کی طرف رجوع کرنا اور اس کے سہارے کو مضبوطی کے ساتھ تھام لینا ہے۔ **عملی پہلو:** اللہ ﷻ کی پناہ لینے والا اپنے اس یقین اور اطمینان کا اظہار کر رہا ہے کہ جو ہستی تاریکی کو پھاڑ کر صبح کو ظہور میں لاتی ہے وہ مایوس کن حالات میں امید کی کرن بھی پیدا کرے گی اور فتنوں کے ہجوم کو چھانٹ کر امن و عافیت کی راہ بھی کھولے گی۔
	۳۔ رب سے کیا مراد ہے؟	۳۔ ضرورتیں پوری کرنے والا۔ پالنے والا۔ حقیقی رب اللہ ﷻ ہے جو تمام مخلوقات کی تمام ضروریات کو پورا فرماتا ہے۔
	۴۔ "فَلَقْ" سے کیا مراد ہے؟	۴۔ "فَلَقْ" کے لفظی معنی پھٹنے کے ہیں۔ مراد رات کی پو پھٹنا اور صبح کا نمودار ہونا ہے۔
2	ا۔ شر کسے کہتے ہیں؟ ۲۔ مخلوقات کے شر سے کیا مراد ہے؟	ا۔ مصیبت اور تکلیف یا ایسی چیز جو مصیبت و تکلیف کا باعث بنے۔ ۲۔ مخلوقات کی طرف سے پہنچنے والی مصیبت یا تکلیف۔ **نوٹ:** "جو کچھ اس نے پیدا کیا اس کے شر سے" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی پیدا کردہ ہر چیز میں لازم شر کا پہلو ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کی پیدا کردہ چیزوں میں سے جو چیزیں بھی اپنے اندر شر کا کوئی پہلو رکھتی ہیں یا شر کا باعث بن سکتی ہیں ان سب کے شر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ **عملی پہلو:** کوئی چیز بھی اپنی ذات میں مؤثر نہیں ہے اور نہ کوئی شر خود بخود کسی کو لاحق ہوتا ہے بلکہ ہر چیز اللہ ﷻ کے حکم ہی سے اثر انداز ہوتی ہے اور شر بھی اس کے اذن ہی سے لاحق ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم نہ تمام چیزوں کو شمار کر سکتے ہیں اور نہ ہر چیز کی مضرتوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں، اپنے ناقص علم کے باعث ہم ایک چیز کو اپنے لئے بڑا فائدہ مند خیال کرتے

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

		ہیں در حقیقت وہی چیز ہمارے لئے مضر اور تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے، اس لئے اللہ ﷻ کی بارگاہ میں یہ عرض کرنا چاہیئے کہ جس چیز کا تو خالق ہے، اس میں تکلیف کا جو پہلو میرے لئے ہے، جسے تو خوب جانتا ہے اور جس کے دور کرنے پر تو قادر ہے، میں تجھ سے ہی اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ **نوٹ:** شر سے مراد محسوس ہونے والی آفتیں اور بلائیں بھی ہیں اور معنوی مضرتیں اور گمراہیاں بھی۔ پہلی چیز کی مثال بیماریاں اور ایذائیں ہیں اور دوسری چیز کی مثال گناہ اور کفر و شرک ہے۔
3	ا۔ تاریک رات کے شر سے کیوں پناہ مانگی گئی ہے؟	ا۔ تاریکی میں شر پسند عناصر اور شیطانی قوتوں کو ابھرنے کا موقع ملتا ہے۔ ظاہری اور جسمانی آفتوں کے اعتبار سے بیماریاں رات میں بڑھتی ہیں اور موذی جانور رات میں نکلتے ہیں۔ اکثر بُرائیاں رات کے اندھیرے میں کی جاتیں ہیں مثلاً چوری، ڈاکہ، جادو وغیرہ۔ اس لئے تاریک رات کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔ **عملی پہلو:** واضح رہے کہ رات کی طرف شر کو منسوب کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رات میں خیر کا نزول نہیں ہوتا یا خیر کے کام انجام نہیں پاتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ رات کا وقت شیطانی قوتوں کے لئے شر پھیلانے کے تعلق سے بڑا ساز گار ہوتا ہے۔
4	ا۔ یہاں گرہ سے کون سی گرہ مراد ہے؟	ا۔ عُقَد (گرہوں) سے مراد وہ گرہیں ہیں جو شیاطین انسان کے شعور اور اس کے حواس پر لگا کر اسے غافل اور مدہوش بنا دیتے ہیں۔ **نوٹ:** حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جب تم میں کوئی شخص سوتا ہے تو اس کے سر کے پچھلے حصہ پر شیطان تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ کے ساتھ یہ بات بھی چسپاں کر دیتا ہے کہ ابھی رات لمبی ہے پھر جب وہ شخص جاگ اٹھتا ہے اور اللہ ﷻ کو یاد کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور صبح کو وہ ہشاش بشاش اور پاکیزگی نفس کی حالت میں ہوتا ہے۔ بصورت دیگر وہ صبح کو سست اور خباثتِ نفس کی حالت میں ہوتا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم) **عملی پہلو:** یہ شیطان کے انسان کو غفلت میں ڈالنے کی ایک مثال ہے جو حدیث میں پیش کی گئی ہے۔ اس سے شیطان کے القاء، اس کی حرکتوں اور اس کے حملوں کا آسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

	۲۔ گرہوں پر پھونکے مارنے والیوں سے کون مراد ہیں؟ ۳۔ جادو کیا ہے؟	۲۔ جادو ٹونے کرنے والی عورتیں مراد ہیں۔ اس معنی میں جادو ٹونے کرنے والے مرد بھی شامل ہیں۔ ۳۔ جادو ایک ایسا بُرا علم ہے جس کا سیکھنا سکھانا اور کرنا کرانا کُفر ہے۔ **عملی پہلو:** ان سورتوں کی برکتوں سے فیض اور شفاء حاصل کرنے اور جادو ٹونوں سے بچنے کے لئے ہمیں آپ ﷺ کے مسنون طریقہ کو اختیار کرنا چاہیئے۔ "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں میں قل ھُو اللہ اَحَدٌ اور مُعَوِّذَتَین پڑھ کر پھونکتے پھر ان کو اپنے چہرے اور جسم پر جہاں تک کہ ہاتھ پہنچ جاتا پھیر لیتے۔" **نوٹ:** سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کو مُعَوِّذَتَین کہا جاتا ہے کیوں کہ ان دونوں سورتوں میں شرور سے پناہ مانگنے کا بتایا گیا ہے۔
5	ا۔ حسد کیا ہے؟ ۲۔ حاسد کے حسد سے بچنے کی دعا کرنے کی تلقین کیوں کی گئی ہے؟	ا۔ کسی کی نعمت وراحت کو دیکھ کر جلنا اور چاہنا کہ یہ نعمت اُس سے چھن جائے۔ **نوٹ:** قرآن حکیم میں یہود کے حسد کا بھی خاص طور سے ذکر ہوا ہے "بہت سے اہل کتاب یہ چاہتے ہیں کہ وہ تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر تمہیں کفر کی طرف پلٹا لے جائیں۔ محض اپنے نفس کی حسد کی بنا پر۔" (البقرہ۔۱۰۹) کفار مکہ کو بھی نبی کریم ﷺ سے اس بنا پر حسد تھا کہ مکہ اور طائف کے سرداروں کو چھوڑ کر آپ کو کیوں نبوت کے لئے منتخب کیا گیا۔ وہ کہتے تھے "یہ قرآن دونوں شہروں کے (رئیسوں میں سے) کسی بڑے بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا؟" (الزخرف:۳۱) یہ حسد ہی کی آگ تھی جس نے انہیں نبی (ﷺ) کا دشمن بنا دیا تھا۔ اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ اہل ایمان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی خیر نازل ہو چنانچہ ارشاد ہے "جن لوگوں نے کفر کیا خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا مشرک نہیں چاہتے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کوئی خیر نازل ہو"۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۰۵) **عملی پہلو:** قرآن حکیم کے اختتام پر حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کی جو ہدایت دی گئی ہے اس سے ایک اہم بات کی طرف اشارہ نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اہل ایمان خوب سمجھ لیں کہ اس کتاب ہدایت کو پا کر انہیں بڑی نعمت اور بہت بڑا اشرف حاصل ہوا ہے۔ اس پر دشمنوں کی حاسدانہ نگاہوں اور ان کے فتنوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا سہارا لینا چاہیئے۔ ۲۔ کیوں کہ حسد کی وجہ سے حاسد کوئی بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

	۳۔ حسد کیسا عمل ہے؟	۳۔ حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا "حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے کہ آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے"۔ (ابوداوٗد)
	۴۔ کن صورتوں میں حسد (رشک) جائز ہے؟	۴۔ رشک کے معنی ہیں کسی کی خوبی یا خوش بختی دیکھ کر یہ خیال کرنا کہ ہمیں بھی یہ خوبی یا خوش بختی حاصل ہو جائے (لیکن اس کے پاس بھی رہے)۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ حسد (رشک) جائز نہیں مگر دو اشخاص پر ایک وہ جسے اللہ ﷻ نے مال دیا ہو اور وہ اُسے اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرتا ہو اور دوسرا وہ جسے اللہ ﷻ نے علم دیا اور وہ اسے دوسروں کو بانٹتا ہو۔ (صحیح مسلم)

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوْرَةُ النَّاس

ربطِ سورت: اللہ ﷻ نے سورت الفلق میں اپنا تعارف رب الفلق کے نام سے کروایا ہے۔ سورت النّاس میں یہ بتایا ہے کہ وہی انسانوں کا رب، حقیقی بادشاہ اور معبودِ برحق ہے اس لئے اس کی مخلوق بالخصوص جنوں اور انسانوں کے شر سے بچنے کے لئے اس کی پناہ طلب کرنی چاہیئے۔ سورت النّاس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اللہ ﷻ نے اس پر اپنی عظیم اور بابرکت کتاب کا اختتام فرمایا ہے۔ اس سورت میں اُن اندرونی شرور سے جو انسان کے اندر سے حملہ آور ہوتے ہیں، بچنے کی تلقین اور طریقہ بتایا گیا ہے۔ سورۃ الفاتحہ کا آغاز "رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ" کے الفاظ سے ہوا اور قرآن حکیم کا اختتام "مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاس" پر ہوا ہے۔ یہ الفاظ استعمال فرما کر اشارہ کیا ہے کہ قرآن حکیم جنوں اور انسانوں کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ سورت الفلق میں پوری مخلوق میں سے ان چیزوں کی شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا جن سے انسان کو نقصان پہنچنے کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے۔ سورت النّاس میں اس سے پناہ مانگنے کا حکم ہے جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے اور انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے یعنی شیطان۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیات	سوال	جواب
1	ا۔ اس سورت میں کن شرور سے پناہ مانگی گئی ہے؟ ۲۔ رب کسے کہتے ہیں؟	ا۔ اُن تمام شرور سے جو اندر سے انسان پر حملہ آور ہوتے ہیں مثلاً شیطان اور نفس۔ ۲۔ ضرورتیں پوری کرنے والا۔ پالنے والا۔ انسانوں اور تمام مخلوقات کا حقیقی رب اللہ ﷻ ہے جو تمام مخلوقات کی سب ضروریات کو پورا فرماتا ہے۔ **عملی پہلو:** اللہ ﷻ تمام انسانوں کا رب ہے وہی تمام شرور سے پناہ دینے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی مخلوق کی حفاظت نہیں کرسکتا۔ اس لئے ہمیں پناہ کے لئے اسی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔
2	ا۔ مَلِک کسے کہتے ہیں؟ ۲۔ انسانوں اور تمام مخلوقات کا بادشاہ کون ہے؟	ا۔ بادشاہ کو کہتے ہیں۔ ۲۔ اللہ ﷻ **عملی پہلو:** چونکہ اللہ ﷻ انسانوں کا بادشاہ حقیقی ہے اس لئے وہ بندوں کی حفاظت پر پوری طرح قادر ہے اس لئے ہمیں اسی مقتدرِ اعلیٰ کا سہارا لینا چاہیئے۔ **نوٹ:** اللہ ﷻ کا اقتدارِ اعلیٰ جس طرح زمین اور آسمانوں پر قائم ہے اسی طرح پورے بنی نوع انسان پر بھی قائم ہے۔ انسانی گروہوں میں سے کوئی گروہ ایسا نہیں جس پر اس کی بادشاہت قائم نہ ہو۔ اپنے آپ کو اس کی بادشاہت سے آزاد سمجھ لینے سے طرزِ عمل میں سرکشی آجاتی ہے۔
3	ا۔ اِلٰہ کسے کہتے ہیں؟	ا۔ جس سے محبت کی جائے، جسے مالک مانا جائے اور جس کی عبادت کی جائے۔

	۲۔ انسانوں اور تمام مخلوقات کا اِلٰہ کون ہے؟	۲۔ اللہ ﷻ **عملی پہلو:** حقیقتاً تمام انسانوں کا معبود اللہ ﷻ ہی ہے اور یہ اس کے رب اور بادشاہ ہونے کا تقاضا بھی ہے کہ پوری کائنات میں اُسے ہی اکیلا معبود مان کر اس کی عبادت کی جائے کیونکہ اور کوئی ان صفات کا حامل ہی نہیں۔ **نوٹ:** بندے سے تقاضہ ہے کہ وہ اللہ ﷻ کی عظمت کا اعتراف اس کی تینوں صفات یعنی صفتِ رب، صفت ملک اور صفت الٰہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی پناہ لے۔ جب انسان اللہ ﷻ کو اس کی ان تینوں صفات سے پہچان لیتا ہے تو وہ اس کی جناب میں فریاد کر کے پناہ مانگتا ہے۔
4	ا۔ وسوسہ کسے کہتے ہیں؟ ۲۔ چھپ کر وسوسہ ڈالنے والے سے کون مراد ہے؟ ۳۔ خنّاس سے کیا مراد ہے؟ ۴۔ شیطان کون ہے؟	ا۔ وسوسہ کے معنی بُری بات اور بُرے خیال کے ہیں جو غیر محسوس طریقہ پر کسی کے دل میں ڈالا جائے۔ یعنی چپکے سے کوئی بُری بات دل میں ڈال دینا۔ یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ ۲۔ شیطان مردود۔ ۳۔ پیچھے ہٹ جانے والا۔ جب اللہ ﷻ کا ذکر کیا جاتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب بندہ غافل ہوتا ہے تو وہ وسوسے ڈالنے لگتا ہے۔ (سورۃ الزخرف، آیت:۳۶) **نوٹ:** حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ "شیطان انسان کے دل سے چپکا ہوتا ہے۔ جب وہ اللہ ﷻ کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب بندہ غافل ہوتا ہے تو وہ وسوسے ڈالتا رہتا ہے"۔ (بخاری) ۴۔ یہ جنات میں سے تھا۔ (سورۃ الکھف، آیت:۵۰) تاہم اللہ ﷻ نے اُس کی عبادت گزاری کی وجہ سے اس کا مقام فرشتوں میں کر دیا تھا۔ لیکن جب اللہ ﷻ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نے تکبر و حسد کیا اور اللہ ﷻ کی بارگاہ سے ذلیل و خوار کر کے نکال دیا گیا۔
5	ا۔ سینوں میں وسوسہ ڈالنے سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ یہاں وسوسہ اندازی کی جگہ دل کے بجائے سینہ کو قرار دینے میں کیا حکمت ہو سکتی ہے؟	ا۔ سینوں میں گناہوں اور اللہ ﷻ کی نافرمانی کا خیال ڈالنا۔ ۲۔ شیطان کی وسوسہ اندازی کا محل انسان کا باطن یعنی اس کا سینہ ہے۔ سینہ دل کے لئے دہلیز کی طرح ہے جہاں سے وسوسے دل میں داخل ہوتے ہیں۔ مفسرین نے اس کی بڑی اچھی تشریح کی ہے۔ "یہ نکتہ قابل غور ہے اللہ ﷻ نے یہ نہیں فرمایا کہ ان کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ کیونکہ سینہ دل کا صحن اور اس کا گھر ہے جہاں سے خیالات داخل ہو کر سینہ میں اکٹھے ہوتے ہیں اس کے بعد دل میں داخل ہوتے ہیں۔ لہٰذا سینہ دل کے لئے بمنزلہ دہلیز کے ہے۔ اور تمام احکام اور ارادے دل سے نکل کر سینہ میں آتے ہیں اور پھر وہاں

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

	۲۔ شیطان کس طرح دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے؟	سے ان کی تقسیم اس کے لشکروں پر کی جاتی ہے۔" **عملی پہلو:** شیطان جب انسان کو کسی گناہ پر آمادہ کرنا چاہتا ہے تو وہ گناہ کے کام کو خوش نما بنا کر پیش کرتا ہے اور خوش گوار نتائج کی امید دلاتا ہے یہی چیز وسوسے کی شکل میں انسان کے دل میں داخل ہوتی ہے اور جب وہ اس کے اثر کو قبول کرتا ہے تو یہ خیال پختہ ہو کر ارادہ اور عمل کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ۲۔ حدیث مبارکہ کے مطابق جب انسان اللہ ﷻ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اپنا منہ انسان کے دل پر رکھ کر اُس میں بُرائیوں کے وسوسے ڈالتا ہے۔
6	۱۔ شیطانوں کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟ ۲۔ شیاطین الجن سے کیا مراد ہے؟ ۳۔ شیاطین الانس سے کیا مراد ہے؟ ۴۔ جنوں اور انسانوں میں سے کون شیطان کے ساتھی بن جاتے ہیں؟	۱۔ وسوسہ ڈالنے والوں کی دو قسمیں ہیں شیاطین الجن اور الانس یعنی شیاطین جنوں اور انسانوں دونوں گرہوں میں سے ہیں۔ ۲۔ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان اس کا ساتھی ہوتا ہے جو اس کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب بندہ اللہ ﷻ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو اس پر یہ شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ سورۃ الزخرف، آیت: ۳۶ میں فرمایا گیا "جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کرلے (یعنی تغافل کرے) ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔" شیاطین الجن کو اللہ ﷻ نے انسانوں کو گمراہ کرنے کی قدرت دی ہے۔ جیسا کہ سورۃ الزخرف، آیت: ۳۶ میں ذکر کیا گیا ہے۔ ۳۔ انسانوں میں سے جو کوئی اپنے شکوک وشبہات اور اپنی وسوسہ انگیزیوں کے ذریعے دوسروں کو راہِ حق سے پھیرنے اور ورغلانے کی کوشش کرتا ہے وہ انسانی شیطان ہے۔ ۴۔ وہ جو شیطان کے بہکاوے میں آکر اُس کی فرماں برداری کرتے ہیں اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی سیدھے راستے سے گمراہ کرتے ہیں۔ **عملی پہلو:** یہاں خاص طور سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اہلِ ایمان کو قرآن حکیم کی شکل میں جو ہدایت عطا ہوئی ہے اس کے لئے سب سے بڑا خطرہ اگر کوئی ہے تو وہ شیطان کی وسوسہ اندازی ہی ہے۔ یعنی وہ ایسی باتیں دل میں ڈال سکتا ہے جو قرآن حکیم کے معاملہ میں شکوک وشبہات پیدا کرنے والی اور راہِ ہدایت سے ہٹا دینے والی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ تلاوت قرآن حکیم کے آغاز میں تعوذ پڑھنے کا حکم ہے۔ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ "میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔" اسی طرح سورۃ النحل، آیت: ۹۸ میں اللہ ﷻ فرماتا ہے "جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ ﷻ کی پناہ مانگ لیا کرو۔"

COPYRIGHT © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: خالی جگہ پُر کریں:

(۱) ہمارے اندر کے شرور سے پناہ مانگنے کا طریقہ ______ میں سکھایا گیا ہے۔ (سورۃ النّاس)

(۲) ہمارے باہر کے شرور سے پناہ مانگنے کا طریقہ ______ میں سکھایا گیا ہے۔ (سورۃ الفلق)

(۳) اللہ ﷻ ہر شے کی خوبی اور ______ سے خوب واقف ہے۔ (نقصان)

(۴) اللہ ﷻ ہر چیز کا ______ ہے۔ (خالق)

(۵) ہمیں حسد کرنے والوں کی بُرائی سے بچنے کی ______ کرتے رہنا چاہیئے۔ (دُعا)

سوال ۲: کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لکیر لگا کر ملائیں:

(الف)	(ب)
سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کو	کُفر ہے۔
جادو	شیطان کے دوست بن جاتے ہیں۔
اللہ ﷻ سب سے بڑا	نبی کریم ﷺ نے "مُعَوِّذَتَیْنِ" کا نام دیا ہے۔
بُرے انسان اور بُرے جنات	بُرائی کا خیال ڈالتا رہتا ہے۔
شیطان لوگوں کے دلوں میں	محافظ ہے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سوال ۳: سورۃ الفلق سے متعلق درج ذیل الفاظ کو نیچے دیئے گئے خانوں میں لکھیۓ:

نمازوں کا حکم، رب کی پناہ میں آنا، اندھیروں سے نکالنے والا، یتیموں کے ساتھ سلوک، روشنی میں لانے والا رب، باہر کی بُرائی سے پناہ مانگنا، فتح کی خبر، جادو کی مذمت، حسد کرنے والوں کی بُرائی سے پناہ مانگنا

سُورَۃُ الفَلَق

- اندھیروں سے نکالنے والا
- رب کی پناہ میں آنا
- جادو کی مذمت
- روشنی میں لانے والا رب
- باہر کی بُرائی سے پناہ مانگنا
- حسد کرنے والوں کی بُرائی سے پناہ مانگنا

سوال ۴: سورۃ الناس سے متعلق درج ذیل الفاظ کو نیچے دیئے گئے خانوں میں لکھیۓ:

قربانی کا حکم، لوگوں کا معبود اور بادشاہ، شیطان کی وسوسہ اندازی، آخرت کو جھٹلانے والا، شیطان بار بار حملے کرنے والا، رب کی پناہ، اندر کی بُرائی سے پناہ مانگنا، اندھیروں سے پناہ، انسانوں اور جنات میں سے شیطان کے دوست

سُورَۃُ النَّاس

- شیطان کی وسوسہ اندازی
- لوگوں کا معبود اور بادشاہ
- شیطان بار بار حملے کرنے والا
- رب کی پناہ
- اندر کی بُرائی سے پناہ مانگنا
- انسانوں اور جنات میں سے شیطان کے دوست

سوال ۵: درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- نظر اور جادو ٹونے سے بچنے کے لئے نبی کریم ﷺ نے کیا طریقہ سکھایا ہے؟

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں میں قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ اور مُعَوِّذَتَيْن پڑھ کر پھونکتے پھر ان کو اپنے چہرے اور جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچ جاتا پھیر لیتے۔"

۲- باہر کی بُرائیوں سے کیا مراد ہے؟

باہر کی برائیوں سے اندھیری رات، جادو، حسد وغیرہ کی بُرائی اور نقصان مراد ہے۔

۳- اندر کی بُرائیوں سے کیا مراد ہے؟

اندر کی بُرائیوں سے شیطان اور اس کے وسوسے کی بُرائی اور نقصان وغیرہ مراد ہے۔

۴- حسد کے بارے میں حدیث شریف میں کیا بتایا گیا ہے؟

"حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے کہ آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے"۔ (سنن ابی داوٗد)

۵- قرآنِ حکیم کے آغاز اور اختتام پر موجود سورتوں میں دعائیں سکھائی گئی ہیں، اس سے کیا معلوم ہوا؟

اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت کے حصول اور ہر شر سے بچنے کے لئے بھی اللہ ﷻ سے مستقل دعا مانگنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

۶- نبی کریم ﷺ معوذ تین کب کب پڑھا کرتے تھے؟

نبی کریم ﷺ یہ دونوں سورتیں ہر فرض نماز کے بعد اور رات کو سونے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ مزید بر آں آپ ﷺ طبیعت کی ناسازی کے موقع پر بھی دونوں سورتوں کو پڑھ کر اپنے اوپر دَم کیا کرتے تھے۔

عملی سرگرمی:

۱۔ صبح اور رات کے چھا جانے کی منظر کشی کرائیں۔

۲۔ طلوع صبح اور غروب آفتاب، رات کے چھانے کی کوئی ویڈیو دکھائی جا سکتی ہے۔

۳۔ دونوں سورتوں میں اللہ ﷻ کی صفات اور ناموں کو تلاش کرائیں۔

۴۔ کن کن موقعوں پر سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تلاوت کی تلقین کی گئی ہے؟ احادیث مبارکہ سے تلاش کرائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ مبارکہ۔۔۔۔۔۔۔ایک نظر میں

ولادتِ مبارکہ سے آغازِ وحی تک:

۱۔ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ۹ یا ۱۲ ربیع الاول بروز پیر ہوئی۔

۲۔ آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے آپ ﷺ کے والد جناب عبد اللہ کی وفات ہوگئی۔

۳۔ پانچ سال کی عمر تک آپ ﷺ قبیلہ بنو سعد میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔

۴۔ آپ ﷺ کی عمر ۶ برس ہوئی تو والدہ بی بی آمنہ انتقال فرما گئیں۔

۵۔ آپ ﷺ کی عمر ۸ برس ہوئی تو دادا عبد المطلب وفات پا گئے۔

۶۔ آپ ﷺ کے چچا زبیر اور ابو طالب آپ ﷺ کے سرپرست بن گئے۔

۷۔ لڑکپن میں آپ ﷺ کی آمدنی کا ذریعہ بکریاں چرانا تھا۔

۸۔ نوجوانی میں آپ ﷺ نے تجارت کو پیشہ بنایا۔

۹۔ ۲۵ برس کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔

۱۰۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو تین بیٹے (حضرت قاسم، حضرت عبد اللہ اور حضرت ابراہیم عطا فرمائے جو سب بچپن میں ہی انتقال فرما گئے) اور چار بیٹیاں (حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) عطا فرمائیں۔

۱۱۔ آپ ﷺ کو الصّادق اور الامین کے خطابات دیئے گئے۔

۱۲۔ ۳۵ سال کی عمر میں کعبہ کی تعمیر کے دوران حجرِ اسود کے نصب کئے جانے کا واقعہ آپ ﷺ کی ذہانت اور دانائی کا ثبوت بنا۔

۱۳۔ ۴۰ سال کی عمر میں وحی کا آغاز ہوا۔

وحی کے آغاز سے ہجرت مدینہ تک (مکّی دور):

۱۔ قرآنِ حکیم کے نزول کے ساتھ ہی نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔

۲۔ ابتداء میں قریش نے زبانی مخالفت کی لیکن پھر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جسمانی تشدّد کیا۔

۳۔ قریش نے آپ ﷺ کو اسلام کی تبلیغ سے روکا اور اس کے بدلے مال و دولت اور بادشاہت وغیرہ کی پیش کش کی۔

۴۔ قریش نے آپ ﷺ کے قبیلہ سے مکمل طور پر تعلقات ختم کر دیئے اور تین سال کے لئے انہیں شعب بنی ہاشم میں محصور کر دیا۔

۵۔ نزولِ قرآن کے دسویں سال ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا جسے (عام الحزن) غم کا سال کہتے ہیں۔

۶۔ نبی کریم ﷺ کا سفر طائف۔

۷۔ معراج کا سفر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور پھر آسمانوں تک۔

۸۔ جلد مدینہ کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CRIMINAL ACTION.

ہجرت مدینہ سے وصال تک (مدنی دور):

۱۔ مسجد نبوی ﷺ کا مسلمانوں کے مرکز کی حیثیت سے قیام۔

۲۔ انصار (مدینہ کے رہنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم) اور مہاجرین (مکّہ سے آئے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم) کے درمیان "مواخاۃ" کا قیام

۳۔ مدینہ کے قریب آباد یہود قبائل سے معاہدہ جسے "میثاق مدینہ" کہتے ہیں۔

۴۔ غزوۂ بدر، ۲ ہجری (مسلمانوں کی شاندار فتح)۔

۵۔ غزوۂ اُحد، ۳ ہجری (مسلمانوں کی وقتی شکست)۔

۶۔ غزوۂ احزاب، ۵ ہجری (کفار کی شرمناک شکست)۔

۷۔ صلح حدیبیہ، ۶ ہجری (مسلمانوں کی کھلی فتح)۔

۸۔ فتح خیبر، ۷ ہجری (یہود کی شکست)۔

۹۔ عرب قبائل میں بھرپور دعوتی کام۔

۱۰۔ کئی سربراہانِ مملکت کو خطوط بھیجے گئے۔

۱۱۔ فتح مکّہ، ۸ ہجری (سرزمین عرب میں اللہ ﷻ کے دین کا غلبہ)۔

۱۲۔ غزوہ تبوک، ۹ ہجری (سلطنت روم کے خلاف)۔

۱۳۔ حجّۃ الوداع، ۱۰ ہجری۔

۱۴۔ آپ ﷺ کا وصال، ۱۲ ربیع الاوّل، ۱۱ ہجری۔

نبی کریم ﷺ کے اُمّتی ہونے کی حیثیت سے ہماری ذمہ داریاں (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷ کی روشنی میں)

۱۔ آپ ﷺ پر دل سے ایمان لائیں۔

۲۔ آپ ﷺ کی عزت اور آپ ﷺ سے محبت کریں۔

۳۔ آپ ﷺ کے مشن یعنی دین کی دعوت اور دین قائم کرنے میں آپ ﷺ کی مدد کریں۔

۴۔ آپ ﷺ پر نازل ہونے والے اللہ ﷻ کے پیغام (قرآن) کی پیروی کریں۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

نبی کریم ﷺ کے شخصیت کے چند پہلو

۱۔ آپ ﷺ اُٹھتے بیٹھتے اللہ ﷻ کا ذکر فرماتے تھے۔

۲۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا سوائے اس کے کہ جب اللہ ﷻ کے احکامات توڑے جاتے تھے۔

۳۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ بہادر تھے۔ مشکلات میں آپ ﷺ ہمیشہ ثابت قدم رہتے تھے۔

۴۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ انصاف کرنے والے، مہذب، سچے اور ایماندار تھے۔

۵۔ آپ ﷺ ہمیشہ تکبّر اور فخر سے دور رہتے تھے۔

۶۔ آپ ﷺ غریبوں سے میل جول رکھتے اور ان کی دیکھ بھال فرماتے تھے۔

۷۔ آپ ﷺ لوگوں کے درمیان ایک عام آدمی کی طرح رہتے تھے۔

۸۔ آپ ﷺ اپنے جوتوں کی مرمت، لباس کی دیکھ بھال اور گھریلو کام کاج خود کر لیا کرتے تھے۔

۹۔ آپ ﷺ اسی وقت گفتگو فرماتے جب ضرورت ہوتی تھی۔

۱۰۔ آپ ﷺ وہی بات ارشاد فرماتے جس پر اجر و ثواب کی اُمید ہوتی۔

۱۱۔ آپ ﷺ کو اگر کوئی کھانا پسند نہ آتا تو آپ ﷺ اس کی بُرائی نہ فرماتے۔

۱۲۔ آپ ﷺ کا ہنسنا اکثر مسکراہٹ پر مبنی ہوتا تھا۔

۱۳۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔

۱۴۔ آپ ﷺ اپنے ساتھیوں سے ملاقات فرماتے اور لوگوں کے مسائل سے باخبر رہتے تھے۔

۱۵۔ آپ ﷺ بھلائی کی تلقین فرماتے اور بُرائی سے روکتے تھے۔

۱۶۔ آپ ﷺ کسی کی درخواست کو رد نہ فرماتے تھے۔

۱۷۔ آپ ﷺ کی نگاہ میں کسی کی اہمیت اور مرتبہ اُس کے اچھے اعمال کی بنیاد پر ہوتا تھا۔

۱۸۔ آپ ﷺ نہ سخت مزاج تھے اور نہ بد اخلاق تھے۔

۱۹۔ آپ ﷺ لوگوں کی کوتاہیوں اور بُرائیوں کی تلاش میں نہیں رہتے تھے۔

۲۰۔ آپ ﷺ ہمیشہ اللہ ﷻ کی وحی اور مرضی کے مطابق گفتگو فرماتے اور عمل کرتے تھے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CRIMINAL ACTION.

مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب سے متعلق عمومی پوچھے جانے والے سوالات

Frequently Ask Questions about Mutalae Quran-e –Hakeem (FAQs)

۱۔ یہ نصاب تیار کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن حکیم اللہ کا پیغام ہے جو کہ تمام انسانوں کے لئے ہے۔ ہماری فلاح اور نجات اسی میں ہے کہ ہم اس کو سمجھیں اور اس کے تقاضوں پر عمل کریں۔ عام طور پر بڑوں کے لئے قرآن فہمی کے حوالے سے کہیں نہ کہیں کوئی اہتمام ہو جاتا ہے۔ نیز مسلمان کو جب توجہ ہوتی ہے تو وہ قرآن فہمی کی کوشش کر لیتا ہے۔ مگر ایک خیال یہ آیا کہ کیوں نہ اسکول کے نظامِ تعلیم کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن فہمی کی کوشش کی جائے۔ اسکول میں اسلامیات بہر حال پڑھائی جاتی ہے تو کیوں نہ اسی دوران طلباء و طالبات کو پورے قرآنِ حکیم سے گزارنے کی کوشش کی جائے کیوں کہ اس عمر میں جو بات ذہن میں بٹھادی جاتی ہے اس کے اثرات دیرپا اور پائیدار ہوتے ہے۔ ہماری ناقص معلومات کی حد تک ایسا کوئی مربوط نصاب دستیاب نہ تھا اس لئے کوشش کی گئی ہے کہ طلباء و طالبات کی ذہنی سطح کے مطابق قرآن حکیم کا ایک ایسا نصاب تیار کیا جائے جو ان کو عصری تعلیم ہی کے دوران "اسلامیات" کے عمومی نصاب کے ساتھ پڑھایا جائے اور بہت زیادہ اضافی وقت درکار نہ ہو نیز اس نصاب کا آغاز تیسری جماعت سے کرایا جائے۔ یوں طلباء اسکول ہی میں عصری تعلیم کے ساتھ ے سالوں میں پورے قرآنِ حکیم کے ترجمہ، مختصر تشریح اور اہم مضامین سے واقف ہو جائیں۔

۲۔ لفظی تراجم اور تفاسیر پہلے سے موجود تھیں پھر اس نصاب کی ضرورت کیوں ہے؟

یقیناً ہمارے علماءِ کرام نے اس دور میں اردو زبان میں بہت کام کیا ہے جن میں لفظی تراجم، بامحاورہ ترجمے اور کئی تفاسیر بھی شامل ہیں جس میں بڑوں کی رہنمائی کے لئے یقیناً بہت مواد موجود ہوتا ہے۔ مگر عام طور پر مشکل زبان اور گہرے مضامین کی وجہ سے اسکولوں میں زیرِ تعلیم طلباء و طالبات کے لئے یہ باتیں ان کی ذہنی سطح سے بالاتر ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس نصاب میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ جو معروف تراجم اور تفاسیر دستیاب ہیں اُنہی سے استفادہ کر کے بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق پورے قرآن حکیم کا ایک نصاب تیار کیا جائے۔ تاکہ قرآن فہمی ان طلباء و طالبات کے لئے آسان ہو سکے۔

۳۔ یہ نصاب کس مسلک کے مطابق ہے؟

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرے میں کئی مسالک یا معروف مکاتبِ فکر موجود ہیں۔ ہم سب کا احترام کرتے ہیں اور یہ مکاتبِ فکر اور مسالک مسلمانوں ہی کے ہیں۔ لیکن قرآن حکیم کسی خاص مسلک کے لئے تو نہیں ہے بلکہ پورے عالَم کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے اس نصاب میں خاص طور پر یہ کوشش کی گئی ہے کہ معروف مکاتبِ فکر اور مسالک کے علماء کے تراجم و تفاسیر کو سامنے رکھتے ہوئے نصاب کو تیار کیا جائے اور کوشش کی گئی ہے کہ قرآن کا سادہ اور بنیادی پیغام طلباء و طالبات کے سامنے لایا جائے اور ایسے نکات جہاں کچھ اختلاف رائے ہوا نہیں چھوڑ دیا جائے۔ مستقبل میں جب ان طلباء میں ان شاء اللہ قرآن حکیم کا فہم بڑھے گا اور اس کی مزید

خواہش پیدا ہو گی تو وہ اپنے اپنے مکاتبِ فکر و مسالک کے علماء سے بھی رہنمائی حاصل کر لیں گے۔ تاہم کوشش یہ کی گئی کہ فرقہ وارانہ اور اختلافی امور کو مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب میں زیرِ بحث نہ لایا جائے۔

۴۔ کیا اس نصاب کے لئے علماء کرام سے رجوع کیا گیا ہے؟

الحمدللہ معروف مکاتبِ فکر کے چند علماء کرام اور مفتیان کرام کو ہم نے مطالعہ قرآنِ حکیم کا یہ نصاب دکھایا ہے جنہوں نے الحمدللہ طلباء کے لئے فہم قرآن کے حوالے سے کی جانے والی اس کوشش کو بہت سراہا ہے۔اس کے علاوہ ایک عالم دین تو وہ ہیں جو اس پورے نصاب کا (چاہے وہ طلباء کی کتاب ہو یا اساتذہ کے نوٹس ہوں ان سب کا) ایک ایک لفظ دیکھتے ہیں۔ مزید براں چند علماء کرام کی تصدیق ہمارے پاس تحریری شکل میں بھی موجود ہے۔

۵۔ اس نصاب میں شامل ترجمہ اور تشریح کس طرح مرتب کی گئی ہے؟

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ اس نصاب کی تیاری میں معروف مکاتبِ فکر کے تراجم اور تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اردو زبان کے پچاس (۵۰) سے زیادہ تراجم و تفاسیر کو سامنے رکھ کر یہ نصاب مرتب کیا گیا ہے اور انہی کی حدود میں رہ کر طلباء کی ذہنی سطح کے مطابق ترجمہ کو آسان بھی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کیوں کہ زبان ہر دور میں بدلتی رہتی ہے اسی لئے ترجمہ کو آسان کیا گیا ہے۔ مزید براں معروف تفاسیر کو سامنے رکھ کر ہی اساتذہ کے لئے ایسے نوٹس مرتب کئے گئے ہیں جن پر اکثر علماء کا اتفاق ہے۔ جو اساتذہ چاہیں وہ دی علم فاؤنڈیشن کی لائبریری بھی Visit کر سکتے ہیں جس میں کئی تراجم و تفاسیر موجود ہیں اور الحمدللہ آن لائن Resources سے بھی بہت کچھ استفادہ کیا جا رہا ہوتا ہے۔

۶۔ اس نصاب کی تیاری میں مصروف لوگ کون ہیں؟

الحمدللہ دی علم فاؤنڈیشن کی وہ ٹیم جو اس نصاب پر کام کر رہی ہے وہ بنیادی طور پر پانچ افراد پر مشتمل ہے اور یہ تمام ساتھی نوجوان ہیں اور یہ تمام افراد قرآنِ حکیم کی بنیادی عربی کو سیکھ چکے ہیں۔ ان میں سے کئی ایک مدرسین بھی ہیں، چند ایک جمعہ کے خطیب بھی ہیں اور وہ الحمدللہ ماہ رمضان المبارک میں قرآن کا مکمل ترجمہ اور تشریح بھی بیان کرتے ہیں۔ ان ساتھیوں نے باقاعدہ قرآن فہمی کورسز کئے ہیں جس میں انہوں نے باقاعدہ یہ سیکھا ہے کہ قرآنِ حکیم کا ترجمہ اور تشریح کیسے کی جائے؟ ان کے علاوہ جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ ایک عالم دین یہ پورا نصاب دیکھتے ہیں، اس کا ایک ایک حرف ان کی نظر سے گزرتا ہے پھر یہ طباعت کے مراحل میں جاتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی چند ایک معروف مکاتبِ فکر کے علماء کو یہ نصاب دکھایا جاتا ہے اور گاہے بگاہے یہ نصاب اساتذہ کرام اور دیگر اہلِ علم حضرات کو بھی دکھا کر ان سے رہنمائی لی جاتی ہے۔

۷۔ دی علم فاؤنڈیشن کو کون لوگ چلا رہے ہے اور مالی معاونت کس طرح ہو رہی ہے؟

دی علم فاؤنڈیشن اصل میں ایک ٹرسٹ ہے جس کے تقریباً دس کے قریب Trustees ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جو شہر کراچی کے معروف کاروباری طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ ﷻ نے انہیں درد دل بھی عطا فرمایا ہے اور دین کی خدمت کا جذبہ بھی دے رکھا ہے۔ اللہ ﷻ نے

ان کو اپنی نعمتوں سے بھی نوازا ہے۔ یہ حضرات چاہتے ہیں کہ کارِ خیر میں اپنا حصہ ڈالیں اور یہ سارا عمل صدقہ جاریہ بن جائے۔ اس کے سوا ان حضرات یا ادارے کو چلانے والوں کے پیشِ نظر کوئی اور مقصد نہیں ہے۔

۸۔ کتنے اداروں اور اسکولوں میں یہ نصاب پڑھایا جارہا ہے؟

الحمدللہ اس وقت پاکستان کے طول و عرض میں ہزاروں اسکولوں میں پانچ لاکھ سے زائد طلباء وطالبات نصاب "مطالعۂ قرآن حکیم" سے مستفید ہو رہے ہیں جن کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔ ان اسکولوں میں "دی سٹیزن فاؤنڈیشن (TCF)" کے ملک بھر میں قائم ایک ہزار سے زائد اسکول نیز تعمیرِ ملت فاؤنڈیشن، میمن ایجوکیشنل بورڈ، جمعیت ایجوکیشنل بورڈ، الھدیٰ شعور اسکولز، ایس پی ایس اسکولز، غازی فاؤنڈیشن، دارِ ارقم، گورنمنٹ سیکنڈری اسکولز اَپر دیر اور صوابی، گرین کریسنٹ ٹرسٹ اسکولز، ارقم پبلک اسکولز، ایف سی میوندر انفلز اسکولز، اقرأ اسکولز سسٹم، حرا اسکولز سسٹم، کاوش ویلفیئر اسکولز، اور پنجاب ایجوکیشنل نیٹ ورک کے سینکڑوں اسکول شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بعض دینی مدارس، کیمبرج اسکولز اور سرکاری اسکولوں میں بھی "مطالعۂ قرآن حکیم برائے طلباء وطالبات" کے نصاب کی تدریس کا سلسلہ کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔

۹۔ کتاب کی حفاظت اور ادب کا مسئلہ کیسے حل کیا جائے؟

اس کا بنیادی جواب تو یہ ہے کہ اسکولوں میں طلباء اسلامیات کی کتاب بھی پڑھ رہے ہوتے ہیں جس میں قرآن و حدیث پر مبنی مواد شامل ہوتا ہے۔ جہاں تک نابالغ بچوں کی بات ہے تو ظاہر ہے ان پر شریعت کے احکام لاگو نہیں ہوتے۔ اس لئے وہ گناہ گار تو نہیں ہوتے تاہم ہمیں چاہیئے کہ خواہ اسلامیات کی کتاب ہو یا اردو ہی کی کتاب، جہاں بھی اللہ ﷻ کا نام لکھا ہو ہمیں انہیں اس کا ادب سکھانا چاہیئے۔ جیسے اسلامیات کی کتاب اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہے ویسے ہی یہ مطالعۂ قرآن حکیم کی کتاب بھی پڑھائی جائے گی۔ مگر ادب ضرور کرنا چاہیئے۔ تاہم علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ جس کتاب میں قرآن کا متن کم ہو اور ترجمہ، تشریح اور دیگر الفاظ کی تعداد زیادہ ہو تو اس کتاب کے مجموعہ کو قرآن نہیں کہا جائے گا۔ مطالعۂ قرآن حکیم کی کتاب پر قرآن کا تو اطلاق نہیں ہوگا مگر بچوں کو شروع ہی سے ادب سکھایا جائے تاکہ وہ ادب کرنا سیکھیں جیسے کہ کہاوت ہے کہ باادب بانصیب بے، ادب بے نصیب۔

۱۰۔ اس نصاب کو کون پڑھائے گا؟

ہر اسکول میں اسلامیات کا مضمون تو پڑھایا ہی جاتا ہے اور اسلامیات پڑھانے والے اساتذہ مسلمان ہی ہوا کرتے ہیں۔ تو کم سے کم جس استاد پر یہ اعتماد ہو کہ وہ مسلمان بچوں کو اسلامیات پڑھالیں گے تو ہمارا خیال ہے کہ ایسے ہی ایک استاد مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کو بھی پڑھا سکیں گے۔ ان کی تھوڑی سی رہنمائی اور ترغیب و تشویق کی ضرورت ہوگی جو الحمدللہ دی علم فاؤنڈیشن کے پلیٹ فارم سے کی جاتی ہے۔ اساتذہ کے لئے علیحدہ سے تدریسی ہدایات بھی مرتب کی گئی ہیں اور ان کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی تیار کی جاچکی ہے۔ جب اساتذہ یہ نصاب پڑھانا شروع کرتے ہیں تو انہیں ابتدائی رہنمائی بھی فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس نصاب کے ہر حصہ کے حوالہ سے اساتذہ کو نوٹس بھی فراہم کیئے جاتے ہیں جو کہ آیت بہ آیت تفسیری نکات پر مشتمل ہیں۔ اس طرح ہر آیت جو نصاب میں پڑھائی جائے گی اس کے تفسیری نکات بھی فراہم کر دیئے جاتے ہیں۔ یوں تدریسی ہدایات، ابتدائی رہنمائی اور آیت بہ آیت تشریحی نکات ان سب کے مجموعہ کے ذریعے اسلامیات کے اساتذہ بھی یہ نصاب مؤثر طور پر باآسانی پڑھا سکیں گے، ان شاءاللہ۔

۱۱۔ اس نصاب کو کیسے پڑھایا جائے؟

قرآنِ حکیم دنیا کی سب سے عظیم کتاب ہے۔ اس لئے جو اساتذہ اس نصاب کو پڑھا رہے ہیں وہ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھیں کہ کتنے عظیم کام کے لئے اللہ ﷻ نے انہیں چن لیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں (صحیح بخاری)۔ سوال یہ ہے کہ کیسے پڑھایا جائے؟ عرض ہے کہ جو اساتذہ اسلامیات پڑھاتے ہیں وہ اسلامیات کے نصاب میں شامل قرآنِ حکیم کا کچھ حصہ بھی پڑھاتے ہیں۔ مگر اس نصاب کی تدریس کے لئے ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ ابتدائی دو حصّوں میں دو طرفہ تدریس کا انداز زیادہ ہو اور تیسری جماعت سے یہ نصاب پڑھایا جائے اور دُہرا دُہرا کر طلباء کے ذہنوں میں بنیادی بات بٹھائی جائے۔ اس حوالے سے ایک ڈیمو کلاس بھی ریکارڈ کرائی گئی ہے۔ اس سے بھی اساتذہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کسی اسکول میں ضرورت ہو تو دی علم فاؤنڈیشن کی طرف متعلقہ اسکول میں بھی ڈیمو کلاس کا انتظام کیا جاسکتا ہے۔

۱۲۔ کیا اساتذہ کی رہنمائی کے لئے نمونہ کے طور ڈیمو کلاس کرائی جاتی ہے؟

اساتذہ کی رہنمائی کے لئے نمونہ کے طور پر ایک ڈیمو کلاس ریکارڈ کرائی گئی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اساتذہ کے لئے ایک ابتدائی بنیاد سامنے آجائے کہ کس طرح اس نصاب کی تدریس کی جائے۔ تاہم اساتذہ میں تھوڑا سا جذبہ و ارادہ ہو اور یہ احساس بھی ہو کہ اللہ نے ہمیں اس عظیم کام کے لئے چن لیا تو پھر کسی ڈیمو کلاس کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔ جب سے اس نصاب کا سلسلہ شروع ہوا ہے ۴۰۰ اسکولوں میں سے صرف دو ہی اسکولوں کی طرف سے ڈیمو کلاس کا تقاضا آیا ہے۔ پھر ڈیمو کلاس کے بعد انہوں نے بھی کہا کہ یہ اتنا آسان ہے کہ شاید ڈیمو کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اکثر اسکولوں میں جو اساتذہ ہیں وہ اتنے جذبے والے ہیں کہ انہوں نے خود ہی یہ کام شروع کیا اور الحمدللہ اکثر کو ڈیمو کلاس کی ضرورت بھی پیش نہیں آئی۔ تاہم اگر پھر بھی اس کی ضرورت ہو تو اس حوالہ سے تیار کردہ ویڈیو ریکارڈنگ بھی اس کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے اور اگر دی علم فاؤنڈیشن کی جانب سے کسی اسکول میں جانے کی ضرورت ہو اور ممکن ہو تو اس کی بھی کوشش کی جاسکتی ہے۔

۱۳۔ کیا اس نصاب کی آڈیو، ویڈیو ریکارڈنگ موجود ہے؟

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ اس نصاب کی تعارفی ویڈیو، ڈیمو کلاس کی ویڈیو، اساتذہ کے لئے تدریسی ہدایات اور عمومی طور پر کیئے جانے والے سوالات (FAQs) کے جوابات پر مبنی ویڈیو ریکارڈنگ بھی موجود ہے۔ آئندہ ہمارا ارادہ ہے کہ اس پورے نصاب کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی تیار کرلی جائے۔ اس کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ اس نصاب کو آن لائن پیش کیا جاسکے۔ نیز یہ مقصد بھی ہے کہ جن اسکولوں میں اس نصاب کو کسی وجہ سے پڑھانا ممکن نہیں ہے یا وہاں اساتذہ دستیاب نہیں ہیں تو ایسی جگہوں پر اس ویڈیو ریکارڈنگ سے استفادہ کیا جاسکے۔ مزید براں کچھ اساتذہ اگر اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو ان کے لئے بھی یہ میسر آسکے۔

۱۴۔ کیا یہ نصاب اسلامیات کا نعم البدل ہے؟

یہ بات واضح ہے کہ اسلامیات کا نصاب جامع (Comprehensive) ہوتا ہے جس میں عقائد، عبادات، ایمانیات، اور اخلاقیات پر بات ہوتی ہے، سیرت النبی ﷺ پر گفتگو ہوتی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حقوق العباد پر بھی گفتگو ہوتی ہے۔ لیکن یہ بات بھی ہم جانتے ہیں کہ ہمارے تعلیمی نصاب کی سب سے پتلی کتاب اسلامیات کی ہوتی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ جتنی اسلامیات پڑھائی جانی چاہیئے وہ نہیں پڑھائی جارہی۔ ہم اس نصاب کو اسلامیات کا نعم البدل تو نہیں کہیں گے لیکن ایک Value Addition ضرور کہیں گے کہ ہمارے طلباء وطالبات کی ذہنی سطح دینی معلومات کے اعتبار سے بلند ہونی چاہیئے۔ آج کے دور میں عموماً لوگ پچاس ساٹھ سال کے ہو جاتے ہیں مگر قرآن ترجمہ کے ساتھ پڑھا ہی نہیں ہوتا۔ (الاماشاء اللہ)۔ تو سوچیئے! کہ آج ایک طالب علم اگر پورے قرآنِ حکیم کا ترجمہ، اسکی تشریح اور اخلاقی ہدایات کے علاوہ بہت بڑے علمی ذخیرے سے گزر جائے گا جو اس مکمل نصاب کی صورت میں دیا جارہا ہے تو سوچیئے! اس کی اسلامیات اور دینی معلومات کا معیار کیا ہوگا۔ بہرحال اس نصاب کی شدید ضرورت تھی جس کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۵۔ اسلامیات کے نصاب کے ساتھ اس کے لئے وقت کیسے نکالیں؟

انگریزی میں کہا جاتا ہے کہ When there is a will there is a way، اگر نیت صاف ہو تو منزل آسان ہو جاتی ہے۔ الحمدللہ ۸۰۰ سے زائد اسکولوں میں اسلامیات کے ساتھ ہی پڑھایا جارہا ہے، ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان میں سے کسی کو مشکل پیش نہیں آئی۔ سب نے کہا یہ نصاب ہمارے اسکول میں لازماً ہونا چاہیئے۔ قرآنِ حکیم کی تعلیم سے بڑھ کر کون سی تعلیم ہو سکتی ہے۔ کچھ اسکولوں نے اس نصاب کے لئے کچھ کلاسز کا اضافہ کیا ہے۔ دوسرا یہ کہ اسلامیات کے نصاب میں قرآن کا کچھ حصہ (Portion) ہوتا ہے لیکن وہ بہت تھوڑا ہوتا ہے، تو کچھ وہ حصہ تو اس نصاب سے مکمل ہو رہا ہو گا مثلاً ناظرہ، کچھ حفظ، اخلاقیات وغیرہ، کچھ وقت وہاں سے نکال لیا جاتا ہے۔ لیکن اصل بات یہی ہے کے ساڑھے تین سال کے تجربہ میں اب تک وقت دستیاب نہ ہونے کی شکایت نہیں آئی۔ اس لئے جو بھی دین کا درد رکھنے والے، فکر آخرت رکھنے والے اور قرآنِ حکیم سے محبت رکھنے والے ساتھی ہوں گے وہ خود وقت نکال لیں گے۔ ہمارے پاس اس کے تجربات اسکولوں کی انتظامیہ اساتذہ، والدین اور بچوں کی طرف سے موجود ہیں کہ وہ پڑھنا چاہتے ہیں اور جب سب کی Will ہو تو راستہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ آسان فرما دیتا ہے۔

۱۶۔ کیا اس نصاب کا امتحان لینا لازمی اور اس کے نمبر شمار کرنا ضروری ہے؟

جب بھی کسی نئے نصاب کا اضافہ ہوتا ہے تو اکثر یہ پریشانی ہوتی ہے کہ ایک اور کورس کا اضافہ ہو گیا لیکن الحمدللہ ہماری معلومات کے مطابق اکثر اسکول اس نصاب کو اسلامیات میں شامل کر کے اس کا لازمی امتحان بھی لیتے ہیں۔ لیکن دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے کوئی ایسی پابندی نہیں ہے یہ فیصلہ ہم نے اسکول کی مرضی پر چھوڑا ہے۔ تاہم یہ ضرور عرض کریں گے کہ جب تمام مضامین کا امتحان لیا جاتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ طلباء نصاب کو دہرا لیتے ہیں تو یہ معاملہ قرآنِ حکیم کے ساتھ بھی ہونا چاہیئے کہ اس کی دہرائی بھی ہو تاکہ ایک ایک بات ذہن نشین ہو جائے۔ اس حوالہ سے علم فاؤنڈیشن کی طرف سے استفادہ کے لئے حصہ اول کا ماڈل پیپر بھی تیار کیا گیا ہے۔

۱۷۔ کیا نصاب کی تدریس کو جانچنے کا کوئی نظام ہے کہ اسے باقاعدگی سے پڑھا جا رہا ہے یا نہیں؟

اس ضمن میں ایک فارم تیار کیا گیا ہے جو اسکول کو فراہم کیا جاتا ہے اور گزارش ہوتی ہے کہ وہ اسے ماہانہ بنیادوں پر پُر کرکے ڈاک کے ذریعے یا ای میل کے ذریعے بھجوادیں۔ یوں ہمیں تدریس کے حوالے سے تازہ ترین صورتحال کا علم ہوتا رہتا ہے۔ مزید براں کوشش کی جاتی ہے کہ ہر مہینے دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے بذریعہ فون اسکول کے بتائے ہوئے وقت کے مطابق جب متعلقہ استاد دستیاب ہوں، رابطہ کرکے فون ہی پر رپورٹ لے لی جائے۔ جسے ہم اپنے ریکارڈ میں محفوظ کرلیتے ہیں۔ یوں ہمیں نصاب کی تکمیل (Coverage) کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ مزید براں اس رابطہ کے ذریعہ اگر ہمیں اساتذہ کو کوئی مشورہ یا تجویز دینی ہو تو وہ بھی فراہم کر دیتے ہیں۔

۱۸۔ کیا طلباء کی کارگردگی کو جانچنے کا کوئی نظام ہے؟

دی علم فاؤنڈیشن کا براہِ راست رابطہ طلباء و طالبات سے نہیں ہوتا بلکہ یہ رابطہ اساتذہ اور اسکول انتظامیہ کا ہی طلباء و طالبات سے ہوتا ہے۔ ہم نے یہ معاملہ اسکول کی صوابدید پر چھوڑا ہے۔ اسکولز اپنے طور پر اس نصاب کے حوالے سے کوئز پروگرام بھی کراتے ہیں اور ماہانہ، ششماہی اور سالانہ بنیاد پر امتحان بھی لیتے ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق کئی اسکول ایسا کر رہے ہیں۔ البتہ اکتوبر ۲۰۱۲ میں دی علم فاؤنڈیشن نے ایک کوئز پروگرام منعقد کیا تھا جس میں وہ ۱۱۳ اسکول شریک ہوئے جو حصّہ اوّل کی تکمیل کر چکے تھے۔ یہ پروگرام کوئز، آرٹ اور تقریری مقابلے پر مشتمل تھا۔ جس سے یہ محسوس ہوا کہ نہ صرف طلباء و طالبات نے بہت اچھا مطالعہ کیا بلکہ اساتذہ کی طرف سے بھی بھرپور طریقے پر نصاب کی تکمیل کرائی گئی۔ تو فی الوقت ہم اس طرح کے مقابلہ جات کا انعقاد کر رہے ہیں مگر آئندہ ہمارا پروگرام ہے کہ ایک مرکزی سوال نامہ دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے بنایا جائے اور پھر اس کے لحاظ سے جانچ پڑتال کی جائے اور اس کی بنیاد پر طلبا و طالبات کو سند اور تحائف بھی دیئے جائیں۔ لیکن یہ آئندہ کا منصوبہ ہے دعا ہے کہ اس پر بھی اللہ ﷻ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

۱۹۔ کیا اس نصاب کی تدریس سے طلباء کے علم و عمل اور کردار میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی ہے؟

عموماً لوگ چاہتے ہیں کہ تبدیلی فوراً نظر آئے مگر جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ دی علم فاؤنڈیشن کا براہ راست رابطہ طلباء و طالبات سے نہیں ہے۔ ہم اسکول سے ہی رابطہ کرسکتے ہیں۔ اساتذہ سے ملنے والی معلومات کے مطابق طلباء نہ صرف اس نصاب میں دلچسپی لیتے ہیں بلکہ جو سرگرمیاں ان سے کرائی جاتیں ہیں ان پر بھی بھرپور توجہ دیتے ہیں اور نصاب میں دی جانے والی گھریلو سرگرمیاں گھر والوں کی معاونت سے کرتے ہیں۔ اس طرح گھر والوں کی بھی شمولیت ہو جاتی ہے۔ اساتذہ کے مطابق طلباء میں انبیاء علیہم السلام کے قصوں اور علم و عمل کی باتوں میں اخلاقی اسباق کے ذریعے ان کے کردار و عمل میں بھی تبدیلی دکھائی دیتی ہے۔ ایک مرتبہ کچھ والدین سے بھی اس نصاب کے بارے میں تاثرات فارم بھروائے گئے تو ان کے تاثرات بہت مثبت اور امید افزا تھے۔ باقی اصل کیفیت تو اللہ ﷻ ہی کے علم میں ہے۔ بہرحال جو تاثرات اساتذہ اور والدین کی طرف سے ہم تک پہنچ رہے ہیں، ان کے مطابق اچھے اثرات ہیں جو طلباء میں دکھائی دے رہے ہیں۔

۲۰۔ کیا امتحان لینے کے لئے ماڈل پیپرز تیار کئے گئے ہیں؟

مطالعہ ٔقرآنِ حکیم کے نصاب کا امتحان اسکول کے لئے لازم نہیں کیا گیا ہے یہ اسکول کی اپنی صوابدید پر منحصر ہے۔ تاہم اب کچھ اسکولوں کی طرف سے تقاضا آرہاہے کہ دی علم فاؤنڈیشن خود کوئی ماڈل پیپر بنادے۔ بعض اسکولوں نے ہماری معاونت کے لئے ہمیں اپنے پیپرز بھی فراہم کیئے ہیں۔ جن کی بنیاد پر الحمدللہ دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے حصہ اوّل کے ماڈل پیپر تیار کر کے اسکولوں کو فراہم کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن یہ بات بھی اسکولوں کی صوابدید پر ہے کہ وہ اس پیپر کو کس طرح استعمال کریں۔

۲۱۔ کیا تیسری جماعت کے طلباء وطالبات سے اس نصاب کا آغاز کرنا موزوں ہے؟

بعض لوگوں کی طرف سے یہ سوال آتا ہے کہ کیا تیسری جماعت کے طالب علم کو اتنا بھاری نصاب پڑھایا جائے گا؟ اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ الحمدللہ ۸۰۰ سے زائد انفرادی اسکولوں میں زیادہ تر تیسری جماعت سے ہی یہ نصاب پڑھایا جارہاہے۔ پچھلے سات سالوں کے تجربے سے یہ بات سامنے آچکی ہے کہ Cambridge سسٹم پر چلنے والے اسکول، Matric سسٹم پر چلنے والے اسکول اور وہ اسکول جن میں حفظ وناظرہ کا اہتمام ہوتا ہے، سب میں ہی یہ نصاب تیسری جماعت سے پڑھایا گیا ہے اور پڑھایا جارہاہے۔ ان اسکولوں کے طلباء نے کوئز پروگرام میں شرکت بھی کی ہے اور یہ طلباء پاس ہوکر تیسری جماعت سے چوتھی جماعت میں بھی جارہے ہیں۔ یہ خود اس بات کی گواہی ہے کہ اس نصاب کو تیسری جماعت میں پڑھایا جا سکتاہے۔ تیسری جماعت سے اس نصاب کی تدریس کی تجویز اس لئے بھی ہے کہ عام طور پر جب ایک طالب علم قرآن پڑھ رہاہو تو تیسری جماعت تک پہنچتے پہنچتے قرآن حکیم کے کچھ یا اکثر پارے وہ پڑھ چکا ہوتا ہے اور قرآنِ حکیم کے الفاظ سے مانوس ہوچکا ہوتا ہے نیز اردو پڑھنا بھی کسی درجہ میں اس کے لئے آسان ہوجاتاہے۔ ان دلائل کی بنیاد پر اس نصاب کو تیسری جماعت سے شروع کرنے کی گزارش کی گئی ہے۔

۲۲۔ کیا بڑی جماعتوں (کلاسز) کے طلباء وطالبات بھی اس سے استفادہ کرسکتے ہیں؟

مطالعہ ٔقرآن حکیم کا یہ نصاب صرف تیسری جماعت کے طلباء ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ تمام کلاسز کے طلباء وطالبات اس سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مثلاً اس نصاب میں تیسری جماعت میں سورہ فاتحہ پڑھائی جاتی ہے جو ہر مسلمان ہر نماز کی ہر رکعت میں تلاوت کرتا ہے یا سنتا ہے۔ چنانچہ خواہ ایک طالب علم تیسری جماعت میں ہو یا آٹھویں جماعت میں، قرآن حکیم تو ہر عمر میں ایک ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے اسکول ایسے ہیں جو تیسری جماعت سے آٹھویں جماعت اور بعض میٹرک کی کلاسوں میں بھی پہلے حصہ اول پڑھاتے ہیں، پھر حصہ دوم اور پھر آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ ممکن ہے کے بڑی کلاسز کے طلباء ایک ہی سال میں حصہ اول اور حصہ دوم ختم کرلیں، کیوں کہ وہ باشعور بھی ہوتے اور اس عمر میں باآسانی اس نصاب کو سمجھ لیتے ہیں۔

۲۳۔ رنگوں کے استعمال کا مقصد کیا ہے؟ ہر لفظ کا الگ الگ ترجمہ کیوں نہیں کیا گیا؟

دو رنگ اس لئے استعمال کیئے گئے ہیں تاکہ جتنا قرآنِ حکیم کا متن ایک رنگ میں ہو اسی رنگ میں اس متن کا ترجمہ بھی اس متن کے نیچے آجائے پھر آیت کا دوسرا حصہ دوسرے رنگ میں آئے اور اس کا ترجمہ اسی رنگ میں نیچے آجائے۔ مقصد یہ ہے کے بعض آیات طویل ہوتی ہیں اور ان کا پڑھنا طلباء کے لئے دشوار ہوسکتاہے، تو اس کو ہم نے چھوٹے حصوں میں تقسیم کیاہے اور یہ تقسیم رنگوں کے ذریعے سے

کی گئی ہے۔ یہ اب ایک معروف طریقہ ہے جو دیگر اداروں نے بھی استعمال کیا ہے۔ لفظی ترجمہ اس لئے نہیں کیا گیا کہ بہت سے لفظی تراجم پہلے سے ہی دستیاب ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ اتنا متن اور ترجمہ ایک ہی رنگ میں دیا جائے جو ایک مکمل بات محسوس ہو۔ مزید براں آیات کی چھوٹے حصوں میں تقسیم کا ایک اور مقصد یہ ہے کہ اساتذہ کو پڑھانے اور طلباء کو پڑھنے میں آسانی ہو جائے۔ پھر ان چھوٹے حصوں کو دہرانا بھی آسان ہوتا ہے۔ یہ چھوٹا حصہ کبھی ایک چھوٹی آیت بھی ہو سکتی ہے جیسے۔۔ الرحمٰن۔۔ اور کبھی آیت کا ٹکڑا بھی ہو سکتا ہے جیسے ۔۔۔الحمدللہ الذی۔۔

۲۴۔ مختلف سورتوں کے انتخاب میں کیا حکمت ہے؟

اس نصاب کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ("مطالعۂ قرآن حکیم برائے طلباء و طالبات" کے ہر حصے کے آخر میں اس نصاب کی پوری تفصیل موجود ہے)۔ کوشش کی گئی ہے کہ ابتدائی دو تین حصوں میں انبیاء علیہم السلام کے واقعات کو پہلے بیان کیا جائے کیوں کہ ان کو سمجھنا آسان ہوتا ہے۔ چھوٹے اور بڑے سب آسانی کے ساتھ قصوں سے باتیں سمجھ لیتے ہیں۔ نیز ان قصوں کے ساتھ چھوٹی مکی سورتوں کو لیا گیا ہے۔ پھر بڑی مکی سورتوں کو شامل کیا گیا اور اس کے بعد آخری حصوں میں مدنی سورتوں کو شامل کیا جائے گا۔ اس طرح اس نصاب میں سورتوں اور قرآن کے مقامات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ یعنی آسان سے مشکل کی طرف گئے ہیں۔ جسے انگریزی میں کہتے ہیں کہ Simple سے Complex کی طرف یا پھر Easy سے Difficult کی طرف جانا۔

۲۵۔ مکی اور مدنی سورتوں کو کس لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے؟

مکی سورتیں قرآن حکیم کا تقریباً دو تہائی حصہ ہیں جبکہ ایک تہائی قرآن مدنی سورتوں پر مشتمل ہے۔ مکی سورتوں کی آیات بھی چھوٹی ہیں اور ان کا سمجھنا بھی آسان ہے۔ ان میں عقائد، اخلاقیات، ایمانیات، واقعات انبیاء علیہم السلام اور فکر آخرت کا بیان ہے۔ مدنی سورتوں میں شریعت کے احکامات اور اوامر و نواہی یعنی Dos اور Don'ts کا بیان ہے۔ اس نصاب کے پہلے پانچ حصے مکی سورتوں پر مشتمل ہیں اور آخری دو حصے مدنی سورتوں پر مشتمل ہیں۔ آخری حصوں کو کلاس ۷، ۸ اور ۹ یا ۱۰ میں پڑھایا جائے گا۔ تاکہ جب طلباء باشعور ہوں تو انہیں مدنی سورتیں پڑھائی جائیں جن میں شریعت کے احکامات آئے ہیں۔ ترتیبِ نزولی کے اعتبار سے یہ بات معروف ہے کہ پہلے مکی سورتیں نازل ہوئیں پھر مدنی سورتیں۔ اس حکمت کو بھی سامنے رکھتے ہوئے مکی اور مدنی سورتوں کی ترتیب کو اس نصاب میں رکھا ہے۔

۲۶۔ اس نصاب کے کتنے حصے مکمل ہو چکے ہیں؟ اور کتنے عرصے میں بقیہ حصے مکمل ہوں گے؟

اب تک پانچ حصے شائع ہو چکے ہیں۔ اللہ ﷻ کی ذات سے امید ہے کہ ان شاء اللہ ۲۰۱۸ء کے اختتام تک اس نصاب کے تمام سات حصے مرتب ہو کر شائع ہو چکے ہوں گے۔

۲۷۔ یہ نصاب ایک دفعہ مکمل کر کے تدریس کا آغاز کیوں نہیں کیا گیا؟

اب تک صرف ایک ہی اسکول کی طرف سے اس نوعیت کا سوال آیا ہے۔ اس بارے میں ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔ ہم ہر سال نصاب کا ایک ہی حصہ تیار کریں گے ان شاءاللہ۔ مقصد یہ ہے کہ نصاب کے جو حصے شائع ہو چکے ہیں ان کے متعلق اساتذہ، والدین اور خود طلباء کی طرف سے آنے والے تاثرات نیز ہمارے اپنے تجربات کو سامنے رکھ کر آئندہ کے حصوں کو بہتر طور پر مرتب کیا جائے۔

۲۸۔ عقائد اور عبادات کی تفصیلات بیان نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟

عقائد اور عبادات کی بہت زیادہ تفصیلات میں نہ جانے کی وجہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلامیات کی عمومی کتابوں میں بنیادی عقائد (ایمانیات میں سے توحید، رسالت اور آخرت کا بیان شامل ہوتا ہے) اور عبادات (نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج) کی تفصیل بھی شامل ہوتی ہے۔ اس لئے نصاب کے ابتدائی حصوں میں عقائد اور عبادات کی زیادہ تفصیل بیان نہیں کی گئی ہے۔ بعد کے حصوں میں جب مدنی سورتیں آئیں گی تو وہاں تفصیلات دی جائیں گی ان شاءاللہ۔ جبکہ نصاب کے شروع کے حصوں میں چونکہ مکی سورتیں ہیں اس لئے ان بنیادی عقائد توحید، رسالت اور آخرت پر زیادہ زور دیا گیا ہے جو کہ مکی سورتوں کے بنیادی مضامین ہیں۔

۲۹۔ کیا مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب میں سیرت النبی ﷺ کا ذکر بھی کیا گیا ہے؟

پورا قرآن حکیم دراصل سیرت النبی ﷺ ہی ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن (بخاری) یعنی نبی کریم ﷺ کے اخلاق تو قرآن تھے۔ البتہ جہاں تک تسلسل کے ساتھ سیرت النبی ﷺ کے شروع سے آخر تک بیان کرنے کا معاملہ ہے تو وہ اسلامیات کی کتابوں میں مختصراً موجود ہوتا ہے یعنی ولادتِ مبارکہ سے لے کر وصال تک کے حالات یعنی سیرت النبی ﷺ کا مکّی اور مدنی دور۔ مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب میں جب مکی سورتیں پڑھائی جائیں گی تو نبی کریم ﷺ کے مکّی دور کے حالات سامنے آجائیں گے یاد رہے کہ دو تہائی سے زیادہ قرآن مکّی سورتوں پر مشتمل ہے۔ اسی طرح جب مدنی سورتیں پڑھائی جائیں گی تو سورۂ انفال میں غزوۂ بدر، سورۂ آلِ عمران میں غزوۂ اُحد، سورۂ احزاب میں غزوۂ احزاب، سورۂ فتح میں صلح حدیبیہ اور سورۂ توبہ میں غزوۂ تبوک کا بیان بھی آئے گا۔ تاہم مطالعہ قرآنِ حکیم میں شامل تمام سورتوں اور واقعات کی آیت بہ آیت تشریحات میں آپ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے پہلو اور آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ کو بکثرت بیان کیا گیا ہے اور طلبہ پر سیرت النبی ﷺ کی اہمیت واضح کرنے اور اس سے عملی تعلق پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نیز "رہنمائے اساتذہ اور مطالعۂ قرآنِ حکیم حصّہ اوّل" میں مختصر انداز میں سیرت النبی ﷺ پر مشتمل مواد بھی فراہم کیا گیا ہے تاکہ اساتذہ اور طلبہ اس سے بھی استفادہ کر سکیں۔

۳۰۔ کیا اس نصاب میں احادیث مبارکہ کو بھی شامل کیا گیا ہے؟

جی ہاں مطالعہ قرآن حکیم برائے طلباء وطالبات اور "رہنمائے اساتذہ" کے ہر باب میں احادیث مبارکہ کو بیان کیا گیا ہے۔ جو بچوں کی ذہنی سطح اور دستیاب وقت کے مطابق ہے۔ بعد کے حصّوں خصوصاً مدنی سورتوں (جن کی تشریح کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے) کے بیان میں متعلقہ آیات کی تشریح میں احادیث کے مزید حوالے بیان کیئے جائیں گے۔ جیسے جیسے حصّوں کی تعداد آگے بڑھے گی ویسے ویسے متعلقہ احادیث

"رہنمائے اساتذہ" میں شامل کی جائیں گی ان شاءاللہ کیوں کہ آیاتِ قرآنی کی تشریح کے لئے قرآنی آیات کے ساتھ اہم ترین ذریعہ آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ ہی ہیں۔

۳۱۔ اگر عربی گرامر پڑھائی جائے تو یہ بات ترجمہ سکھانے کے لئے زیادہ مفید نہیں ہوگی؟

عربی گرامر ضرور ہونی چاہیئے بلکہ قرآنی عربی گرامر ہونی چاہیئے کیوں کہ عربی بول چال Spoken Arabic اور قرآنی عربی Quranic Arabic میں خاصا فرق ہے۔ لیکن یہ ایک تکنیکی پہلو Technical Aspect ہے۔ زبان سکھانے کیلئے زیادہ Expertise کی ضرورت ہوتی ہے۔ ناظرہ قرآن اور اسلامیات پڑھانے والے اساتذہ تو بہت دستیاب ہوتے ہیں مگر قرانی عربی پڑھانے والے اساتذہ بہت کم میسر ہیں۔ اگر کوئی اسکول چھ سات سالوں میں تقریباً ۲۰۰ گھنٹے فارغ کرنے کو تیار ہو تو انہیں قرآنی عربی کا نصاب بھی فراہم کیا جاسکتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ۲۰۰ گھنٹے لائیں کہاں سے؟ مطالعہ ٔقرآن حکیم کے نصاب کے لئے ۳۵۰ گھنٹے مانگے گئے ہیں۔ سات سالوں میں یہ وقت نکال کر مختص کر دیا جائے تو یہ نصاب ان شاءاللہ مکمل ہو جائے گا۔ تاہم جہاں کہیں وقت بھی دستیاب ہو اور وہاں قرآنی عربی پڑھانے والے اساتذہ بھی موجود ہوں تو یہ "نورٌ علیٰ نور" والی بات ہو گی۔

۳۲۔ کیا گرمیوں کی چھٹیوں میں اس نصاب کی تدریس ہو سکتی ہے؟

جو اسکول اپنے طلباء وطالبات کو چھٹیوں میں بلاسکتے ہوں اور رضا کارانہ طور پر ان کے پاس اساتذہ بھی موجود ہوں تو ان کے ہاں یہ کام ضرور ہونا چاہیئے۔ دی علم فاؤنڈیشن کی جانب سے اس معاملے میں معاونت بھی فراہم کی جائے گی اور ان طلباء کو اسناد بھی جاری کی جاسکتی ہیں۔ اس کی ایک شکل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کہ ایک سمر کیمپ ان طلباء وطالبات کے لئے منعقد کیا جائے جو اس نصاب کے چند حصے پڑھ چکے ہوں اس طرح ان کے لئے Revision بھی ہو جائے گا اور ان کا قرآن فہمی سے تعلق بھی بڑھے گا۔

۳۳۔ کیا غیر مسلم طلباء وطالبات اس نصاب سے استفادہ کرسکتے ہیں؟

یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ ہمارے معاشرے میں غیر مسلم خاندان بھی رہتے ہیں جن کے بچے ہمارے اسکولوں میں زیر تعلیم بھی ہیں۔ یہ بچے دیگر مضامین کی طرح اسلامیات کی کلاس میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ دی علم فاؤنڈیشن سے منسلک بعض اسکولوں میں بھی غیر مسلم طلباء وطالبات پڑھتے ہیں اور ان کے والدین کی طرف سے کوئی رکاوٹ کا معاملہ بھی سامنے نہیں آیا ہے۔ اگر کوئی رکاوٹ نہیں ہے تو ان طلباء و طالبات کو بھی یہ نصاب ضرور پڑھایا جائے۔ ویسے بھی بنیادی اخلاقی تعلیمات تو تمام مذاہب میں ایک ہی ہیں تو کیوں نہ ہم ان کو وہ تعلیمات سکھا کر ان کی دل جوئی کریں اور اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کا پیغام ان تک پہنچا دیں تو ہو سکتا ہے کہ اللہ ﷻ ان کو اسلام کی طرف رغبت عطا فرمادے۔

۳۴۔ کیا یہ نصاب عمومی طور پر مارکیٹ میں دستیاب ہے؟

ابھی تک دی علم فاؤنڈیشن نے اپنی مطبوعات کو مارکیٹ میں پیش کرنے کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ ارادہ یہ ہے کہ ہم ان اسکولوں اور تعلیمی اداروں کو یہ نصاب فراہم کریں جہاں اسے باقاعدہ پڑھایا جائے اور اس کی نگرانی بھی ہو سکے اور ہمارے لئے ان سے رابطہ بھی ممکن ہو۔ فی الحال یہ نصاب مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہے۔ تاہم ہماری ویب سائٹ سے اسے Download کیا جاسکتا ہے۔

COPYRIGHT © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OR COMMERCIAL USE PROHIBITED

۳۵۔ اس نصاب کو کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟

جو ادارے یا اسکول اس نصاب کو حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ دی علم فاؤنڈیشن سے ویب سائٹ، ای میل، فون یا خط و کتابت کے ذریعے رابطہ کریں تو ہم ان کو Sample فراہم کر دیں گے۔ پھر اس کے بعد وہ اگر مطمئن ہوں اور اپنے ادارہ یا اسکول میں اس نصاب کو اختیار کرنا چاہیں تو ہمیں اپنے طلباء و طالبات کی تعداد باقاعدہ طور پر بتادیں ہم ان کو ان شاءاللہ "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کی کتابیں اور "رہنمائے اساتذہ" فراہم کر دیں گے۔

۳۶۔ اس نصاب کی وسیع پیمانے پر تشہیر کیوں نہیں کی جارہی؟

کوشش یہ کی گئی ہے کہ ہم ذہن (Like Minded) اور دین کا درد رکھنے والے لوگوں سے ذاتی طور پر رابطہ کیا جائے۔ نیز جن ۸۰۰ اسکولوں میں یہ نصاب جاری ہے ان کے اساتذہ یا طلباء کے والدین نے کسی کو بتایا تو ہم نے ان کو بھی یہ نصاب فراہم کیا۔ اسی طرح یہ کام الحمدللہ ذاتی رابطہ سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اسی وجہ سے تشہیر کی اب تک کوئی خاص ضرورت پیش نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص نیت عطا فرمائے۔ آمین! الحمدللہ ہمیں پُر خلوص لوگ ملتے جا رہے ہیں اور یہ کام تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔

۳۷۔ اس نصاب کا ہدیہ کیا ہے؟

اس نصاب کا کوئی ہدیہ نہیں رکھا گیا ہے اور الحمدللہ اب تک کی پالیسی کے مطابق یہ کتابیں اسکولوں اور تعلیمی اداروں کو بغیر کسی ہدیہ کے فراہم کی جارہی ہیں۔ بنیادی مقصد قرآنِ حکیم اور مخلوقِ خدا کی خدمت ہے۔ تاہم کوئی اسکول یا ادارہ اس حوالہ سے دی علم فاؤنڈیشن سے تعاون کرنا چاہے تو ایسا ممکن ہے۔

۳۸۔ اگر کوئی اس کارِ خیر میں تعاون کرنا چاہے تو اس کا کیا طریقہ کار ہے؟

بہت سے افراد جو ہماری قرآنی خدمات سے اتفاق کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اس کارِ خیر میں اپنا حصہ ڈالیں۔ اگر کسی کا ایسا ارادہ ہو تو ہم سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ ان کے اطمینان پر ہم ان کو اپنا اکاؤنٹ نمبر بھی دے سکتے ہیں کہ وہ خود اپنا مالی تعاون جمع کرادیں اور رسید ہم سے حاصل کرلیں۔ مگر یہ سب اس وقت ہے کہ جب کوئی رضاکارانہ طور پر ایسا کرنا چاہے ورنہ چندہ جمع کرنا ہمارے پیشِ نظر نہیں ہے۔

۳۹۔ کیا یہ نصاب انگریزی میں دستیاب ہے؟

الحمدللہ مطالعۂ قرآنِ حکیم کے پہلے حصّہ کا انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے جو مارچ ۲۰۱۷ میں شائع ہو کر استفادہ کے لئے دستیاب ہو گا۔ حصہ اول کے رہنمائے اساتذہ پر کام جاری ہے جو جلد ہی انشاءاللہ مکمل ہو جائے گا۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

۴۰۔ کیا یہ نصاب آن لائن موجود ہے؟

ہماری ویب سائٹ www.tif.edu.pk پر اس نصاب کے جو حصے شائع ہو چکے ہیں وہ "رہنمائے اساتذہ" کے ساتھ موجود ہیں اور اس کے علاوہ اس نصاب کی تعارفی ویڈیو، قرآن کوئز، آرٹ اور تقریری مقابلہ برائے حصہ اول پر مبنی ویڈیو، اساتذہ کے لئے ہدایات پر مبنی ویڈیو، ڈیمو کلاس اور عمومی طور پر پوچھے جانے سوالات (FAQs) پر مبنی ویڈیو بھی موجود ہے۔ یہ سب کچھ Download کر کے استفادہ کے لئے دستیاب ہے۔

۴۱۔ اگر کوئی ادارہ اس نصاب کو شائع کرنا چاہے تو کیا یہ ممکن ہے؟

اگر کوئی ادارہ اپنے طلباء وطالبات کے لئے اس نصاب کو شائع کرنا چاہے تو یہ ممکن ہے۔ اگر طلباء کی تعداد کم ہو تو وہ ادارہ سے ہی یہ نصاب حاصل کر لیں۔ اگر بہت بڑے پیمانے پر شائع کرانا چاہتے ہیں تو وہ ادارے کی تحریری اجازت اور باہمی مشاورت کے بعد اسے شائع کر سکتے ہیں۔ تاہم ہمارے شائع شدہ نصاب میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔ ادارے کا کوئی تجارتی مقصد نہیں ہے اس لئے ہم چاہیں گے کہ کوئی اور ادارہ بھی اس نصاب کی اشاعت سے تجارتی نفع حاصل نہ کرے۔

۴۲۔ کیا جماعت دہم (X) کی اسلامیات کے نصاب کے لئے کوئی کتاب شائع کی گئی ہے؟

چونکہ دسویں جماعت کی اسلامیات کی کتاب میں کچھ مدنی سورتیں شامل ہیں۔ کچھ اسکولوں کی طرف سے یہ تقاضا آیا ہے کہ آئندہ دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے اسلامیات کی کتاب بھی شائع کی جائے۔ ان شاءاللہ مستقبل میں اس کام ارادہ ہے۔ تاہم اس وقت ہماری تمام تر توجہ مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کی تکمیل پر ہے۔ جو طلباء وطالبات اس نصاب کو مکمل طور پر پڑھ کر دسویں جماعت میں پہنچیں گے وہ ان متعین مدنی سورتوں کا مطالعہ کر چکے ہوں گے۔ ان شاءاللہ۔

۴۳۔ "دی علم فاؤنڈیشن" کی اور کیا خدمات ہیں؟

"دی علم فاؤنڈیشن" کی ایک اہم خدمت تو مطالعۂ قرآن حکیم برائے طلباء وطالبات کے نصاب کی تیاری ہے۔ اس نصاب اور سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے دی علم فاؤنڈیشن سے منسلک اسکولوں کے درمیان مختلف نوعیت کے مقابلہ جات بھی کرائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اساتذہ کی عمومی اور پیشہ ورانہ تربیت کا بھی ایک پورا نظام بھی موجود ہے۔ دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے مختلف مواقع پر مثلاً رمضان المبارک، ربیع الاول میں سیرت النبی ﷺ، عیدالاضحیٰ کے موقع پر حج اور قربانی کے حوالہ سے کچھ کتابچے (Booklets) وقتاً فوقتاً شائع کیئے گئے۔ ادارہ سے منسلک اسکولوں کے اساتذہ کے لئے تدریس سے متعلق مختلف مدتوں اور نوعیتوں کے کورسز اور ورک شاپس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اسکولوں کی ضروریات کے مطابق ان کے ہاں جا کر بھی اساتذہ کے لئے مختلف تربیتی پروگرام نیز طلباء وطالبات اور والدین کے لئے بھی لیکچرز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

۴۴۔ ”دی علم فاؤنڈیشن“ کا دفتر کہاں ہے اور کس سے رابطہ کیا جائے؟

"دی علم فاؤنڈیشن" کا مکمل ایڈریس، فون نمبر اور ای میل ایڈریس مطالعۂ قرآنِ حکیم کی ہر کتاب پر موجود ہے۔ اس نصاب اور دی علم فاؤنڈیشن کے بارے میں کوئی بھی تجویز اور مشورہ دینا ہو یا کوئی اور سوال پوچھنا ہو تو اتوار کے علاوہ صبح ۹ بجے سے شام ۵ بجے تک فون، ای میل، اسکائپ، فیس بُک کے ذریعے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

The ILM Foundation (TIF)

3/63, Block-3, D.M.C.H. Society, Karachi-74800, (Pakistan)
Phone: (92-21) 3430 4450-51, **Mobile:** 0335-3399929
Website: www.tif.edu.pk
Email: info@tif.edu.pk, tif1430@gmail.com
Skype: tif.quranproject
Facebook: tif.quranproject

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

یادداشت

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

یادداشت

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

یادداشت

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

یادداشت

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

یادداشت

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH
THE ILM FOUNDATION.
SALE OF THIS BOOK WOULD
ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

یادداشت

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

یادداشت

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

یادداشت

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

یادداشت

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH
THE ILM FOUNDATION.
SALE OF THIS BOOK WOULD
ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

مجوّزہ ماڈل پیپر برائے مطالعہ ٔقرآن حکیم (حصہ اوّل)

برائے سالانہ امتحان

سوال نمبر ۱۔ ذیل میں دیئے گئے سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔ (کوئی دس) (۲۰)

1) قرآن حکیم کی سب سے پہلی سورت کا نام کیا ہے؟
2) رب کے معنی کیا ہیں؟
3) سب سے پہلے نبی علیہ السلام کا کیا نام ہے؟
4) انسانوں سے پہلے زمین پر کون سی مخلوق آباد تھی؟
5) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کس کے سامنے فرمایا تھا؟
6) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا انجام کس سورت میں بیان ہوا ہے؟
7) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کہاں آباد تھی؟
8) شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟
9) قوم ثمود کی طرف کس رسول کو بھیجا گیا؟
10) حضرت یونس علیہ السلام کو کس قوم کی طرف بھیجا گیا؟
11) کس نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اونٹنی کا معجزہ عطا فرمایا؟
12) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟
13) حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کتنے سال دعوت دی؟
14) "اصحاب الایکہ" کس قوم کو کہا جاتا ہے؟
15) اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کے لشکر کو تباہ کرنے کے لئے کس کو بھیجا؟
16) سُورۃُ الکوثر میں کس کے بے نام ونشان ہونے کی خبر دی گئی ہے؟
17) سُورۃُ الماعون میں کن لوگوں کا بُرا کردار بیان کیا گیا ہے؟
18) قریش کے لوگ کس کی اولاد میں سے ہیں؟
19) یہودیوں اور عیسائیوں نے کس کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا؟
20) مُعَوِّذَتَین کن سورتوں کو کہا جاتا ہے؟

سوال نمبر ۲۔ ذیل میں دیئے گئے جملوں کو ان الفاظ کی مدد سے پُر کریں۔ (جودی، حضرت ھود علیہ السلام، علم، حضرت صالح علیہ السلام، مٹی) (۵)

1۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو۔۔۔۔۔۔۔ کے لحاظ سے فضیلت دی۔
2۔ اللہ تعالیٰ نے۔۔۔۔۔۔ سے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم بنایا۔
3۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی۔۔۔۔ پہاڑ پر جا رکی۔
4۔ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی طرف۔۔۔۔۔۔۔ کو رسول بنا کر بھیجا۔
5۔ قوم ثمود کی طرف اللہ تعالیٰ نے۔۔۔۔۔۔۔۔ کو رسول بنا کر بھیجا۔

سوال نمبر ۳۔ ذیل میں دی گئی آیت کا ترجمہ دیکھ کر بتایئے کہ یہ کس نبی کا قول ہے؟ نیز ان نبی کے متعلق کوئی تین باتیں لکھیں۔ (۱۰)

وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور اُنہوں نے فرمایا کہ تم سب اِس (کشتی) میں سوار ہو جاؤ اللہ کے نام کے ساتھ اس (کشتی) کا چلنا ہے اور اِس کا ٹھہرنا ہے بے شک میرا رب یقیناً بہت بخشنے والا مسلسل رحم کرنے والا ہے۔ (سورۃ ھود: آیت: ۴۱)

سوال نمبر ۴۔ کالم (الف) کے ہر جملہ کو کالم (ب) کے درست جملہ سے لائن لگا کر ملائیں: (۵)

الف	ب
حضرت یونس علیہ السلام نے	حضرت یونس علیہ السلام کے لقب ہیں۔
قومِ یونس علیہ السلام نے	ایک بیل دار درخت اُگا دیا۔
مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو	قوم کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے خبردار کیا۔
اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے لئے	عذابِ الٰہی کے آثار دیکھ کر توبہ کرلی۔
”ذُوالنُّوْن“ اور ”صَاحِبُ الْحُوْت“	حفاظت سے اپنے پیٹ میں رکھ لیا۔

سوال نمبر ۵۔ خالی جگہیں پُر کریں۔ (۱۰)

۱۔ صمد کے معنی ۔۔۔۔ ہیں۔
۲۔ قرآن حکیم کی سب سے بڑی سورت ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔
۳۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنے کو ۔۔۔۔ کہتے ہیں۔
۴۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو بُرا کہنے والوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ۔۔۔۔ دیتا ہے۔
۵۔ شیطان ۔۔۔۔ میں سے ہے اور وہ آگ سے بنا ہے۔

سوال نمبر ۶۔ مندرجہ ذیل جملوں پر صحیح (✓) یا غلط (×) کے نشان لگائیں۔ (۵)

نمبر شمار	جملے	صحیح	غلط
۱۔	گرجا گھر کی تعمیر پر اہلِ مکہ اور دیگر عرب قبائل بہت خوش تھے۔		
۲۔	عربوں میں سے ایک شخص نے ابرہہ کے گرجا گھر میں گندگی پھیلادی۔		
۳۔	ملاقات پر عبدالمطلب کو دیکھ کر ابرہہ بہت غصہ ہوا۔		
۴۔	اَبرہہ نے ایک بڑی فوج جمع کی جس میں ہاتھی بھی تھے۔		
۵۔	ابرہہ کا لشکر وادی محسر پہنچ کر آگے نہ بڑھ سکا۔		

سوال نمبر ۷۔ نیچے دیئے گئے جملوں کے ساتھ بنے ہوئے خانوں میں قصے کی ترتیب کے لحاظ سے نمبر ڈالیے: (۱۰)

- ایک بڑی مچھلی نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے حضرت یونس علیہ السلام کو بغیر نقصان پہنچائے نگل لیا۔
- اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو دوبارہ اہلِ نینویٰ کی طرف جانے کا حکم فرمایا۔
- حضرت یونس علیہ السلام نے کئی سال تک نینویٰ کے لوگوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔
- نینویٰ والے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے عذاب سے پناہ مانگنے لگے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK IS ENTIRELY CWI GUJRANWALA

- نینویٰ کے لوگ اپنے رسول علیہ السلام کا انکار اور ان کی مخالفت کرتے رہے۔
- حضرت یونس علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد عذاب کے آثار نظر آنے لگے۔
- مچھلی کے پیٹ میں آپ علیہ السلام اللہ ﷻ کی تسبیح اور استغفار کرتے رہے۔
- حضرت یونس علیہ السلام کو عراق کے شہر نینویٰ کے مشرک لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔
- حضرت یونس علیہ السلام عذاب کے مقام سے دور رہنے کے ارادہ سے ایک بھری ہوئی کشتی میں سوار ہوئے۔
- حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کے کفر پر ان سے ناراض ہو کر نینویٰ شہر سے دور چلے گئے۔

سوال نمبر ۸ مندرجہ ذیل جملوں کے بارے میں بتایئے کہ وہ کس کا قول ہے: (۵)

نمبر شمار	جملے	اللہ ﷻ	رسول علیہ السلام کا قول	قوم کا قول	شیطان کا قول
۱۔	یقیناً ہم نے ہی تمہیں پیدا کیا اور ہم نے ہی تمہاری صورتیں بنائیں۔				
۲۔	تمہیں ہمارے معبودوں نے کسی بُرائی میں مبتلا کر دیا ہے۔				
۳۔	تم اس اونٹنی کو نقصان نہ پہنچانا ورنہ تم پر عذاب آجائے گا۔				
۴۔	مجھے آگ سے بنایا گیا اور آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے بنایا گیا۔				
۵۔	ہم ان کی عبادت کریں گے جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔				

حصہ زبانی: (کوئی دو سورتوں کا ترجمہ سنائیں) (۲۰)

سورۃُ الکوثر کا ترجمہ سنائیں۔ یا سورۃ الفاتحہ کا ترجمہ سنائیں۔

سورۃُ الاخلاص کا ترجمہ سنائیں۔ یا سورۃ النصر کا ترجمہ سنائیں۔

سرگرمی: (۲۰)

کسی ایک سرگرمی پر ایک خوبصورت چارٹ گھر سے بنا کر لائیں۔

۱۔ قومِ لوط علیہ السلام کے کھنڈرات کی چند تصویریں تلاش کر کے چارٹ پر لگائیں

۲۔ زلزلہ کی تباہ کاریوں پر چند تصویریں جمع کر کے چارٹ پر لگائیں۔

۳۔ قومِ عاد کے کھنڈرات کی چند تصویریں جمع کر کے چارٹ پر لگائیں۔

۴۔ ایک کشتی کا خاکہ بنائیں۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

"مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" کے نصاب کے حصول کا طریقہ کار

۱۔ الحمد للہ "مطالعۂ قرآن حکیم برائے طلباء وطالبات" کا نصاب مع معاون تدریسی مواد (رہنمائے اساتذہ، FAQs، DVD وغیرہ) بلا معاوضہ فراہم کیا جاتا ہے۔

۲۔ اس نصاب کے حصول کے لئے براہ راست "دی علم فاؤنڈیشن" ہی سے رابطہ کیا جائے۔

۳۔ یہ نصاب صرف تعلیمی اداروں (اسکولز اور مدارس وغیرہ) کو ہی تدریس کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

۴۔ فی الحال یہ نصاب انفرادی طور پر فراہم نہیں کیا جاتا اور نہ ہی قیمتاً دستیاب ہے۔

۵۔ انفرادی طور پر اس نصاب سے استفادہ کے لئے تمام سافٹ فائلز پر مشتمل DVD بلا معاوضہ فراہم کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں "دی علم فاؤنڈیشن" کی ویب سائٹ سے بھی اسے ڈاؤن لوڈ کرنے کی سہولت موجود ہے۔

۶۔ نصاب کے حصول کے لئے ادارہ کے سربراہ کو "دی علم فاؤنڈیشن" کی طرف سے فراہم کردہ درخواست فارم پُر کر کے ادارہ کے لیٹر ہیڈ پر اس نصاب کے بارے میں اپنے تاثرات کے ساتھ بھیجنا ہو گا۔

۷۔ اگر کوئی صاحب کسی ادارہ میں اس نصاب کو متعارف کرانا چاہیں تو وہ بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔ "دی علم فاؤنڈیشن" کی طرف سے نمونہ (Sample) ان کے حوالہ سے اس ادارہ کو بھیج دیا جائے گا۔

۸۔ نصاب کے حصول کے بعد ادارہ کے لئے ماہانہ جائزہ فارم پُر کر کے بھیجنا لازمی ہوتا ہے تاکہ نصاب کی تدریس کا باقاعدہ جائزہ لیا جاتا رہے اور مشاورت کا عمل جاری رکھا جا سکے۔

۹۔ یہ نصاب اخبارات، رسائل وجرائد میں تبصرہ، نیز علماء کرام اور اہل علم حضرات کو نظر ثانی وتاثرات کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

۱۰۔ فی الحال یہ نصاب "دی علم فاؤنڈیشن" کے دفتر سے فراہم کیا جاتا ہے۔ مارکیٹ یا کسی اور جگہ دستیاب نہیں ہے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

درخواست فارم برائے فراہمی نصاب مطالعۂ قرآنِ حکیم

ادارے کا نام: ____

پرنسپل / سربراہ کا نام: ____________________ موبائل نمبر: ____________________

ای میل ایڈریس: ____________________ فون نمبر: ____________________

ادارے کا پتہ: ____

مطالعۂ قرآنِ حکیم کے لئے مقرر کردہ انچارج کا نام: ______ برائے رابطہ (اگر تحریر کرنا چاہیں) : ____________

انچارج کا ای میل ایڈریس: ____________________ تعلیمی سال کا آغاز (مہینے کا نام): ____________

ادارے میں رائج تعلیمی نظام پر نشان ☑ لگائیں میٹرک: اولیول: ☐ دونوں: ☐ مدرسہ: ☐

دیئے گئے خانوں میں طلبا و طالبات کی تعداد درج کیجیے جنہیں مطالعۂ قرآنِ حکیم حصّہ اوّل پڑھایا جائے گا۔

III	IV	V	VI	VII	VIII	IX	X	کل تعداد/TOTAL

درکار "رہنمائے اساتذہ" کی تعداد: ____________

نصاب سے تعارف کا ذریعہ: ۱۔ بروشر: ☐ ۲۔ فیس بک: ☐ ۳۔ دی علم فاؤنڈیشن کی ویب سائٹ: ☐

۴۔ اسکول / مدرسہ کا نام: ____________ ۵۔ تعارفی پروگرام کا مقام اور تاریخ: ____________

۶۔ دیگر ذرائع: ____

ہدایات: ۱۔ ایک سے زائد کیمپس کی صورت میں ہر کیمپس کے لئے الگ درخواست فارم پُر کیجیے

۲۔ نصاب کے بارے میں اپنے تاثرات لیٹر ہیڈ پر اس درخواست فارم کے ساتھ بذریعہ ڈاک / ای میل /Whats App ارسال فرمائیں۔

دستخط پرنسپل / سربراہ بمع مہر: ____________ تاریخ: ____________

دفتری استعمال برائے دی علم فاؤنڈیشن:

وصول کنندہ: ____________ تاریخ: ____________ دستخط ڈپارٹمنٹ انچارج: ____________